إِنَّ مِنَ الْبَسَيَانِ لِسِعًلَ

عمل رائیجانے والی عام ہم اور نے رانگیرتھاریہ علمارخطبار اور عوام کے لیے کیسال مفید

جلدچهارم

مفتى اعظم بإرتئان مونا محكر رفيع عماني ظلم

- رئسول الله صلامناعد والكيجاراً هم نصيحتين
- سُنْت كامفهُوم اوراتباع سُنْت كي اهميت
- سُنّت كا مقام اورفتنه انكار حديث
- حَج كَ بِعَدزندگ كَنْ كَنْ كُذارش
- دينمي تغسكم أور عصبيت
- دو کمزور یکتیم آفر عورت
- دَارُالْعُ لُومِ دِيوْبِيَ لَهِ سِهُ دَارُالْعُ لُومِ كُرَاحِ نَتْكِ
- الله تعالى كى بے شكمارنغمتانى
- تغیر پذیر کالات میں اختماعی اجتماد کی ضار وریت
- عظمت مدارس دينيه

سرب العام من من العام ۲- نا بھر وڈ ، پڑانی انارکلی لاہؤ۔ فون: ۳۵۲۲۸۳

اِصلاح القرابان

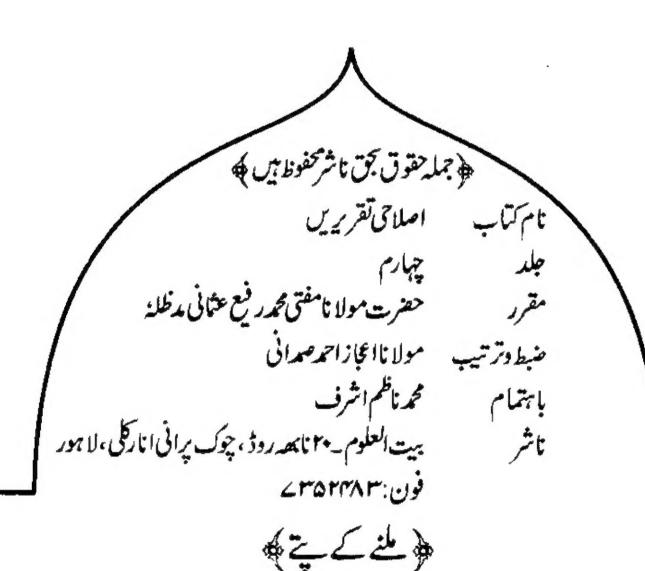
عمل ایجار فرالی عام ہم اور بر کا گیرتھاریہ علما رخطبار اور عوام کے لیے کیسال مفید

جلدچهارم

مفتى اعظم بارستان موا محسر فيع عماني ظلم

مرَقب: مُولاً نَااعِجَازاحم كُ صَمَّلاً في

سر من العلم ٢٠- نا به مرود ، يُراني اناركلي لابئو ون: ٢٥٢٢٨٣



بیت الکتنب = گلشن اقبال، کراچی ادارة المعارف = ڈاک خانددارالعلوم کورنگی کراچی نمبر ۱۳ مکتبددارالعلوم = جامعددارالعلوم کورنگی کراچی نمبر ۱۳ مکتبدسیداحد شهبید = الکریم مارکیٹ، اردوبازار، لاجور مکتبدر جمانیہ = غزنی سٹریٹ، اردوبازار، لاجور

بیت العلوم = ۲۰ نامه روژ، پرانی انارکلی، لا مور اواره اسلامیات = ۱۹۰ انارکلی، لا مور اداره اسلامیات = موہن روژ چوک اردوباز ار، کراچی دارالاشاعت = اردوباز ارکراچی نمبرا بیت القرآن = اردوباز ارکراچی نمبرا

يبش لفظ

حضرت مفتى اعظم بإكستان مولانا محدر فيع عثاني مدظله

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

مجھ جیسے ناچیز کی زبان سے نگلی ہوئی باتیں تو اس قابل بھی نہ تھیں کہ ان کو "تقریرین" کہا جاتا، چہ جائیکہ انہیں" اصلاحی تقریرین" کاعظیم الشان نام دے کر کتابی شکل میں شائع کیا جائے۔ لیکن اہل محبت کاحسن طن ہے کہ وہ ان کو ٹیپ ریکارڈ پر محفوظ کر لیتے ہیں۔

عزیز القدر مولوی محمد ناظم سلمہ نے جودار العلوم کراچی کے ہونہار فاضل، اور "مامعہ اشر فیہ لا ہور" کے مقبول استاذ ہیں، کئی سال سے ان ٹیپ شدہ تقریروں کو ضبط تحریر میں لاکر اپنے ادارے بیت العلوم لا ہور سے شائع کرنے کا سلسلہ جاری کیا ہوا ہوا اب تک اس سلسلے کے چار درجن سے زیادہ کتا بچ شائع کر چکے ہیں، اور اب ان میں سے کچھ مطبوعہ کتا بچوں کا ایک مجموعہ" اصلاحی تقریریں (جلد چہارم)" کے نام سے شائع کررہے ہیں۔

یہ دیکھے کر خوشی ہوئی کہ ماشاء اللہ انہوں نے ٹیپ ریکارڈ سے نقل کرنے میں

بڑی کاوش اور احتیاط سے کام لیا ہے اور ذیلی عنوانات بڑھا کر ان کی افادیت میں اضافہ کردیاہے۔اللہ تعالیٰ ان کی اس محنت کوشرف قبولیت سے نوازے اور ان کے علم ومل اور عمر میں برکت عطاء فرمائے، اور اس کتاب کو قارئین کے نافع بنا کر ہم سب کے لئے صدقہ جاریہ بنادے اور "بیت العلوم" کو دینی اور دنیاوی ترقیات سے مالا مال کردے۔

والله المستعان

يم (لله (لرحس (لرحيم

﴿ عرض ناشر ﴾

مفتی اعظم یا کتان حضرت مولا نا مفتی محمد رفع عثانی صاحب مدخله ملک و بیرون ملک ایک جانی بیجانی علمی اور روحانی شخیصت بین - آنجناب ملک کی مشهور دین در سگارہ'' دارلعلوم کراچی' کے مہتم اور اسلامی نظریاتی کوسل کے ایک فعال ممبر ہونے کے علاوہ کئی جہادی، اصلاحی اور تعلیمی تنظیموں کے سریرست ہیں۔ آ بے مفسر قرآن مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محد شفیع صاحب کے فرزند ارجمند اور عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی صاحب کے متاز اور اخص الخواص خلفاء میں ہے ہیں۔ ان تمام خوبیوں کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت مفتی صاحب مدظلہ کوحسن خطابت ہے خوب خوب نوازا ہے۔ ہر موقعہ پر پر اثر اور دلنشین پیرائے میں ہرسطے کے سامع کو بات سمجھانا حضرت کا خصوصی کمال ہے جواس قحط الرجالی کے دور میں کہیں کہیں نظر آتا ہے۔ پھر بزرگوں کی صحبت کی برکت سے لوگوں کی اصلاح کا جذبہ کہ کسی طرح لوگ روحانی طور پر درست ہوجائیں حضرت کے بیانات کا لازمی حصہ ہے۔ گویا حضرت کے خطبات و بیانات شریعت وطریقت کا ایک حسین امتزاج ہوتے ہیں۔ جن میں عالمان تحقیق، فقیہانہ نکتہ وری کے ساتھ ساتھ، ایک بلند یابیہ صوفی، مصلح اور مربی کی سوچ بھی جلوہ نما ہوتی ہے۔

الحمدللد" بیت العلوم" کو بیشرف حاصل ہوا کہ پہلی مرتبہ حضرت کے ان اصلاحی ، پرمغز اور آسان بیانات کو حضرت مفتی صاحب مدظلہ کے تجویز کردہ نام" اصلاحی تقریریں" کے نام سے شائع کررہا ہے۔ اصلاحی تقریریں جلد اول دوم اور سوم کی غیرمعمولی مقبولیت کے بعد اب جلد چہارم آپ کے سامنے ہے۔ جس میں

حضرت کے یکھ بیانات لا ہور، کراچی اور دوسرے مکی و غیر مکی مقامات کے شامل بیں۔ اس کتاب کی طبط وتر تیب کا کام مولانا اعجاز احمد صحدانی (فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی) نے انجام دیا ہے۔ اس میں حتی الوسیق ضبط وتر تیب کا خیال رکھا گیا ہے اور آیات واحادیث کی تخریخ کی کردی گئی ہے، پھر بھی اگر کوئی غلطی نظر سے گزرے تو براہ کرام مطلع فرمائیں۔ اللہ تعالی '' بیت العلوم'' کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور ہم سب کو عمل کی تو فیق عطا فرمائے اور حضرت مفتی صاحب مدخللہ کو صحب عافیت عطا فرمائے تا کہ ہم حضرت کے بیانات سے زیادہ سے زیادہ مستنفید ہو تیس۔

والسلام ﴿ محمد ناظم اشرف ﴾ مدير ''بيت العلوم''

آخسالي في سي

رسُول الله صدّ الله عنه تَلَى بَعَاراً هم نصِيْحَتين سُنت كامفهُوم اوراتباع سُنت كي هميّت سُنت كامفهُوم اوراتباع سُنت كي هميّت سُنت كامفهُوم اوراتباع سُنت كارخديث سُنت كامقام اورفتنه انكار حديث حجر كي بعد زندگرت كينه گذارش دين حجر كي بعد زندگرت كينه گذارش دو كمزور يك بينم اور عصبيّت دو كمزور يك بينم اور عصبيّت دو كمزور يوب كي به تيم اور عورت دارالع كوم ديوب كله سه دارالع كوم ديوب كي به شكمار نعمتين الله تعالى به تنكمار نعمتين تغيير پذير حالات مين إجتماعي اجتماد كي ضرور يوب كه منارس دين يك عنظر مستون عند الرس دين يك عنظر مستون عند الرس دين يك عند يك

اصلاحی تقریریس (جلدچهارم)

صفحهنمبر	عنوانات	نمبرشار
72	خطبه	ı
ra	ترجمه	۲
M	تمهيد	۳
19	بهلی نصیحت: تقوی کا حکم	٣
19	اصلاحِ معاشرہ کے لئے اکسیرنسخہ	۵
۳٠	رشوت اور دیگر جرائم کی روک تھام کیسے ہو؟	۲
۳1	روزه تقوی کی اعلیٰ مثال	4
٣٢	افسر كا دُر!!	٨
٣٢	اولوالاً مر کی اطاعت	9
44	''اولوالاً م'' ہے کون مراد ہیں؟	1+
mh	غلام امیر کی اطاعت کا حکم	11
ra	موجودہ حکام کی اطاعت کی تفصیل	Ir
r a	جائز امور میں اطاعت کی مثال	194
٣٦	نظم وصبط کی شرعی حیثیت	الد
r ∠	"امير" مقرر كرنے كى وجه	10
٣٧	مولا ناحسين احمد مدنى رحمه الله كا واقعه	IY

F A	حکومت سے اختلاف میں بھی حدود کی رعایت ضروری ہے	14
٣٨	ایک غلط جمی اور اس کا از اله	IA
m9	کون کہاں امیر ہے؟	19
۲۰۰	اختلاف امت کے وقت کرنے کا کام	Y +
P+	خلفاءِ راشدین کے فضائل	۲۱
ایم	حق وباطل پہچاننے کی نسوٹی	۲۲
۲۳	شیعه سنی اختلاف کی وجه	44
۲۲	ایک دلجیسپ واقعه	**
سهما	سنت کومضبوطی سے پکڑنے کی ہدایت	10
ساما	بدعت سے بیخنے کا تھم	77
لماما	بدعت کے لغوی واصطلاحی معنی	12
ماما	کونسا اضافیہ بدعت ہے؟	1/1
ra	ٔ ایک غلط منجی اور اس کا از اله	19
۲۲	اذان سے پہلے درودوسلام پڑھنے کا حکم	144
14	جنازہ کے ساتھ کلمہشہادت کا نعرہ لگانا	۳۱
۳۸	تیجه اور اس کی قباحتیں	٣٢
4	گیارهویں کا حکم	mm
14	نماز باجماعت کے بعد زور سے کلمہ طیبہ پڑھنا	ماسا
۵٠	بدعت کرنے والوں کی مثال	ra
۵۱	صرف نبیت کا احجِها ہونا کافی نہیں	٣٧
ar	سنت اور بدعت کی مثال	٣2

﴿ سنت كامفهوم اور اتباع سنت كى اہميت

۵۵	خطبہ	۳۸
۵۵	تمہید	٣٩
PA	''سنت'' کے لفظی اور اصطلاحی معنی	۴٠,
۵۷	غلط منبی کی وجہ	ایم
۵۷	'' داڑھی رکھنا سنت ہے''اس کا صحیح مطلب	4
۵۸	جار بنیادیں	ساما
۵۸	قرآن، سنت	L.L.
۵۹	اجماع	70
71	قياس	۲٦
71	قیاس کی حقیقت	٣4
44	قیاس کرنا ہرایک کے بس کا کامنہیں	۳۸
44	قیاس کی بنیادی شرط	4
44	به روبه مرکز درست نهیں	۵۰
44	غیر عالم کے مسئلہ بنانے کا تھم	۵۱۰
410	سنت کی پیروی کے درجات	۵۲
40	مها به چهای آیت	۵۳
ar	اصل شرعی ضابطه	۵۴
YY	بعض مرتبہ تھم فرضیت کے لئے نہیں ہوتا	۵۵
74	لطيفه	۲۵

۸۲	کھڑے ہو کر پانی بینا	02
۸۲	دوسری آیت	۵۸
79	تیسری آیت	۵۹
49 .	آنخضرت صلی الله علیہ وسلم کی پیروی کے دوفوائد	4+
۷٠	صحابه کرام کا اتباع سنت	71
4	حضرت عمر فاروق كامعمول	71
47	حضرت عمر کے کامیاب حکمران ہونے کا راز	44
27	سنت کے تفصیلی مطالعہ کی ضرورت ہے	40
۷۳	سنت پر ممل کرنے کے طریقے	40
۷۳	پېلاطريقه	77
44	د وسرا طریقه	42
25	صرف مطالع سے مقصد حاصل نہ ہوگا	۸۲
۷۵	ا تباع سنت کے ثمرات	49

﴿ سنت كامقام اور فتنه انكارِ حديث

49	7	
4 7	عمبيد	
۸.	بہترین انسان بننے کاطریقنہ	41
۸٠	صحابہ کرام کے بلند مرتبہ ہونے کی وجہ	4
ΛI	ا تباع سنت کی قوت ، ایک واقعه	۷٣
٨٣	ا تاع سنت کی ایک اہم فضیلت	۷٣
٨٣	دوسری آیت	۷۵

۸۳	تیسری آیت	24
۸۵	جھگڑوں کی بنیاد	44
۸۵	چوهی آیت	۷۸
۸۵	منكرين حديث كا تعارف	49
۸۲	منکرین حدیث کی سرگرمیاں	۸٠
٨٧	منکرین حدیث کے دعوے کا جواب	ΔI
14	منكرين حديث بر كفر كا فتوى كب اور كيسے لگا؟	۸۲
۸۸	منکرین حدیث کی شرانگیزیاں	۸۳
19	ایک اصولی بات	۸۳
19	منکرین حدیث سے ہونے والے مناظرے کی روئیداد	۸۵
9+	دوسرا واقعه	۲۸
9.	منكرين حديث كا دوسرا رخ	٨٧
91	كتابت حديث براعتراض	۸۸
97	جواب	19
91	احادیث کی حفاظت تین طرح سے ہوئی	9+
914	احادیث کس طرح حفظ کی جاتی تھیں؟	91
914	حفاظتِ حدیث کے لئے ابوہررہ وضی اللہ عند کی فاقد کشی	91
۹۴	ابو ہر ریرہ رضی اللہ عنہ کی روایات	92
90	ابو ہریرہ رضی اللّٰدعنہ کے حفظِ حدیث کا امتخان: ایک واقعہ	٩٣
97	امام بخاری کا واقعه	90
92	امام بخاری رحمة الله علیه کو بیر مقام کیسے ملا؟	44
 		

9.0	عرب علماء اور امام بخاري	94
9.	امام ترندي كاحافظه	91
99	احادیث کی تاریخ	99
1	راوی کے حالات جانے کا طریقہ	1++
1 • •	خلاصه	1+1

﴿ ج کے بعد زندگی کیسے گذاریں؟﴾

1+4	خطبهمسنونه	1+1
1+4	تمهيد	1+1~
1+7	فوائد مج کے حصول کے لئے بیت اللہ کی حاضری ضروری ہے	1+14
1+4	مختلف عبادات کے اثرات	1+0
1•∠	جج کے فوائد سننے سے سمجھ نہیں آسکتے	1+4
1+/	مثال	1+4
1+9	مج بیت اللہ کے جیرت ناک اثرات	1•Λ
1+9	سادگی مگر	1+9
1+9	عجيب مقناطيسيت	11+
11+	منافع بفترر اخلاص وتفوي	111
11+	ہر بار نئے منافع	111
11+	قبولیت حج اور اس کی علامات	1111
(1)	بها علامت بابی علامت	۱۱۲۰

111	دوسری علامت	110
111	تيسرى علامت	IIA
111	ما بوی کی کوئی بات نہیں	114
111	ولى الله بننے كا آسان طريقه	11/
1111	جج قبول ہونے کا مطلب	119
االد	شکر کرنے کے ثمرات	14-
IIM	گناہ مزے کی چیز نہیں	171
110	گناہ میں لذت آنے کی مثال	144
110	انسان ماحول سے متاثر ہوتا ہے	144
ll A	مج کے اثرات دراصل تقویٰ کی کیفیت ہے	146
IIA	تقویٰ کیسے اختیار کریں؟	Ita
112	قرآن مجيد كا خاص اسلوب	174
112	تقوی اختیار کرنے کا طریقہ۔اللہ والوں کی صحبت اختیار کرنا	11/2
IIA	ایک واقعه	154
119	الله والے قیامت تک رہیں گے	179
14-	صراط منتقیم میں اللہ والوں کا حوالہ دیا گیا	114
14+	انعام یافته لوگ	1141
171	الله والول کے ساتھ رہنے کا ایک خاص فائدہ	۲۳۲
144	الله والول کے ساتھ رہنے سے اثراتِ جج کی حفاظت	Imp
ITT	کیسے لوگوں کی صحبت میں رہیں	الملما

ITT	دوسرا راستہ: تبلیغی جماعت کے ساتھ وفت لگانا	Ira
144	تبلیغ میں لگنے کے لئے بھی حدود وقیود کی پابندی ضروری ہے	1124
144	حضرت والدصاحب رحمته الله عليه كا واقعه	12
ITM	معمولات بوميه	IFA
146	ا۔ دین کتب کامطالعہ	1179
170	۲_تلاوت قرآن مجيد	114
110	۳۔مناجات مقبول کی دعا ئیں	ا۲۱
144	دو کام ہر حال میں	164
127	ا_نماز کی پابندی	ساماا
177	۲۔ مال حرام سے بیخے کی کوشش	الدلد

﴿ الله تعالى كى بے شار نعمتيں ﴾

خطب	ira
ایمان کے شعبے	1174
حیا۔ ایمان کا ایک عظیم شعبہ	162
حیا۔ ایک عظیم نعمت	IMA
الله تعالیٰ کی نعمتوں کوسو چنے کا فائدہ	١٣٩
سانس لینا۔ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے	10+
یہ نعمت مفت میں ہروقت ملی ہوئی ہے	اشا
یانی کی نعمت	125
بارون الرشيد كا ايك واقعه	104
	حیا۔ ایمان کا ایک عظیم شعبہ حیا۔ ایک عظیم نعبہ حیا۔ ایک عظیم نعب الله تعالیٰ کی نعمتوں کوسو چنے کا فائدہ سانس لینا۔ الله تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے یہ نعمت مفت میں ہروفت ملی ہوئی ہے یانی کی نعمت

110	جسم سے بیبتاب نکلنا بہت بڑی نعمت ہے	Iar
110	گردوں کے ہسپتال کا دورہ	iss
1124	کیا مصنوعی گرده بنایا جا سکتا ہے؟	107
12	دل۔ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت	102
ITA	ونیا کے بہب مسلسل کام نہیں کر سکتے	101
11-9	خلاصه	109

﴿ دو كمزور _ يتيم اور عورت ﴾

ساماا	حدیث کا مطلب	14+
الدلد	ينتيم اورعورت دونول ضعيف ہيں	141
الدلد	یتیم کا مال کھانے کی وعید	144
۱۳۵	يتيم كا مال كھانے كى ايك صورت جس كى طرف دھيان نہيں	171
	واتا	
Ira	شریعت کا بتلایا ہوا ادب اور ہمارا طرنے عمل	וץר
IMA	غلط طرز عمل کا نتیجه	170
١٣٤	غرباء کے لئے پریشانی	177
١٣٤	ہمارے مرشد کی احتیاط	172
IM	عورتوں ہے متعلق چندا حکام	AFI
1179	حضرت بقانوي رحمته الله نعليه كالطرزعمل	149
1179	محبت کے اعتبار سے برابری کرناممکن نہیں	14+
12+	عورت پہلی سے پیدا کی گئی	141

ا۵۱	بيغورت كاعيب نهين	121
101	پہلی سے پیدا ہونے کا مطلب	124
101	بیوی کی جائز ضد بوری کردین جاہیے	124
100	عورت کی قربانیاں	140
100	ہمارے معاشرے میں عورت کے ساتھ برتاؤ کی کیفیت	124
۱۵۳	كيابيوى كے حصه ميں صرف سسرال والے ہى آئے ہيں؟	144
124	بیرتو جانوروں کا سا سلوک ہے!	141
100	ایک اور شکین غلطی	149
100	بيه اسلام كاقصور نهيس	1/4
۲۵۱	مغرب نے عورتوں پر بے حدظلم کیا ہے	IAI
۲۵۱	امریکہ میں عورتوں کے مسلمان ہونے کی وجہ	IAT
104	لندن كا ايك واقعه	۱۸۳
102	مغرب نے عورت کو بیوقوف بنایا	IAM
۱۵۸	مغرب میں عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق حاصل نہیں	110
101	اسلام نے عورت کو جومر تنبہ دیا، وہ کسی اور مذہب میں نہیں	IAY

﴿ دارالعلوم و يوبند سے دارالعلوم کرا جی تک ﴾

171	خطبه مسنونه	114
144	تمهيد	IAA
יורו	جنگ آ زادی کے بعد مسلمانوں کی حالت	1/19

1		
arı	انگریزوں کے دواہم کام	19+
arı	جنگ آزادی ہے بل مسلمانوں کے علیمی اداروں کی کیفیت	191
ITA	لارڈ میکالے کے نظام تعلیم کی خصوصیات	195
ITT	عیسائیت اور ہندومت کی تبلیغ	1914
144	اندلس کے حالات پیدا ہونے کا اندیشہ	191
172	اندلس کے موجودہ مذہبی حالات	190
172	نماز پڑھنے کی وقت	197
149	دارالعلوم د يو بند كيول قائم كيا گيا؟	192
14+	علی گڑھ یو نیورشی بنانے کا مقصد؟	19/
141	سرسید کی ذہنی مرعوبیت	199
141	دارالعلوم د يو بند ميں تيار ہونے والا ذہن	***
127	سرسید کامعجزات ہے انکار	r +1
124	اقدامی جہاد کا انکار	* **
124	ہمارے اکابر نے سکول کی تعلیم کی مخالفت کیوں کی؟	r+ r
14	علماءِ دین کے خلاف جھوٹا برو بیگنڈہ	4+14
140	علماء کوعصری علوم سے محروم کرنے کی انگریزی سازش	r+0
120	قیام پاکستان کے بعد نے نظام تعلیم کی ضرورت	
140	نئے نظام تعلیم کے لئے علماءِ کرام کی تجاویز اور کوششیں	Y+Z
124	دینی مدارس قائم کرنے کی وجہ	۲• Λ
124	دارالعلوم کراچی کا قیام	r+ 9

144	دارالعلوم کی سب سے بہلی جماعت	FI +
144	طلبه كا ججوم اور جكه كالمم يرْجانا	†
141	دارالعلوم کے لئے بڑے میدان کا حصول (علامہ عثانی کی یاد گار	717
	کے طور پر)	
149	مدرسه کا سنگ بنیاد اور علامه عثانی کی املیه کی مخالفت	rım
149	والدصاحب كا وہاں دارالعلوم قائم كرنے سے انكار	rim
1/4	ا نکار کی وجبہ	710
IAI	دارالعلوم کے لئے موجودہ زمین کا ملنا	717
IAI	دارالعلوم کی ابتدائی اور موجودہ حالت	11 ∠

و بنی تعلیم اور عصبیت ﴾

_		
MA	خطبه مسنونه	١٨٥
119	حیدر آباد سندھ سے قبلی تعلق	IAY
14+	قیام پاکستان اور مدارس عربیه	114
771	دين اسلام اورعلم	1/19
777	درسگاهِ صفه	197
++4	فضأتل علم	191
444	علم دین ،فرض عین اور فرض کفایی	196
770	فرض عين اور فرض كفاييه كي تفصيل	1914
777	علم تصوف کا ضروری حصہ بھی فرض نیبن ہے	190

ریاض العلوم کی سریرستی	112
نیشنلزم کا بت	111
اسلامی قو میت	779
ونعتباه	14.
یا کستان اہل اسلام کی پناہ گاہ	١٣١
اسلامی اخوت ومحبت	744
ایک مرکزی اداره و شخصیت کی ضرورت	rrr
سنتم ظریفی	ماسلم
بچوں کا چندہ	٢٣٥
مدرسه اور احسان	444
تېمت تراشي	12
اردو دانوں اور بستی والوں کی محرومی	rm
اگرانسان نه بنے تو درندہ بھی نہ بنے	119
مدرسے سے تعاون کی اپیل	14.4
	نیشنلزم کا بت اسلامی تو میت انتباه انتباه النتباه اسلامی اخوت و محبت اسلامی اخوت و محبت ایک مرکزی اداره و شخصیت کی ضرورت ستم ظریفی مررسه اور احسان مررسه اور احسان اردو دانوں اور بستی والوں کی محروی اگرانسان نہ بنے تو درندہ بھی نہ بنے

﴿ تغیر پذیر حالات میں اجتماعی اجتہاد کی ضرورت ﴾

114	جدیدفقهی مسائل پر اجتماعی غور وخوض کی ضرورت	441
MA	علماء امت کی ذمه داری	۲۳۲
14.	جزوی مسائل میں جزوی اجتہاد	۲۳۳
771	کیا اجتہاد کا دروازہ بند ہے؟	۲۳۳

777	جدید مسائل کے حل میں فقہاء امت اور علوم جدیدہ کے	۲۲۵
	ماہرین میں تعاون کی ضرورت	
***	اجتماعی اجتهاد و قیاس کی نظیریں	rry
446	اجتماعی مسائل میں انفرادی فآوی سے احتر از	tr 2
۲۲۴	اليخ خيالات برتنقيد سننے ميں وسيع الظرفي	۲۳۸
777	ہمارے بزرگوں کا ایک خاص امتیاز	444
772	اعضاء انسانی کی پیوند کاری	10+
444	معروضات كاخلاصه	101
771	جدیدفقہی مسائل کے بارے میں علماء پاکستان کی کوشیں	rar
779	اسلامی نظریاتی کونسل کی خدمات	rom
1771	اسلامی اقتصادی کمیشن پاکستان کی خدمات	rar
rra	باجمی ربط کی ضرورت	700

عظمتِ مدارسِ دينيه ﴾

749	خطبه مسنونه	ray
tr.	تمهيد	102
*1~	دینی تعلیم کا سلسلہ بند ہونے والانہیں	ran
441	دینی مدارس کی تعلیم کا آغاز کب ہوا؟	700
rri	سب سے جہلی وحی کی آیات	44.
rrr	اِس دین کی بنیادعلم پر ہے	44

۲۹۲ یو د بیخ والی قوم نہیں ۲۹۳ ایلی علم کی قربانیوں کی داستان ۲۹۳ بہلا مدرسہ ۲۹۳ بہلا مدرسہ ۲۹۳ بہلا مدرسہ ۲۹۳ بہلا مدرسہ ۲۹۳ حضرت ابو ہر یوہ رضی اللہ عنہا کا فاقے برداشت کرنا ۲۹۳ ۲۹۸ ایل مدارس کی کفالت صفہ کی نقالی ۲۹۳ مرف ایک حدیث کے لئے دو مہینے کا طویل سفر ۲۹۵ ۲۳۵ مرف ایک حدیث کے لئے دو مہینے کا طویل سفر ۲۳۵ ۲۳۵ ۲۳۵ مرف ایک حدیث کے لئے دو مہینے کا طویل سفر ۲۳۵ ۲۳۵ ۲۳۵ امام ابو حذیفہ رحمہ اللہ کا جنازہ جیل سے نکلا ۲۳۹ امام ابو حذیفہ رحمہ اللہ کا جنازہ جیل سے نکلا ۲۳۹ ۲۳۹ امام حجم درحمہ اللہ کا حبادہ کیوں قبول نہ کیا؟ ۲۵۹ ۲۳۹ ۲۵۹ امام بخاری رحمہ اللہ کا ساری ساری رات جا گا اللہ کا حزازہ جیسال قبید ۲۵۳ تو میں بارہ سال کی قبید ۲۵۳ تو میل موجود سیا۔ ۲۵۳ تو میل موجود سیا۔ ۲۵۳ تو میل موجود سیا۔ ۲۵۳ تو کو			
۲۲۳ بہلا مدرسہ ۲۲۵ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہا کا فاتے برداشت کرنا ۲۲۹ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہا کا فاتے برداشت کرنا ۲۲۹ ۲۲۹ اہل مدارس کی کفالت مصفہ کی نقالی ۲۲۹ صرف ایک حدیث کے لئے دو مینے کا طویل سفر ۲۲۸ میرف اللہ کا جدازہ جیل سفر ۲۲۸ میرف اللہ کا جنازہ جیل سے نکلا ۲۲۸ امام ابو صنیف رحمہ اللہ کا جنازہ جیل سے نکلا ۲۲۹ امام صاحب نے قضاء کا عہدہ کیوں قبول نہ کیا؟ ۲۲۹ امام صحد بنے قضاء کا عہدہ کیوں قبول نہ کیا؟ ۲۲۹ امام محد رحمہ اللہ کا ساری رات جاگنا ۲۵۰ ۲۵۲ امام جناری رحمہ اللہ کی قبر بایاں ۲۵۲ امام جنازہ بر چھ سال کی قبد ۲۵۲ مرف اذان کہنے پر چھ سال کی قبد ۲۵۸ مرف اذان کہنے پر چھ سال قبد ۲۵۸ محد کا واقعہ ۲۵۸ محبر کا واقعہ ۲۵۸ محبر کا واقعہ ۲۵۸ محبر کا واقعہ ۲۵۸ مربی کا ایک امام محبر کا واقعہ ۲۵۸ مربی کا برکی قربانیاں ۲۵۸ محبر کا واقعہ ۲۵۸ مربی کا برکی قربانیاں ۲۵۸ محبر کا واقعہ ۲۵۸ میربی کا برکی قربانیاں ۲۵۸ محبر کا واقعہ ۲۵۸ میربی کا برکی قربانیاں ۲۵۸ میربی کا دور کاومت میں ہمارے اکابرکی قربانیاں ۲۵۸ میربی کا دور کاومت میں ہمارے اکابرکی قربانیاں کے ۲۵۸ میربی کا دور کاومت میں ہمارے اکابرکی قربانیاں	* * * * * * * * * *	پیر دینے والی قوم نہیں	777
۲۲۸ حضرت ابو ہر ہرہ وضی اللہ عنہا کا فاقے برداشت کرنا ۲۲۲ اہل بدارس کی کفالت۔ صفہ کی نقالی ۲۲۸ حرف ایک صدیث کے دو مہینے کا طویل سفر ۲۲۸ حرف ایک صدیث کے لئے دو مہینے کا طویل سفر ۲۲۸ رہیعۃ الرائے رحمہ اللہ کا جنازہ جیل سے نگلا ۲۲۸ رہیعۃ الرائے رحمہ اللہ کا جنازہ جیل سے نگلا ۲۲۸ امام ابو صنیفہ رحمہ اللہ کا جنازہ جیل سے نگلا ۲۲۹ امام صاحب نے قضاء کا عہدہ کیوں قبول نہ کیا؟ ۲۲۹ امام حجہ رحمہ اللہ کا ساری ساری رات جاگنا ۲۲۸ امام حجہ رحمہ اللہ کی قربانیاں ۲۵۰ ۲۵۰ امام حجہ رخمہ اللہ کی قربانیاں ۲۵۰ ۲۵۰ مرف اذان کہنے پر چھ سال کی قید ۲۵۰ مرف اذان کہنے پر چھ سال قید ۲۵۰ مرف اذان کہنے پر چھ سال قید ۲۵۰ مرف اذان کہنے پر چھ سال قید ۲۵۰ مام حجہ کا واقعہ ۲۵۸ میں جوروں سیال جورائی جورائیاں ۲۵۸ میں جوروں میں جوارے اکابرکی قربانیاں ۲۵۸ میں جوروں سیال جورائیاں ۲۵۸ میں جوروں سیال جورائیاں ۲۵۸ میں جورائی جورائیاں ۲۵۸ میں جورائی جورائیاں ۲۵۸ میں جورائی جورائیاں ۲۵۸ میں جورائی جورائیاں جورائی جورائیاں کورائیاں جورائیاں کورائیاں جورائیاں کورائیاں جورائی جورائیاں کورائیاں کورائیاں جورائی جورائیاں	444	اہلِ علم کی قربانیوں کی داستان	444
۲۲۲ اہل مدارس کی کفالت صفہ کی نقالی ۲۲۲ صرف ایک حدیث کے لئے دو مہینے کا طویل سفر ۲۲۸ مرف ایک حدیث کے لئے دو مہینے کا طویل سفر ۲۲۸ رہیعۃ الرائے رحمہ اللہ کے والدین کی عظیم قربانی ۲۲۸ ۲۲۸ رہیعۃ الرائے رحمہ اللہ کا جنازہ جیل سے نکلا ۲۲۹ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا جنازہ جیل سے نکلا ۲۲۹ ۱۲۹ امام صاحب نے قضاء کا عہدہ کیوں قبول نہ کیا؟ ۲۲۹ ۱۲۵۹ ۲۲۹ امام بخاری رحمہ اللہ کا ساری ساری رات جاگنا ۲۵۲ ۲۵۲ امام بخاری رحمہ اللہ کی قربانیاں ۲۵۳ ۲۵۳ ۲۵۳ ۲۵۳ ۲۵۳ ۲۵۳ ۲۵۳ ۲۵۳ ۲۵۳ ۲۵۳	444	مهلا مدرسه	444
۲۲۸ صرف ایک حدیث کے لئے دو مہینے کا طویل سفر ۲۲۸ ربیعۃ الرائے رحمہ اللہ کے والدین کی عظیم قربانی ۲۲۸ ربیعۃ الرائے رحمہ اللہ کا جنازہ جیل ہے لگا ۲۲۸ ۲۲۹ امام ابو صنیفہ رحمہ اللہ کا جنازہ جیل ہے لگا ۲۲۹ امام صاحب نے قضاء کا عہدہ کیوں قبول نہ کیا؟ ۲۲۹ امام محمہ رحمہ اللہ کا ساری ساری رات جاگنا ۲۲۹ امام محمہ رحمہ اللہ کی قربانیاں ۲۵۳ ۲۵۳ اندھے کوئیں میں بارہ سال کی قید ۲۵۳ ۲۵۳ ۲۵۳ ۲۵۳ ۲۵۳ ۲۵۳ ۲۵۳ ۲۵۳ ۲۵۳ ۲۵۳	444	حضرت ابو ہر مریرہ رضی اللہ عنہا کا فاقے برداشت کرنا	740
۲۲۸ ربیعة الرائے رحمہ اللہ کے والدین کی عظیم قربانی ۲۲۹ ربیعة الرائے رحمہ اللہ کا جنازہ جیل سے نکلا ۲۲۹ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا جنازہ جیل سے نکلا ۲۲۹ امام حکمہ رحمہ اللہ کا حباری ساری رات جاگنا ۲۲۰ امام محمہ رحمہ اللہ کا ساری ساری رات جاگنا ۲۲۲ امام مخاری رحمہ اللہ کی قربانیاں ۲۲۳ اندھے کنوئیں میں بارہ سال کی قید ۲۲۳ مرف اذان کہنے پر چھ سال قید ۲۲۵ مرف اذان کہنے پر چھ سال قید ۲۲۵ علاء پھر بھی موجود ۔۔۔۔۔! ۲۵۹ ایک امام محبر کا واقعہ ۲۵۷ ایک امام محبر کا واقعہ ۲۵۸ انگریزی دورِ حکومت میں ہمارے اکابرکی قربانیاں	444	اہلِ مدارس کی کفالت ۔ صفہ کی نقالی	777
۲۲۹ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا جنازہ جیل سے نکلا ۲۲۹ ۲۳۹ امام صاحب نے قضاء کا عہدہ کیوں قبول نہ کیا؟ ۲۲۹ امام محمد رحمہ اللہ کا ساری ساری رات جاگنا ۲۵۹ ۲۵۹ ۲۵۹ ۲۵۹ ۲۵۹ ۲۵۹ ۲۵۹ ۲۵۹ ۲۵۹ ۲۵۹	tra	صرف ایک حدیث کے لئے دو مہینے کا طویل سفر	247
۱۲۷ امام صاحب نے قضاء کا عہدہ کیوں قبول نہ کیا؟ ۱۲۵ امام محمد رحمہ اللہ کا ساری ساری رات جاگنا ۱۲۵ امام محمد رحمہ اللہ کی قربانیاں ۱۲۵۲ امام بخاری رحمہ اللہ کی قربانیاں ۱۲۵۳ اندھے کنوئیں میں بارہ سال کی قید ۱۲۵۳ اندھے کنوئیں میں بارہ سال کی قید ۱۲۵۳ مسلِ ایشیا کے علماء پر ڈھائے جانے والے مظالم ۱۲۵۳ مسرف اذان کہنے پر چھ سال قید ۱۲۵۳ علماء پھر بھی موجود سیا! ۱۲۵۹ علماء پھر بھی موجود سیا! ۱۲۵۹ ایک امام محبد کا واقعہ ۱۲۵۸ انگریزی دورِ حکومت میں ہمارے اکابرکی قربانیاں ۱۲۵۸	۲۳۵	ربیعة الرائے رحمہ اللہ کے والدین کی عظیم قربانی	rya
۲۵۱ امام محمد رحمہ اللہ کا ساری ساری رات جاگنا ۲۵۰ ۲۵۰ ۲۵۰ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۱ ۲۵۳ ۲۵۱ ۲۵۳ ۲۵۱ ۲۵۳ ۲۵۳ ۲۵۳ ۲۵۳ ۲۵۳ ۲۵۳ ۲۵۳ ۲۵۳ ۲۵۳ ۲۵۳	MA	امام ابوحنیفه رحمه الله کا جنازه جیل سے نکلا	749
۲۵۰ امام بخاری رحمہ اللہ کی قربانیاں ۲۵۳ اندھے کئوئیں میں بارہ سال کی قید ۲۵۳ اکت ۲۵۳ اکت ۲۵۳ اندھے کئوئیں میں بارہ سال کی قید ۲۵۳ اسرط ایشیا کے علماء پر ڈھائے جانے والے مظالم ۲۵۳ اسرف اذان کہنے پر چھ سال قید ۲۵۵ اسرف اذان کہنے پر چھ سال قید ۲۵۳ علماء پھر بھی موجود! ۲۵۳ ایک امام سجد کا واقعہ ۲۵۵ ایک امام سجد کا واقعہ ۲۵۵ انگریزی دورِ حکومت میں ہمارے اکابرکی قربانیاں ۲۵۸	444	امام صاحب نے قضاء کا عہدہ کیوں قبول نہ کیا؟	12.
۲۵۳ اند هے کنوئیں میں بارہ سال کی قید ۲۵۳ اند هے کنوئیں میں بارہ سال کی قید ۲۵۳ اندین کے علماء پر ڈھائے جانے والے مظالم ۲۵۳ ۲۵۳ اکد ۵۰ ۲۵۵ اندان کہنے پر چھ سال قید ۲۵۵ اکد ۲۵۲ علماء پھر بھی موجود! ۲۵۵ ایک امام مسجد کا واقعہ ۲۵۵ انگریزی دورِ حکومت میں ہمارے اکابر کی قربانیاں ۲۵۸ انگریزی دورِ حکومت میں ہمارے اکابر کی قربانیاں ۲۵۸	444	امام محد رحمه الله كاساري ساري رات جاكنا	121
۲۵۳ وسطِ ایشیا کے علماء پر ڈھائے جانے والے مظالم ۲۵۳ ۲۵۵ ۲۵۵ ۲۵۵ ۲۵۵ ۲۵۵ ۲۵۵ ۲۵۵ ۲۵۵ ۲۵۵	ra+	امام بخاری رحمه الله کی قربانیاں	727
۲۵۵ صرف اذان کہنے پر چھ سال قید ۲۵۵ ۲۵۲ علماء پھر بھی موجود! ۲۵۲ علماء پھر بھی موجود! ۲۵۵ ۲۵۵ ۲۵۵ ۲۵۵ ۲۵۵ ۲۵۵ ۲۵۵ ۲۵۵ ۲۵۵ ۲۵	101	اندھے کنوئیں میں بارہ سال کی قید	121
۲۵۲ علماء پھر بھی موجود! ۲۵۵ ایک امام مسجد کا واقعہ ۲۵۵ ایک امام مسجد کا واقعہ ۲۵۵ انگریزی دورِ حکومت میں ہمارے اکابرکی قربانیاں ۲۵۸ انگریزی دورِ حکومت میں ہمارے اکابرکی قربانیاں	101	وسطِ ایشیا کے علماء پر ڈھائے جانے والے مظالم	121
۲۵۵ ایک امام مسجد کا واقعہ ۲۵۷ انگریزی دورِ حکومت میں ہمارے اکابرکی قربانیاں ۲۵۸	rar	صرف اذان کہنے پر چھ سال قید	740.
۲۵۸ انگریزی دورِ حکومت میں ہمارے اکابرکی قربانیاں	rar	علماء پھر بھی موجود!	124
	raa	ایک امام مسجد کا واقعه	744
۲۵۸ مدارس کے حوالے سے ہماری ذمہ داریاں	102	انگریزی دورِ حکومت میں ہمارے اکابر کی قربانیاں	141
	ran	مدارس کے حوالے سے ہماری ذمہ داریاں	129

:



րորորորորորորորորորոր الله صلى الله عليه والم որորորորո Ununu

﴿ جِمله حقوق تَجِقَ ناشر محفوظ مِيں ﴾

موضوع رسول الله سلنج أينج كي جارا بهم ضيحتين مقرر حضرت مولا نامفتي محمد رفيع عثماني مدخلله مقام مدرسة البنات، جامعه دارالعلوم كراچي تاريخ ٢١ جمادي الاول ٢٢٣ الهاه عنبط وترتيب مولا نااعجاز احمد صمراني بابتمام محمد ناظم اشرف

بسم الله الرحمن الرحيم

خطبه

نحمدة ونصلّى على رسوله الكريم،

امالعد!

عن أبى نجيح العرباض بن ساريه رضى الله عنه قال: "وَعَظَنَا رسولُ الله صلى الله عليه وسلم موعظة بليغة وجَلَتُ منها القلوب وذَرَفَت منه العُيون فقلنا: يارسول الله كأنها موعظة مودّع فأوصينا قال: "أوصيكم بتقوى الله، والسمع والطاعة ان تأمّر عليكم عبد حبشي وانّه من يعش منكم فسيرى اختلافًا كثيراً فعليكم بسنتي وسنة

الخلفاء الراشدين المهديين، عضّوا عليها بالنواجذ وايا كم ومحدثات الأمور فان كل بدعةٍ ضلالة (رواه ابوداود رقم الحديث (٤٤٤٣) باب في لزوم السنة، والترمذي باب ماجاء في الاخذ بالسنة واجتناب البدع رقم الحديث (٢٦٨)

. 2.7

" حضرت عرباض بن سار به رضی الله عنه کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے ہمیں بڑا بلیغ وعظ فرمایا جس سے دل ڈرگئے اور آ تکھیں بہہ پڑیں۔ ہم نے عرض کیا یارسول الله! آپ نے بہ ایسا وعظ فرمایا جیسے کوئی رخصت ہونے والا وعظ وضیحت کرتا ہے۔ آپ ہمیں کچھ نصیحت فرما کیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرواور امیر کی بات سننے اور اس کی اطاعت کرنے کی ، اگر چہتم پر زبردتی ایک عبثی کوامیر کیوں نہ بنایا جائے اور جوتم میں سے زندہ رہے گا۔ وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا ہی تم لازم پکڑو میری سنت اور میرے خلفاءِ راشدین جو ہدایت یافتہ ہیں، ان کی سنت کواور اسے اپنی داڑھوں سے پکڑلواور بچاؤتم این آپ ہدایت یافتہ ہیں، ان کی سنت کواور اسے اپنی داڑھوں سے پکڑلواور بچاؤتم این آپ

تمهید:

سنت کی اہمیت اور جمیت کے متعلق بیان چل رہا تھا۔ اس ذیل میں چند آیات اور ایک حدیث کا بیان ہو چکا۔ آج دوسری حدیث کا بیان شروع کرتے ہیں۔ بیرروایت جلیل القدرصحانی حضرت عرباض بن ساریدرضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

بهلی نصیحت: تقوی کا حکم:

اس حدیث میں آئے ضرت صلی الله علیہ وسلم نے چند نفیحتیں فرمائی ہیں۔ ان نفیحتوں میں آپ نے سب سے پہلا جملہ بیار شاوفرمایا" أوصب کے ہتقوی الله " (میں تمہیں الله سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں) بیا ایسافعیج اور بلیغ جملہ ہے کہ اگر آپ اس کے علاوہ اور پچھ بھی ارشاد نہ فرماتے تو بھی بیہ جملہ کافی تھا۔ اس لئے کہ بیہ ایک ایسا جملہ ہے کہ پورا دین اس کے اندر آگیا ہے۔ الله سے ڈرنے کا حاصل بیہ کہ اللہ ایسا جملہ ہے کہ پورا دین اس کے اندر آگیا ہے۔ الله سے نیخ کا مطلب ہے کہ الله تعالیٰ نفرمانی سے نیخ کا مطلب ہے کہ الله تعالیٰ نے جن چیزوں کے کرنے کا حکم دیا ہے۔ وہ کرو اور جن سے منع کیا ہے یعنی گناہ کے کام ان سے بچو۔ یہی تو سارا دین ہے۔ عقیدہ وہ رکو جو الله تعالیٰ اور رسول الله نفای ہے۔ بناز ویسی پڑھوجیسی اللہ اور سارے انداور بن سے دیکو۔ سارے اندان ظاہرہ ویسے کرو بی کرو جائے اور جن سے منع کیا گیا ان سے رک جاؤ۔ تمام فرائش وواجبات اور سنن اس میں آگئیں اور جمن سے منع کیا گیا ان سے رک جاؤ۔ تمام فرائش وواجبات اور سنن اس میں آگئیں اور تمام حرام وکرومات سے بچنا اس کے اندر آگیا۔

اصلاح معاشرہ کے لئے اکسیرنسخہ:

یکی ایک ایسی چیز ہے کہ اگر اسلامی معاشرے کے تمام طبقات مثلاً علماء، اسا تذہ ، حکام ، مفتیانِ کرام، سیاسی زعماء اسے اپنا مطمح نظر بنا کرمشترک پالیسی بنالیس اور یہ فیصلہ کرلیس کہ ہم نے اسی کے مطابق عمل کرنا ہے تو پورے معاشرے کی اصلاح ہوجائے گی۔ نہ چوری باقی رہے گی اور نہ ڈیمین، نہ رشوت باقی رہے گی اور نہ ناجائز سفارشات ، پورے معاشرے اور ملک میں امن وامان قائم ہوجائے گا۔ جو پچھ بدظمی،

بدامنی، نااتفاقیاں، قبل وغارت گری، چوری ڈینتی اور سرکاری دفاتر، عدالتوں اور مہنتالوں میں بدعنوانیاں نظر آ رہی ہیں وہ سب اس ایک جملے سے صرف نظر کرنے کی وجہ سے ہیں۔ وہ جملہ یہی ہے" أوصیہ ہم بتقوی الله" (میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا) آ مخضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں وصیت کرکے گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نافر مانی سے بچنا۔

رشوت اور دیگر جرائم کی روک تھام کیسے ہو؟:

آج کمیش پرکمیش قائم ہورہے ہیں۔ صوبائی مختسب ہے پھر مختسب اعلیٰ ہے، عدالتیں جھوٹی، پھر بڑی پھر اس سے بڑی یہاں تک کہ سپریم کورٹ۔ اس طرح رشوت كى روك تھام كے لئے مختلف قتم كے ادارے قائم ہورہے ہيں۔ ان سب چیزوں سے مسئلہ حل نہیں ہوگا بلکہ یہ مسئلہ حل ہوگا خدا کا خوف پیدا کرنے ہے۔ حضرت والد ماجد رحمة الله عليه كي بات ياد آئي۔ بير معواء كي دہائي كي بات ہے۔ یا کستان ہے ہوئے ابھی چند سال ہوئے تھے۔اس زمانے میں ضلع کا بڑا حکمران ڈی سی کے بچائے کلکٹر کہلاتا تھا۔ یہ نام انگریز کے زمانے سے چلا آ رہا تھا اور اس وقت تک یمی نام برقرار تھا۔ اس زمانے کے کلکٹر والد صاحب سے اچھاتعلق رکھتے تھے۔ ابک روز والد صاحب رحمة الله عليه سے عرض كرنے لگے: مفتى صاحب! بم نے ر شوت خوری کی روک تھام کے لئے ایک سمیٹی بنادی ہے۔ والد صاحب نے یو چھا اس سمیٹی میں کتنے افراد ہیں۔ کہنے لگے: دس آ دمیوں پر مشتمل ہے۔ والد صاحب نے فرمایا کہ آی نے رشوت کھانے والوں میں دس آ دمیوں کا اور اضافہ کردیا۔ ان کی رشوت کا بیتہ لگانے کے لئے پھر آپ کو ایک اور تمیٹی بنانی پڑ گی اور پھران کی رشوتوں کی خبر گیری کے لئے ایک اور کمیشن بنانا ہوگا (ہلے جسراً) اس طرح لامتناہی سلسلہ

شروع ہوجائے گا۔

کمیٹیوں کے قائم کرنے سے مسئلہ اس کے لئے ضروری کہ معاشرے میں خدا کا خوف پیدا کرو۔ اللہ کی حکمرانی کا تضور قائم کراؤ اور بیہ تضور پیدا کراؤ کہ اللہ تعالی ہر وقت دیکھ رہا ہے اور ہماری ہر بات کوئن رہا ہے۔ سب کچھ ریکارڈ میں محفوظ ہو رہا ہے۔ سب کچھ دکھایا جائے گا اور ایک ایک چیز کا جواب دینا پڑے گا۔ جب تک آپ لوگوں کے دلوں کے اندر جوابدہی کا احساس بیدا نہیں کریں گے آپ لوگوں کو جرائم سے نہیں روک سکتے۔

روزه تقوی کی اعلیٰ مثال:

میں اس کی مثال دیا کرتا ہوں کہ ہم لوگ الجمدللد رمضان المبارک میں روزے رکھتے ہیں۔ آج کل تو خیر سردیوں کے رمضان ہیں لیکن جب گرمیوں کے رمضان ہوتے ہیں تو دو پہر کے وقت پیاس کی وجہ سے برا حشر ہوتا ہے۔ طلق میں کا نے جے رہتے ہیں، پیاس کی شدت کی وجہ سے بات کرنے کو جی نہیں چاہتا، بات کرنا دو پھر محسوس ہوتا ہے۔ اس حالت میں آپ ٹھنڈے ٹھنڈے پانی سے وضو بات کرنا دو پھر محسوس ہوتا ہے۔ اس حالت میں آپ ٹھنڈے ٹھنڈے پانی سے وضو کرتے ہیں لیکن جب اس سے کلی کرتے ہیں تو بہت احتیاط کرتے ہیں کہ کہیں کوئی قطرہ منہ کے اندر نہ چلا جائے حالانکہ اگرآپ پانی کا ایک گھونٹ حلق میں اتار لیس تو بھی اس کا علم نہ ہوگا اور غسل خانے میں جاکر سے کاروائی کریں تو بالکل بی آ سان ہے لیکن آپ کتی احتیاط کرتے ہیں۔ ذرا سا خطرہ بھی محسوس ہو کہ کوئی قطرہ حلق کے قریب بینچ گیا تو خا، خاکر کے اس کو تھو کتے ہیں۔ یہ کیا ہے!! یہاں کوئی یہ پیلیس آئی ہوئی ہے؟ کوئی انٹی کرپشن کمیٹی کے لوگ معائد کررہے ہیں؟ یا فوج اور پیلیس آئی ہوئی ہے؟ کوئی انٹی کرپشن کمیٹی کے لوگ معائد کررہے ہیں؟ یا فوج اور عدالت کے افراد موجود ہیں؟ کچھ بھی نہیں، یہ صرف اور صرف خدا کا خوف ہے۔

تقویٰ ہے بس بی تصور ہوتا ہے کہ جس کیلئے میں نے روزہ رکھا وہ مجھے دیکھے رہا ہے۔ اس لئے وہ یانی کا گھونٹ تک نہیں بیتا۔

پس ہمارے تقویٰ کی جو کیفیت روزے کے دوران ہوتی ہے۔ اگر زندگی کے ہر حال میں ہماری وہی کیفیت پیدا ہوجائے تو پورے معاشرے کی اصلاح ہوجائے۔ چنانچہ جب ہم دفتر میں کام کررہے ہوں تو ہمیں اس بات کا احساس ہوکہ ہمیں اس وقت کی تخواہ مل رہی ہے جو ہم یہاں دے رہے ہیں۔ ہمارا یہ وقت سرکاری کاموں میں ہی خرچ ہو، ڈیوٹی کے علاوہ کی اور کام میں خرچ نہ ہو، بے کارکی گپ شپ میں، ذاتی کاموں میں، ذاتی خط لکھنے وغیرہ میں نہ خرچ ہوجائے اور یہ ڈر لگار کے کہ اللہ تعالیٰ د کھر ہا ہے۔

افسر كا دُر!!

آج کل بڑی بڑی تجارتی فرمیں اور ادارے اپنے ہاں لگالیتے ہیں۔ تو اس کی سکرین پراس ادارے کے متعلق سب کھی آتا رہتا ہے۔ مثلاً پانچ منزلہ عمارت ہے اور اس میں کی شعبے ہیں تو ہر شعبہ نظر آتا رہتا ہے اور پتہ چاتا رہتا ہے کہ کون آرہا ہے، کون جارہا ہے، کون کیا کررہا ہے وغیرہ۔ نتیجہ یہ کہ سارے ملاز مین چوکس رہتے ہیں۔ نہ ٹیلی فون پر کسی سے غیر ضروری بات کرتے ہیں اور نہ آنے جانے والول میں سے کسی سے فضول باتیں کرتے ہیں کیونکہ انہیں معلوم ہوتا ہے کہ انہیں و یکھا جارہا ہے۔ اگر ہرایک کے اندر یہی تصور اللہ رب العالمین کے بارے میں رہنے گئے کہ وہ مجھے ہر وقت و کھے رہا ہے میری ہر بات سی جارہی ہے اور میری ہر بات ریکارڈ ہورہی ہے تو پھر کام چوری مکمل طور پر ختم ہوجائے گی اور کام چوری کے خاتے کے نتیج میں ہوتا ہے گئے گی۔ ہونا تر کا سارا نظام ٹھیک ہوجائے گا۔ تعلیمی اداروں میں طلبہ کو تعلیم ملنے گئے گی۔

ہیتالوں میں مریضوں کو علاج ملنے گے گا۔ عدالتوں میں لوگوں کو انصاف ملنے گے گا۔ بلدیاتی اداروں سے شہروں کے مسائل حل ہونے لگیں گے۔ پولیس سے لوگوں کو شخفظ ملنے گئے گا اور چوری ڈکیتی کا خاتمہ ہوجائے گا۔ پولیس والوں کے بارے میں مشہور ہے کہ پولیس والا اپنے افسر کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتا۔ پولیس والا جتنا اپنے افسر سے ڈرتاہے اگر اتنا وہ اپنے خدا سے ڈرنے گئے تو معاملہ آسان ہوجائے گا۔ افسر سے ڈرنے کا اتنا فائدہ نہیں ہوتا کیونکہ وہ ہر بات دیکھتا اور سنتا نہیں جبکہ اللہ تعالی ہر بات دیکھتا اور سنتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ دنیا کے مسائل کا حل' تقوی' ہے۔ خدا کے خوف اور تقوی کے بغیر دنیا میں امن وامان قائم ہوبی نہیں سکا۔

أولوالامر كي اطاعت:

اس کے بعد فرمایا" والسمع والطاعة" (اور سمع وطاعت کی بھی تہہیں نفیحت کرتا ہوں) اس کی تشریح بھی ذرا سمجھ لیجئے۔ "سمع" کے معنی ہیں سننا اور "طاعت" معنی ہیں قبول کرنا اور اس کے مطابق عمل کرنا۔ کس کی سمع وطاعت؟ اللہ اور اس کے مطابق عمل کرنا۔ کس کی سمع وطاعت؟ اللہ اور اس کے رسول کی اور أولوالامر (حکام) کی ۔ قرآن مجید میں ایک جگدارشاد ہے:

راك الله واطيعوا الله واطيعواالرسول واولى الأمر منكم الأمر منكم الأمر منكم الله والله واطيعواالرسول واولى

''اے ایمان والو! خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور جوتم میں سے صاحبِ حکومت ہیں،ان کی بھی''۔

"أولوالأمر" سے كون مراد بين؟:

"أولوالامر" عے كون كون لوگ مراد بيں؟ اس سلسلے ميں مختلف اقوال بيں۔

تحقیق بات یہ ہے کہ حکومت کے معاملات میں حکام اور افسران جبکہ شریعت کے مسائل میں علماء کرام اور مفتیان عظام اُولوالامر ہیں۔ انتظامی معاملات میں حکومت کا حکم چلے گا۔ جبکہ جائز ونا جائز میں حکم چلے گا مفتی صاحبان کا۔ حکومت کے لوگوں کی فرمہ داری ہے کہ وہ جائز ونا جائز کے بارے میں علماء سے بوچھے رہیں اور علماء کرام کی فرمہ داری ہے کہ حکومت شرعی حدود کے اندر جو حکم نافذ کرے اس کی خلاف ورزی نہ کریں۔

غلام كواميركي اطاعت كاحكم:

پھر آ پیالی آئی ہے ''سمع وطاعت'' کے حکم میں مزید تاکید پیدا کرنے کے فرمایا کہ اگر چہتم پر زبردی کوئی غلام امیر بن جیٹے۔ آج کل دنیا میں غلام باقی نہیں رہے لیکن ایک وقت تھا کہ دنیا میں غلام بھی پائے جاتے تھے۔ شریعت کا قانون سے ہے کہ کسی غلام کو سر براو مملکت بنانا یا اس کا ازخود بن جانا جا گزنہیں۔ آزاد آدمی ہی کو امیر بنایا جائے ، لیکن فرض کریں کہ اگر کوئی غلام زبردی طاقت کے ذریعے مسلط ہوگیا اور سر براہ بن جیٹھاتو اب جائز امور میں اس کی اطاعت بھی واجب ہوجائے گ۔ چونکہ اس کے لئے سر براہ بننا جائز نہیں تھا اس لئے اسے تو گناہ ہوگا اور آخرت میں اس بات کی کیڑ ہوگی کہ جب تیرے لئے سر براہ مملکت بننا جائز نہیں تو تو کیوں سر براہ بنا بائز نہیں تو تو کیوں سر براہ بنا بائز نہیں ہوگی اور اس کی خلاف ورزی جائز امور میں اس کی اطاعت واجب ہوگی اور اس کی خلاف ورزی جائز بنیں ہوگی۔

ایک اور حدیث میں آنخضرت صلی الله علیه وسلم کا ارشاد ہے:

'' اپنے امیر کی اطاعت کرو آگر چہ اس کے منہ کے اعضا، کئے ہوئے ہوں۔''
ہوئے ہوں۔''
(مسلم، کتاب الا مارہ)

ظاہر ہے کہ جس کے منہ کے اعضاء کٹے ہوں کہ ناک بھی کئی ہوئی۔ کان بھی کٹا ہوا۔ آنکھ بھی بھوٹی ہوئی تو وہ کس کام کا امیر ہوگالیکن آ ہے نے اس کی بھی اطاعت کرنے کا حکم دیا حالانکہ اس شخص کے اندر امیر بننے کی اہلیت نہیں اس لئے کہ امیر بننے کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ نابینا نہ ہو۔ اس کی ساعت ٹھیک ہو۔ زبان صحیح ہو، وہ بول اور بن سکے لیکن اگر وہ زبردستی امیر بن گیا یا کسی نے اس کو امیر بنادیا تواب جائز امور میں اس کی اطاعت واجب ہوگی۔

موجوده حکام کی اطاعت کی تفصیل:

اس سے آج کل کے حکام کا مسکلہ سمجھ لیجئے کہ اگر حکومت نے کسی نااہل شخص کو ڈپٹی کمشنر، کمشنر یا وزیر وغیرہ بنادیا یا خود کوئی زبردتی صدر بن گیا حالانکہ وہ اس کا اہل نہیں تھا۔ آج کل ناانصافیوں کا دور ہے اس لئے ایسا ہوتا رہتا ہے تو اس صورت میں جن لوگوں نے اسے اس عہدے پر فائز کیا، وہ گنہگار ہول گے اور اگر یہ خود زبردتی اس عہدے پر آیا تو خود گنہگار ہوگا لیکن اس کے ماتحت افراد پر اس کی اطاعت واجب ہوگی بشرطیکہ اس کا حکم شریعت کے خلاف نہ ہو۔ جو حکم شریعت کے خلاف نہ ہو۔ جو حکم شریعت کے خلاف ہو، وہ نہیں مانا جائے گا۔ خواہ کسی کا ہو، باپ کا نہ ماں کا، عدالت کا نہ حاکم کا اور نہ کسی اور شخص کا۔

جائز امور میں اطاعت کی مثال:

البتہ صرف جائز امور میں ان کی اطاعت واجب ہے۔ اس کی مثال یوں سیجھے کہ جیسے ٹریفک کے قوانین ہیں۔ ان قوانین کا ذکر قرآن وحدیث میں نہیں اور نہ ہی قرآن وسنت میں ان کی بابندی کرنے کا حکم دیا ہے۔ بیتکم قانون کی کتابوں میں ہی قرآن وسنت میں ان کی بابندی کرنے کا حکم دیا ہے۔ بیتکم قانون کی کتابوں میں

ہے اور ''اولوالاَ مر' نے اس پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ چونکہ یہ حکم ایبا ہے کہ جو شریعت کے خلاف نہیں بلکہ شریعت کے اعتبار سے پہندیدہ بھی ہے کیونکہ ان قوانین پر عمل کرنے سے لوگ تکالیف سے بچے ہیں۔ اگر اس کی خلاف ورزی ہوتو حادثات وغیرہ ہول گے۔ جس سے لوگول کو تکلیف ہوگی۔ شریعت نے بھی لوگول کو تکلیف بہنچانے سے منع کیا ہے۔ چنانچہ فقہاء کرام نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ عام حالات بہنچانے سے منع کیا ہے۔ چنانچہ فقہاء کرام نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ عام حالات میں مسجد کے اندر نماز جنازہ پڑھنا مکروہ تح کی ہے لیکن اگر باہر نماز جنازہ پڑھنے کے لئے سڑک یا گل کے علاوہ کوئی جگہ نہیں۔ اور یہ خیال ہو کہ اگر وہاں نماز جنازہ پڑھی جائے تو ٹریفک رک جائے گا۔ لوگول کی آ مدورفت بند ہوجائے گی تو الی صورت میں علماء نے فرمایا ہے کہ نماز جنازہ مسجد میں اداکی جائے تا کہ راستہ بند نہ ہو۔

چونکہٹریفک کے قوانین نہ صرف بیر کہ شریعت کے خلاف نہیں بلکہ شریعت میں پہندیدہ بھی ہیں۔اس لئے ان کی پابندی کرنا واجب ہوگا۔

نظم وضبط کی شرعی حیثیت:

اس کے خمن میں ایک بات میں جھے لیجے کہ شریعت نے ہر چیز میں نظم وضبط رکھنے کا اہتمام کیا ہے مثلاً نماز کو دکھے لیجے ، یہ ایک عبادت ہے۔ بندے اور اللہ تعالیٰ کا براہ راست تعلق ہے لیکن اس میں بھی ایک امام مقرر کیا گیا جس کی اقتداء میں نماز ادا کی جاتی ہے اور ایک رخ متعین کیا گیا۔ اگر یہ پابندی نہ ہوتی اور قبلے کا کوئی رخ متعین نہ کیا جاتا اور ہر ایک کو اختیار دیا جاتا کہ مسجد میں آنے کے بعد جس طرف چاہو، منہ کرکے کھڑے ہوجا و اور جس طرح چاہو کھڑے ہوجاؤ تو اس سے کیسی بنظمی بخیلتی۔ شریعت نے اسے منظم کیا، صفیں بنوائیں، قبلہ کا رخ متعین کیا، ایک امام بنایا، بھیلتی۔ شریعت نے اسے متعلوم ہوا کہ شریعت کے مال

نظم وضبط پیندپدہ چیز ہے بنظمی شریعت کے مزاج کے خلاف ہے۔

"امير"مقرركرنے كى وجه

یبی وجہ ہے کہ شریعت نے نظم وضبط کو برقرار رکھنے کے لئے مختلف کامول میں امراء مقرر کئے مثلاً حج میں آ ہے ، کیھتے ہیں کہ ایک امیر الحج ہوتا ہے۔ خود آ نخضرت سلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کوامیر الحج بنا کر بھیجا۔ اسی طرح جتنے جہاد ہوتے تھے۔ آ ہاں شکر کے افراد میں سے کسی کو امیر مقرر فرماتے تھے۔ مبلغین کو بھیجے تو ان میں ایک امیر مقرر کیا جاتا۔ یہاں تک کہ آ ہے سلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

'' اگرتم تین آ دمی مل کر سفر کروتو اینے میں سے کسی ایک کو امیر بنالو'ل

پھر جب کوئی امیرمقرر ہوجائے تو اس کی اطاعت واجب ہے۔ اس سے نظم وضبط برقر ارر ہتا ہے۔

مولا ناحسين احمد مدنى رحمه الله كا واقعه:

اسی سے ایک عجیب واقعہ یاد آپا۔ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ ہمارے اکابر اور بزرگوں میں سے ہیں۔ حضرت والد صاحب قدس سرہ فرمایا کرتے سے کے درجے کے متھے کہ'' میں نے ان سے سبق تو نہیں بڑھالیکن وہ میرے استادوں کے درجے کے بزرگ تھے۔'' اللہ تعالیٰ نے انہیں عجیب تواضع سے نوازا تھا۔ تواضع ، زہد، مجاہدے، مشقت، اٹھانا یہ ان کے خاص وصف تھے۔ والد صاحب قدس سرہ نے بتلایا کہ ایک مرتبہ ہماراان کے ساتھ ایک سفر پیش آیا۔ جب ہم اوگ اسکھے ہوگئے تو حضرت مدنی مرتبہ ہماراان کے ساتھ ایک سفر پیش آیا۔ جب ہم اوگ اسکھے ہوگئے تو حضرت مدنی مشتقت مقارات کے ساتھ ایک سفر پیش آیا۔ جب ہم اوگ اسکھے ہوگئے تو حضرت مدنی میں مشکوۃ با۔ آدا۔ السفر ، رقم الحدیث المیں اللہ میں اللہ مشتقت اللہ میں اللہ می

رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بھائی! کوئی امیر مقرر کرلو۔ ہم نے عرض کیا۔ آپ امیر متعین ہیں۔ آپ ہم سب کے بڑے ہیں۔ چنانچہ آپ امیر مقرر ہوگئے۔ جب ریل آکر کھڑی ہوئی تو اپنے سامان کے ساتھ کئی دوسروں کا سامان بھی اٹھایا۔ پچھ کندھے پر، پچھ بغل میں، پچھ کہیں، کچی اور کوسامان نہیں دیا، سب کا سامان اپنے سر پر اٹھالیا حالانکہ آپ کے شرکاء میں آپ کے شاگرد بھی تھے اور مرید بھی۔ سب نے عرض کیا حضرت! یہ سامان ہم اٹھاتے ہیں۔ فرمایا: دیکھو، بات مان جاو، امیر کی اطاعت واجب ہے اور امیر کا حکم ہے کہتم سامان نہ اٹھاو۔ اور فرمایا کہ:

﴿ سید القوم خادمهم ﴾ '' قوم کا سردار ان کا خادم ہوتاہے'۔

چنانچیکسی کوسامان اٹھانے نہیں دیا اور خود ہی سارا سامان اٹھا کر وہاں لے

گئے۔

حکومت سے اختلاف میں بھی حدود کی رعایت ضروری ہے:

آج کل بیطریقہ چل بڑا ہے کہ جتنا حکومت کے خلاف بولا جائے، اتنی بہادری کی بات مجھی جاتی ہے اور تعریف کی جاتی ہے کہ فلاں صاحب تو بڑے حق گوہیں، انہوں نے توحق ادا کردیا اور یہ بہت بڑے لیڈر ہیں۔ یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ اگر حکومت کے لوگوں سے اختلاف ہوتو اختلاف، اختلاف کے طریقے ہے کیا جائے، قانون شکنی جائز نہیں، اور جائز امور میں ان کی نافر مانی جائز نہیں۔

ایک غلط جمی اور اس کاازاله:

بہت سے لوگ سے مجھتے ہیں کہ فاسق وفاجر حکام کی اطاعت واجب نہیں

ہوتی اور آج کل کے حکام تقریباً ایسے ہی ہیں۔ پاکستان کے حکام کو تو پھر بھی کچھ غنیمت سمجھو، دوسرے اکثر اسلامی ممالک میں اس ہے بھی زیادہ حالت خراب ہے۔ تو یوں سمجھا جاتا ہے کہ ان حکام کی اطاعت ضروری نہیں کیونکہ یہ نماز نہیں پڑھتے ، روزہ نہیں رکھتے۔ فلاں فلاں خرابی میں مبتلا ہیں۔ ویسے سب کے بارے میں یہ کہنا تو مشکل ہے کہ سب نماز نہیں پڑھتے اور روزہ نہیں رکھتے البتہ ظاہری حالات جو ہمارے سامنے ہیں۔ وہ اچھے نہیں، بڑے بڑے گناہوں میں ملوث نظر آتے ہیں۔ وضع قطع کے لحاظ سے بھی ان کی حالت اچھی نہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ جائز امور میں بھی ان کی طاعت نہ کی جائے۔

آ تحضور صلی الله علیه وسلم کا ارشاد ہے:

"امیری اطاعت کرو،خواہ تہہیں ان کا تھم پیند ہو یا ناپیند ہواور ان سے کڑائی مت کرو گر بید کہتم ان سے کھلا ہوا کفر دیکھواور کفر مجھی ابیا جس کی واضح دلیل تہہارے یاس ہو'۔

(مسلم، كتاب الاماره)

الیں صورت میں ان کے خلاف بغاوت کی جائے گی اور ان سے طاقت کے ذریعے سے نمٹا جائے گا۔ لیکن جب تک یہ کیفیت نہیں، ان کے خلاف بغاوت بھی جائز نہیں اور جائز امور میں ان کی اطاعت بھی واجب ہے۔

كون كہاں رامير ہے؟

اسی سے میں مجھ لیجئے کہ جس جھے میں جس شخص کو اختیار دیا گیا ہے۔ اس جھے کا وہ امیر ہے اور اس حد تک اس کی اطاعت واجب ہے۔ درسگاہ میں استاذ امیر ہے۔ وہاں اس کی اطاعت واجب ہے۔ وہاں اس کی اطاعت واجب ہے۔ وہاں اس

کی اطاعت واجب ہے۔ اسی طرح ادارے کا سربراہ وہاں کا امیر ہے، ادارے کے اندراس کی اطاعت واجب ہے وغیرہ۔

اختلاف امت کے وقت کرنے کا کام:

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا:
"" تم میں سے جو شخص زندہ رہے گا تو وہ بہت اختلافات دیکھے گا۔"
گا۔"

یہ آپ سلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی ہے۔ اختلافات کا دور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور سے شروع ہوا اور اس کے بعد اختلافات بڑھتے گئے۔ یہاں تک کہ آج کل اختلافات کی شدت ہمارے سامنے ہے۔ اس صورت میں ہمارے کئے کیا تقام ہے؟ تو اس کے بارے میں آپ نے فرمایا:

﴿ فَعَلَيْكُمْ بِسُنَتِى وَسُنَّةِ الْخُلَفَ اءِ الرَّاشِدِيُنَ الْمَهْدِيْنَ الْمُهْدِيِّيْنَ ﴾ الْمَهْدِيِّيْنَ ﴾

''لازم پکڑنا میری اور خلفاءِ راشدین کی سنت کو''۔

خلفاءِ راشدین کے فضائل:

خلفاءِ راشدین میں سب سے پہلے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کے بعد عثمان غنی رضی اللہ عنہ ان کے بعد عثمان عنی رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کو آپ نے خلفاء راشدین اور مہدیتین کہا۔ بیان کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت بڑی شہادت ہے۔ اس جملے میں آپ نے ان کے تین فضائل بیان کئے۔

ا۔ خلفاء:۔ خلیفہ کے معنی ہیں جانشین۔ کس کے جانشین؟ سیدالاؤلین والآ خرین کے جانشین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین۔ ان جانشینوں کی اللہ کے ہاں کیاعظمت ہوگی۔

۲۔ راشدین: راشد کے معنی ہیں رُشدوالا۔ اور رُشد کہتے ہیں ہدایت کو۔
راشدین کا مطلب ہے ہدایت والا۔ گویا آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان جاروں
صحابہ کے بارے میں گواہی دے دی کہ بیالوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ ہدایت کے خلاف
کام نہیں کریں گے۔

۳- مہدیتین: پھر اسی معنی کے اندر مزید تاکید پیدا کرنے کے لئے فرمایا مہدیین: پفط مہدی، ہدایت سے اسم مفعول ہے۔ مہدی اس شخص کو کہتے ہیں جسے مہدیین: دک والے جنہیں ہدایت دے دی جائے۔ مہدیین، مہدی کی جمع ہے یعنی وہ لوگ جنہیں ہدایت دے دی گئی ہے۔

حق وباطل بهجانے کی کسوٹی:

تو آپ نے ایک حل جویز فرمادیا کہ جب امت میں اختلافات ہوں تو میر سے اور خلفاءِ راشدین کے راستے کو اپنالؤ یہی جنت کا راستہ ہے۔ گویا حق وباطل کو پہچاننے کی ایک کسوٹی ہمارے ہاتھ میں دے دی کہ جب بھی اختلاف رائے سامنے آئے تو اس کاحل ہے ہے کہ بید دیھو کہ کوئی بات رسول اللہ سلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہوئی، وہ درست سنت کے مطابق ہوئی، وہ درست ہوگا۔ بعض مرتبہ براہ راست رسول اللہ کی سنت میں اس کا ذکر نہیں ہوگا تو چر خلفاء راشدین میں سے دکھوکہ کی بات ان سے ملتی ہے۔ جو بات خلفاءِ راشدین کے مطابق ہوگی۔ وہ چے ہوگی۔ اس پر عمل کرنے سے اختلاف ختم ہوجائے گا۔

شیعه سنی اختلاف کی وجه:

شیعہ کی اختلاف بھی یہی ہے۔ سی کہتے ہیں کہ ہم '' اہل السنت والجماعة' ہیں۔ ہماعت سے مراد صحابہ کرام کی جماعت ہے۔ یعنی ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو جمت سیجھتے ہیں۔ بعض مرتبہ ایک مسللہ میں دوسم کی روایات آ جاتی ہیں اور سی ہے اس عمل کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ ایک صورت معلوم ہوتا ہے اور کی دوسر کی روایت میں اس کا عدم جواز معلوم ہوتا ہے۔ ایک صورت میں صحابہ کرام کا عمل دیکھا جاتا ہے۔ صحابہ کرام نے جس عمل کو اختیار کیا، ہم سمجھیں گے وہی ٹھیک ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو جتنا انہوں نے سمجھا، اتنا کوئی دوسرا نہیں سمجھ سکتا۔ تو ہم اہل السنت والجماعت ہیں۔ جبکہ یہ شیعہ حضرات (اللہ تعالیٰ انہیں ہوایت عطا فرمائے) کہتے ہیں کہ ہم اہل بیت کو مانتے ہیں اور خلفاءِ حالانکہ اہل بیت کو تو ہم بھی مانتے ہیں۔ اہل بیت تو ہمارے سرکے تاج ہیں اور خلفاءِ واشد بین کو بھی سب کو مانتے ہیں۔ آگر یہ بھی سب کو مانتے ہیں تو اختلاف ختم ہوجائے گا۔

ايك دلچسپ واقعه:

ایک واقعہ یاد آیا۔ یہاں عام طور پر جب عاشورہ کا موسم آتا ہے تو حکومتی افسران میٹنگ بلاتے ہیں۔ شیعہ سی علاء کو جمع کرتے ہیں اور ضابط عمل طے کرتے ہیں۔ مولا نا ادریس کا ندھلوی رحمہ اللہ بہت بڑے عالم اور محدث تھے۔ جامعہ اشر فیہ لا جور میں پڑھاتے تھے۔ ان کے دور میں ایک مرتبہ گورنر نے میٹنگ بلوائی۔ شیعہ سی علاء گئے۔ ان میں یہ بھی تھے۔ گورنر صاحب نے کہا کہ جم نے امن وامان قائم کرنے علاء گئے۔ ان میں یہ بھی تھے۔ گورنر صاحب نے کہا کہ جم نے امن وامان قائم کرنے

کے لئے آپ کو بلایا ہے۔ مولانا ادریس کا ندھلوی رحمہ اللہ نے فرمایا: آپ نے مجھے کیوں بلایا۔ میں تو سنی ہوں۔ میں تو ان کے سارے بزرگوں کو مانتا ہوں اور سب سے محبت اپنے ایمان کا حصہ سمجھتا ہوں۔ لیکن یہ ہمارے بہت سے بزرگوں کو گالیاں دیتے ہیں۔ اگر آپ ان کو ٹھیک کردیں تو امن وامان قائم ہوجائے گا۔ باقی ہمیں بلانے کی کیا ضرورت ہے۔ واقعہ بھی یہی ہے۔ اللہ تعالی انہیں اس گناہ سے بچنے کی توفیق دے دے۔

سنت كومضبوطي سے پکڑنے كى بدایت:

آپ صلی الله علیه وسلم نے آگے فرمایا:

﴿ عضوا علیها بالنواجذ ﴾

د میری اور خلفاءِ راشدین کی سنت کو) اپنی داڑھوں سے پکڑ لؤئ۔

جب کسی کومضبوطی سے پکڑنے کے لئے کہا جاتا ہے تو عربی میں یوں کہا جاتا ہے کہ اسے نواجذ (داڑھوں) سے پکڑلو۔ یعنی اگلے دانتوں سے پکڑو گے تو اس بات کا خطرہ ہے کہ دانت ٹوٹ جائیں گے۔ داڑھ سے پکڑو گے تو مضبوطی رہے گی اور وہ چیز چھوٹے گی نہیں۔ گویا یہ فرمایا کہ میری اور خلفاءِ راشدین کی سنت کو اس طرح مضبوطی سے پکڑلو کہ وہ چھوٹے نہ یائے۔

بدعت سے بیخنے کا حکم:

اس کے بعد فرمایا:

وإيّا كُم ومُحدثاتِ الْأُمورِ فَإِنَّ كُلِّ بِدُعَةٍ ضَلَالَةٌ

بچاؤ تم اینے آپ کونی نئی باتوں سے کیونکہ ہر بدعت گراہی ہے۔

یعنی اگر کوئی شخص کسی شرعی دلیل کے بغیر دین کے اندر کوئی بات بڑھائے گاتو بیہ بدعت ہے جو کہ حرام ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

بدعت کے لغوی واصطلاحی معنی:

برعت کے لغوی معنی ''نی چیز' کے ہیں۔ جونی چیز ایجاد کی گئی ہو، وہ لغوی معنی کے اعتبار سے جہاز بھی بدعت ہے۔ معنی کے اعتبار سے جہاز بھی بدعت ہے۔ ٹیلی فون اور مائیکروفون وغیرہ بھی بدعت ہیں۔ لیکن شریعت کی اصطلاح میں بدعت کا مطلب یہ ہے کہ جو چیز دین میں شامل نہیں، اُسے کوئی شخص کسی شرعی دلیل کے بغیر اپنی طرف سے دین میں شامل کردے عمل کے طور پر یا عقیدے کے طور پر۔ تو یہ اضافہ جو اس نے اپنی طرف سے دین کے اندر کیا '' بدعت کہلائے گا۔''

كونسا اضافه بدعت ہے؟:

اگر یہ نئی چیز کسی شری دلیل سے آئی ہو۔ مثلاً قرآن، حدیث، اجماع یا قیاس سے ثابت ہورہی ہوتو وہ بدعت نہیں ہوگی کیونکہ وہ شری دلیل سے ثابت ہورہی ہوتی ہے۔ بدعت وہ چیز ہوتی ہے جو کسی شری دلیل کے بغیر ہومثلاً کوئی شخص یوں کیج کہ صبح کے وقت آ دمی خوب تازہ دم ہوتا ہے۔ کسی قتم کی تھاوٹ نہیں ہوتی تو اس وقت دو رکعت فرض کے بجائے چار فرض ہونے چاہئیں۔ لبذا ہم چار رکعت فرض پڑھا کریں گے تو یہ اضافہ چونکہ شری دلیل کے بغیر ہے۔ اس لئے بدعت ہے اور ایسے اضافے کرنے والے کو جوتے پڑیں گے کہتم کون ہودین کے اندر اضافہ کرنے والے، دین

بنانے اور جھیجنے والے ہم ہیں۔تم اپنی بقر اطبیت کو اپنے پاس رکھو۔

ایک غلط قنمی اور اس کا از اله:

بعض لوگ سجھتے ہیں کہ ہرنی چیز کو بدعت کہتے ہیں۔ اس لئے وہ کہتے ہیں کہ صاحب! آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد نبوی کچی تھی۔ حبیت کھجور کی شاخوں کی تھی اور فرش پر سنگر بیزے پڑے ہوئے تھے اور اب تم لوگوں نے اتی عظیم الثان مسجد میں بنالی ہیں خود مسجد نبوی اور حرم کی مسجد کتنی عظیم الثان بن چکی ہیں۔ اس طرح دنیا میں اور سینکڑوں کی مساجد بنائی گئی ہیں تو پھر یہ بھی بدعت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ہرنئ چیز کو بدعت کہا جائے تو پھرتم خود بھی بدعت ہواس ائے کہ تم بھی تو آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں نہیں تھے۔

خوب سمجھ لیجئے! ہرنی چیز کو بدعت نہیں کہتے، بدعت اس نی چیز کو کہتے ہیں جو دین کے طور پر دین میں شامل کی جائے چنانچہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ پجی مسجد میں نماز پڑھنا کا ثواب زیادہ ہے لہذا میں اس مقصد کے لئے کی مسجد تعمیر کرتا ہوں تو یہ بدعت ہوگی، اس لئے کہ اس نے اپنی طرف سے شریعت کے اندر ایک تھم کا اضافہ کردیا وہ یہ کہ کی مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ہے۔''

اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ مسجد کو بکا بنانا حضرت عثمان عنی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔حضرت عثمان عنی رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی اور خلفاءِ راشدین میں سے ہیں اور اس حدیث کے شروع میں گذر چکا ہے کہ آ ہے سلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ'' تم اپنے اوپر لازم پکڑلومیری سنت کو اور خلفاء راشدین کی سنت کو'' تو چونکہ کی مسجد بنانا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فعل سے ثابت ہے تو گویا کی مسجد کا بنانا خود

سنت سے ثابت ہوگیا۔

اور یہ بھی ثابت نہ ہوتا تب بھی اتنی بات تو ثابت ہے کہ مسلمانوں کو راحت پہنچانا ثواب کا کام ہے۔ یہ بات قرآن اور حدیث دونوں سے ثابت ہے اور کی مسجد بننے سے ظاہر ہے کہ نمازیوں کو راحت ملے گی تو اس طرح قرآنی آیات اور احادیث کے عموم سے مسجد کے پکا بنانے کا جواز بھی ثابت ہوگیا۔ ہاں البتہ پکی مسجد میں نماز پڑھنے پر زیادہ ثواب ملنے کا اعتقاد رکھنا بلا شبہ بدعت ہے، کیونکہ اس کی کوئی دلیل نہیں۔

یکی معاملہ دینی مدارس کا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں "
صفہ" کے نام سے جو مدرسہ تھا۔ وہ ایک چبوترہ تھا۔ اس پر جبت بھی کجی سی تھی۔ اب
مدارس کے اندرشاندار عمارتیں بن چکی ہیں۔ یہاں پر بھی وہی بات ہے کہ اگر طالب
علموں کوراحت پہنچانے کی نیت ہے کی عمارتیں بنائی جا نیں گی تو یہ تواب کا کام ہے
لیکن اگر کوئی یوں کہے کہ پکی عمارت میں پڑھنے کا تواب کجی عمارت میں پڑھنے کے
مقابلے میں زیادہ ہوتا ہے تو یہ بدعت اور جہالت کی بات ہوگی۔

اذان سے مہلے درود وسلام بڑھنے کا حکم:

اسی سے مرقبہ چند برعوں کی حقیقت بھی سمجھ لیجئے۔ آج کل بیسلسلہ چلا ہے کہ اذانوں سے پہلے "المصلوة والسلام علیك یار سول اللّه اپڑھا جاتا ہے۔ بلا شبہ درود شریف بہت بڑی نعمت ہے۔ اور اتنی بڑی عبادت ہے کہ جب قرآن وصدیث میں ہم اس کے فضائل پڑھتے ہیں تو جی بیہ چاہتا ہے کہ کوئی اور کام ہی نہ کریں۔ بس درود شریف ہی پڑھتے رہیں۔ بہت ہی خیروبرکت کی چیز ہے۔ دین ودنیا کی کامیابی اس میں مضمر ہے۔ لیکن اس موقع پر دورد شریف پڑھنے کا کوئی شوت

نہیں۔ جواذان آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو سکھائی تھی۔ حضرت بلال اسی کے مطابق اذان دیتے تھے۔ مکہ مکرمہ میں آپ نے حضرت ابومحذورہ کو اذان پرمقرر فرمایا تھا۔ وہ وہاں اذان دیتے تھے، وہی اذان آج تک چلی آرہی ہے۔ اس اذان کے شروع میں درود شریف پڑھنا ثابت نہیں۔

اگر آج کوئی شخص میہ کہے کہ چونکہ درود شریف کے فضائل بہت زیادہ ہیں۔ اس لئے اذان کے شروع میں مذکورہ درود کہنے میں کیا حرج ہے تو اس کا جواب ہے کہ بیہ بات ٹھیک ہے کہ درود شریف کے فضائل بہت زیادہ ہیں لیکن اس موقع پر درود یر صنے کی کوئی فضیلت ثابت نہیں۔ اگر اس موقع پر درود شریف پر هنا باعثِ فضیلت ہوتا تو آتخضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال اور حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہما کو اس کا تھم دیتے اور وہ اپنی اذانوں کے شروع میں اس کا اضافہ فرماتے تو کیا (العیاذ بالله) حضور صلى الله عليه وسلم على علطي موكن اور انبيس وه بات سمجه ميس نه آئي جو آج تمہاری سمجھ میں آئی۔اس موقع پر درود شریف پڑھنے کو باعث فضیلت اور ضروری سمجھنا تو ایک قشم کا آنخضرت صلی الله علیه وسلم برتهمت لگانا ہے کہ بیہ بات ان کی سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ ہم ان سے بہتر کام کرتے ہیں۔ بھلا رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر کوئی کام کرسکتا ہے اور دین کے معاملے میں کوئی شخص صحابہ سے آگے برو صکتا ہے؟ مركز نہيں تو جب انہوں نے يہ كام نه كيا تو آج اسے باعث فضيلت مجھنا بدعت اور جہالت کی بات ہے۔

جنازہ کے ساتھ کلمہشہادت کا نعرہ لگانا:

ای طرح جب جنازہ اٹھایا جاتا ہے تو بعض لوگ نعرے لگاتے ہیں' کلمہ شہادت' اشھدان لا اللہ الله " بلا شبه کلمہ بر هنا بہت بری فضیلت کی بات ہے

لیکن بیرد کیھوکہ اس موقع برتاج دار کو نین محمد رسول القد صلی القد علیہ وسلم نے ایسا کیا تھا یا نہیں کیا؟ صحابہ کرام نے ایسا کیا تھا یا نہیں؟ اگر کیا تھا یا اس کے کرنے کی مدایت دی تھی تا ضرور کرو اور اگر نہیں کیا تو تم اسے کیوں کرتے ہو؟

آ تخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کتنے جنازے اٹھائے ہیں اور کتنی بار جنازوں میں اور کتنی اور کتنی بار جنازوں میں اور کفن ودفن میں صحابہ کرام کے ساتھ شریک رہے ہیں۔ اگر اس موقع پر کلمہ پڑھنا مقصود یا باعثِ فضیلت ہوتا تو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اے جھوڑ دیتے ؟

تیجه اور اس کی قباحتیں:

ای طرح تیجہ اور سوم کا معاملہ ہے۔ جب کسی کا انتقال ہوا تو تیسرے روز سب جمع ہوگئے۔ قرآن خوانی ہوئی اور مٹھائی یا کھانا وغیرہ کھلا یا گیا۔ عام طور پرغریب اور مسکینوں کو کھلانے کے بجائے مالدار لوگ خود کھا جاتے ہیں۔ عالانکہ اصل تھم یہ ہے کہ اگر میت کی روح کو تواب پہنچانا ہوتو صدقہ و خیرات کروجس کا تیج طریقہ یہ ہے کہ اس طرح صدقہ کرو کہ ایک ہاتھ ہے کروتو دوسرے ہاتھ کو خبر نہ ہو۔ جبکہ تیجہ ہیں دھم دھڑکا ہوتا ہے اگر غریب کو کھلانا ہجی ہوتو گویاسب کے سامنے اعلان کرکے کھلانا ہوا۔ اور پھر یہ بیس ہی غلط ہے کہ تیسرے دن کریں گے تب تو ثواب ملے گا۔ کسی اور دن کریں گے تب تو ثواب ملے گا۔ کسی اور دن کریں گے تب تو ثواب ملے گا۔ کسی اور دن کریں گے تب تو ثواب ملے گا۔ کسی اور دن کریں گے تب تو پھر ثواب نہیں ملے گا۔ تیسرا دن بھی کوئی ضروری نہیں بلکہ صدفہ کسی اور روز بھی کیا جاسکتا ہے مثلاً چو تھے روز کرلو، دوسرے روز کرلو یا پہلے ہی دن کرلو وغیرہ۔ اس میں ایک اور قباحت یہ پائی جاتی ہے کہ عام طور پر لوگ تیجے وغیرہ کھانا میت کے گھر میں چاول بھی ہیں۔ کھانا میت کے گھر میں چاول بھی ہیں۔ گھانا میت کے گھر میں چاول بھی ہیں۔ مثلاً میت کے گھر میں چاول بھی ہیں۔ گھانا میت کے گھر میں چاول بھی ہیں۔ گھانا میت کے گھر میں چاول بھی ہیں۔ اس میں جاول یکا کر کھلا دیتے ہیں۔ اس میں جاول یکا کر کھلا دیتے ہیں۔ مثلاً میت کے گھر میں جاول یکا کر کھلا دیتے ہیں۔ اس میں جاول یکا کر کھلا دیتے ہیں۔ اس میں جاول یکا کر کھلا دیتے ہیں۔ اس میں جاول یکا کر کھلا دیتے ہیں۔

اوراگر خریدنا پڑا تو اس کے پیپوں سے خرید کر پکایا حالانکہ یہ جائز نہیں۔ اس لئے کہ اس کا سارا ترکہ حتی کہ نمک مرج اور سوئی دھا گے تک کا سارا سامان اب میت کی ملک نہیں رہا جبکہ وارثوں کی ملکیت ہوگیا۔ لہذا جب تک سارے ورثاء راضی ہوکر یہ فیصلہ نہ کریں کہ ہم اپنے جصے میں صدقہ خیرات کریں گے۔ اس وقت تک اس میں سے صدقہ خیرات کریں گے۔ اس وقت تک اس میں سے صدقہ خیرات کرنا جائز نہیں اور اگروارثوں میں کوئی نابالغ ہے تو اس کی اجازت کے باوجود بھی اس کا حصہ صدقہ کے لئے استعال نہیں کرسکتے اس لئے کہ شرعی حکم یہ ہو کہ نابالغ بچہ اگر یہ کہہ بھی دے کہ میری رقم صدقہ خیرات پرخرچ کردو تو بھی اُسے خرچ کرنا جائز نہیں کیونکہ وہ ناسمجھ ہے اور یہی حکم مجنون کا ہے۔

اب دیکھئے کہ اس میں کتنی خرابیاں ہیں۔ وارثوں کا حق مارا جارہا ہے اور برعت کا ارتکاب بھی ہورہا ہے۔ اگر کوئی شخص تیجہ نہ کرے تو کہا جاتا ہے کہ ارے فلاں نے تو تیجہ بھی نہ کیا۔ پھر دسواں آ جاتا ہے۔ پھر چالیسواں اور پھر بری آتی ہے حالانکہ شریعت میں تیجہ اور دسواں کا کوئی ذکر ہے اور نہ چالیسویں اور بری کا۔

گيارهوس کاڪٽم:

ایک صاحب مجھ سے کہنے گئے کہ گیارھویں کا کیا تھم ہے؟ میں نے جواب دیا کہ قرآن مجید میں تو کہیں گیارھویں کا ذکر نہیں ہے اور نہ حدیث میں اور نہ فقہ کی کتابوں میں۔اس لئے ہم تو اس کا تھم جانتے نہیں اگر کوئی دین کی بات ہوتی تو ہم جان گئے ہوتے یہ بات تو دین کی کسی کتاب میں لکھی ہوئی نہیں۔ اس لئے ہم تو جانتے نہیں، آی ہی جانتے ہوں گے۔

نماز باجماعت کے بعد زور سے کلمہ طیبہ بڑھنا:

اسی طرح بعض مسجدوں میں ویکھتے ہیں کہ نماز کے سلام پھرنے کے بعد

زور زور سے لاالہ الا اللہ الا اللہ الا اللہ پڑھتے ہیں۔ یہ بہت اونچا اورعظمت والا کلمہ ہے۔ آ دمی مسلمان ہی اس کلمہ ہے ہوتا ہے لیکن اس کا موقع یہ نہیں۔ روایات میں آتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا سلام پھیرتے تو فرماتے استغفر اللہ استغفر اللہ تین مرتبہ کہتے تھے۔ (مقلوۃ المسائح، باب الذکر بعد الدعاء، رقم الحدیث ا۹۹) اب اگرکوئی شخص یہ کہ کہ استغفار سے بہتر تو کلمہ ہے تو پھر اسے کیوں نہ برا ہوا گلہ ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بلاشبہ کلمہ طیبہ استغفار سے بہتر اور افضل ہے لیکن برطا جائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بلاشبہ کلمہ طیبہ استغفار سے بہتر اور افضل ہے لیکن اس موقع پر بہی کہا افضل ہے اس کے کہ ہمارے آتا نا نے اس موقع پر بہی کہا۔ ہمارے آتا ، مالا کی اور ملم ان تا جدار کوئین سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو طریقہ انہوں نے کرکے بتلادیا۔ وہی طریقہ افضل ہے۔ اس جیسا طریقہ دنیا کی کوئی طریقہ انہوں نے کرکے بتلادیا۔ وہی طریقہ افضل ہے۔ اس جیسا طریقہ دنیا کی کوئی طاقت لانہیں سکتی۔ نہ کوئی فرشتہ لاسکتا ہے، نہ کوئی عالم اور مجتمد لاسکتا ہے اور نہ کوئی

بدعت كرنے والوں كى مثال:

ایک بات اور بھی سمجھ لیجئے۔ وہ یہ کہ عام طور پر بدعت کرنے والوں کی نیت بری نہیں ہوتی ، جذبہ ہوتا ہے زیادہ تواب کمانے کالیکن سمجھ کی غلطی کی وجہ ہے ان کا طریقہ غلط ہوتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ تواب زیادہ حاصل کرنے کے بجائے اصل تواب سے بھی محرومی ہوتی ہے۔ اس لئے کہ تواب تو اس صورت میں ملتا ہے جب آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے مطابق عمل ہوگا۔ اس کے علاوہ اگر جب آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے مطابق عمل ہوگا۔ اس کے علاوہ اگر کوئی اور طریقہ اختیار کیا جائے گاتو فائدے کے بجائے الٹا نقصان ہوگا۔ ایسے شخص کی مثال شخ چلی کی سی ہوجائے گا۔

شنخ چلی کے بارے میں طرح طرح کے لطفے مشہور ہیں۔ ایک مرتبہ اس کی

والدہ نے اسے ایک بیبہ دیا کہ اس کا تیل لے آؤ اور پیالہ بھی دے دیا اور ساتھ یہ ہدایت کی کہ جب بھی دکاندار سے کوئی چیز لوتو اسے کہا کرو کہ اور بھی ڈال دو۔ یہ سیدھا سادا آوی تھا۔ مال کی ہدایت کو پلے باندھ کر دکان کی طرف گیا۔ ایک بیسہ کا تیل خریدا۔ دکاندار نے بیالہ بھر کرتیل دیا۔ شخ چلی نے کہا اور بھی ڈال۔ دکاندار بولا بھائی اس میں تو جگہ ہی نہیں۔ سارا بیالہ تو بھر گیا۔ شخ چلی نے بیالہ الٹا کیا اور اس کا بیندا سامنے کرکے کہا کہ اس میں ڈال دو۔ دکاندار سمجھ گیا لیکن اس کی دلداری کے لئے اس بیندے میں تیل ڈال دیا۔

اب بیہ بڑا خوش خوش گھر جارہا تھا کہ والدہ نے جس طرح تھم دیا تھا ویہا ہی عمل کیا۔ جب والدہ کے پاس پہنچا تو اس کی ماں نے بیہ منظر دیکھ کر کہا بیٹے صرف اتنا تیل لے کر آئے ہو۔ کہنے لگانہیں امی! ادھر بھی ہے۔ (اور اُسے الٹایا) تو جوتھوڑا سا تیل لے کر آئے ہو۔ کہنے لگانہیں امی! ادھر بھی ہے۔ (اور اُسے الٹایا) تو جوتھوڑا سا تیل تھا وہ بھی گیا۔ یہی حال اس شخص کا ہے جس کو زیادہ تواب کی ہوس ہوتی ہے لیکن طریقہ سے اختیار نہیں کرتا تو ایسا شخص شیخ جل کے علاوہ اور کیا ہے گا؟

صرف نیت کا اچھا ہونا کافی نہیں

بہت سے گناہوں میں ملوث لوگ کہتے ہیں کہ ہماری نیت تو بہت اچھی ہے۔ خوب سمجھ لیجئے کہ صرف نیت کا اچھا ہونا کافی نہیں بلکہ طریقے کا صحیح ہونا بھی ضروری ہے۔ ورنہ نیت تو کا فرول کی بھی اچھی ہوتی ہے۔ ہندو جوعبادت کرتے ہیں۔ کیاان کی کوئی دنیا کی نیت ہوتی ہے وہ رام رام کر کے جس طرح بتول کو پوجتے ہیں۔ وہ بھی اللہ تعالی کو راضی کرنا چاہتے ہیں لیکن چونکہ ان کا طریقہ شریعت کے مطابق نہیں۔ اس لئے وہ مردود ہیں۔

جب نیت بھی صحیح ہو اور طریقہ بھی شریعت کے مطابق ہوتو اللہ تعالیٰ کی

نصرت آتی ہے، قبولیت ہوتی ہے اور مسلمان کامل مسلمان بنتا ہے۔ اور جب بھی اللہ تعالیٰ کی نصرت آتی ہوتی تعالیٰ کی نصرت اور مدد نہیں آتی تو ان دو شرطوں میں سے کسی ایک شرط کی کمی ہوتی ہے۔

سنت اور بدعت کی مثال:

سنت اور بدعت کی مثال سمجھ لیجئے۔ آپ تختہ ساہ (Black board) پر کوئی ہندسہ لکھیں اور پھر اس کے دائیں طرف صفر (Zero) لگائیں تو وہ دس گنا بڑھ جائے گا۔ پھر ایک صفر لگائیے جائیں گے۔ وہ ہندسہ بڑھتارہے گا۔ یہ سنت کی مثال ہے کہ اس پر عمل کرنے سے نیکیوں میں مسلسل اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اس کے برعکس اگر آپ اس ہندسے کے بائیں طرف صفر لگائے رہیں تو عدد میں کوئی اضافہ نہ ہوگا۔ آپ جینے صفر لگاناچاہیں لگاتے رہیں، کین اس سے عدد کی قیمت میں کوئی فرق نہیں الٹی ساری محنت بے کار جائے گی۔ یہ بدعت کی مثال ہے کہ اس کے ارتکاب سے نیکیوں میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا بلکہ خیارہ برعت کی مثال ہے کہ اس کے ارتکاب سے نیکیوں میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا بلکہ خیارہ برعت ہوتا ہیں جوتا بلکہ خیارہ ہوتا ہے۔

الله تعالیٰ ہمیں رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی اِن تضیحتوں برعمل کرنے کی تو فیق نصیب فرمائے۔

(آيين)

وآخردعوانا أن الحمدلله رب العالمين

مند کامفہوم اور اعداد کامفہوم کے کامفہوم کامفہوم کامفہوم کامفہوم کے کامفہوم کامفہوم کے کامفہوم کامفہوم کے کا

﴿ جمله حقوق تجق ناشر محفوظ میں ﴾

موضوع سنت كامفهوم اوراس كى ابميت مفرر حضرت مولا نامفتى محمد رفيع عثانى مدظله مقام مداجى مقام مداجى مقام مداجى البنات، جامعه دارالعلوم كراجى تاريخ كاربيج الثانى ١٣٣٣ه ه ضبط وترتيب مولا نااعجاز احمد صمدانى بابهتمام محمد ناظم اشرف

سنت کامفہوم اور اس کی اہمیت

خطيه:

نحمدة ونصلى على رسوله الكريم،

امالعند!

باب في الأمر بالمحافظة على السنة و آدابها قَالَ اللّٰهُ تَعالَى: وَمَا اتْكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوه وَما نَهاكُمُ عَنهُ فَانتَهُوه (الحشر، ٧) وَمَا يَنطِقُ عَنِ الهَوىٰ إِن هُو إِلّا عَنهُ فَانتَهُوه (الحشر، ٧) وَمَا يَنطِقُ عَنِ الهَوىٰ إِنْ هُو إِلّا وَحَي اللّهَ وَحَي اللّه عَنهِ اللّه وَ يَعُفِرُ لَكُمُ ذُنُوبَكُمُ اللّه وَ يَعُفِرُ لَكُمْ ذُنُوبَكُمُ اللّه وَ يَعْفِرُ لَكُمْ ذُنُوبَكُمُ اللّه وَ اللّهُ وَ يَعُفِرُ لَكُمْ ذُنُوبَكُمُ اللّه وَ اللّه اللّه وَ يَعُفِرُ لَكُمْ ذُنُوبَكُمُ اللّه وَ اللّهُ وَ اللّهُ وَ اللّهُ وَاللّهُ وَالِهُ وَاللّهُ واللّهُ وَاللّهُ وَالْكُولُولُولُولُ وَاللّهُ وَاللّهُ وَاللّهُ وَاللّهُ وَاللّهُ وَال

ممهيد

گذشتہ مجلسوں میں ان اعمال کی تفصیل بیان کی گئی تھی جو بہت ہی آسان اور بڑے اجر و ثواب والے اعمال تھے جیسے راستہ سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا، مسجد کی

صفائی کرنا، لوگوں سے مسکرا کر ملنا وغیرہ وغیرہ۔ آج کی مجلس سے ہم ایک اہم باب کا آغاز کر رہے ہیں۔ یہ باب آخضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں سے متعلق ہے ۔ یہ بہت اہم باب ہے۔ ہر مسلمان کو ہر آن اور ہر کھے اس سے رہنمائی ملتی ہے۔

'' سنت'' کے لفظی اور اصطلاحی معنی:

لفظ ''سنت'' آپ کثرت سے سنتے ہیں۔ اس کامفہوم ذرا تفصیل سے سمجھنے کی ضرورت ہے۔ لفظ ''سنت'' کے لغوی معنیٰ ہیں ''طریقہ''۔ جب یوں کہاجائے کہ " رسول الله صلى الله عليه سلم كي سنت " تو اس كا مطلب ہے رسول الله صلى الله عليه وسلم كا طریقہ۔کس چیز میں طریقہ؟ بوری زندگی کے اعمال میں، زندگی کے تمام شعبوں میں۔ شریعت کی اصطلاح میں لفظ ''سنت'' دومعنوں میں استعال ہوتا ہے۔ نماز اور وضو وغیرہ میں آپ پڑھتے ہیں کہنماز میں اتن سنتیں اور وضو میں اتنی سنتیں ہیں اور اتنے فرض، اتنے واجبات اور شرائط ہیں۔ اس جگہ سنت سے مراد ہوتا ہے''واجب ہے کم درجے کے اعمال' ۔ لیکن آج ہم جس باب کا آغاز کررہے ہیں، اس جگہ سنت کے بیمعنی مرادنہیں بلکہ دوسرے معنی مراد ہیں۔ نہ صرف یہاں بلکہ عام طور برقر آن و سنت کی اصطلاحات میں جب لفظ "سنت" بولا جاتا ہے تو اس سے مراد ہوتا ہے آنحضور صلى الله عليه وسلم كا طريقة، خواه وه فرض هو ياواجب، سنتِ موكده هو يا غير موكدہ، آواب میں سے ہو یا شرائط میں سے، بیرسب سنت کے اصطلاحی مفہوم میں داخل ہیں۔مثلاً ایمان لانا تو سب سے برا فرض ہے،جس کے بغیر کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا، وہ بھی سنت ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے، اسی طرح ہم نماز

الحالحين، قد يم كتب خانه كراجي الامر بالمحافظه على السنة و آدابها" (ملاحظه فرمائي: رياض الصالحين، قد يم كتب خانه كراجي ص ٨٦)، مرتب

اداکرتے ہیں مثلاً صبح کو دوفرض، ظہر میں چارفرض، عصر میں چارفرض، مغرب میں تین اور عشاء میں چارفرض پڑھتے ہیں، یہ پانچ نمازیں بھی سنت ہیں حالانکہ فرض ہیں لیکن اس اعتبار سے سنت ہیں کہ یہ جناب رسول الله علیہ وسلم کاطریقہ ہے۔ اس معنی کے اعتبار سے زکوۃ بھی سنت ہے اور روزہ بھی، جج بھی سنت ہے اور ایمان بھی اور کلمہ تو حید وشہادت کہنا بھی سنت ہے۔ غرضیکہ آنحضرت صلی الله علیہ وسلم کے تمام اقوال وافعال جواحادیث میں بیان کئے گئے ہیں، وہ سب کے سب سنت ہیں کیونکہ وہ آپ کا طریقہ ہیں۔ البتہ پھر تھم کے اعتبار سے کوئی فرض ہے اور کوئی واجب، کوئی سنت ہے اور کوئی مستحب۔

اسی سے یہ بھی سمجھ کیجئے کہ پاکستان کے آئین میں جو یہ عبارت درج ہے کہ اس ملک کاکوئی قانون قرآن وسنت کے خلاف نہیں بنایا جائے گا، اس سے مراد بھی یہی دوسرے معنی ہیں بعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال سے جو کچھ ثابت ہے، اس کے خلاف نہیں بنایا جائے گا۔

غلط منجی کی وجہ:

عام طور پرسنت کا مطلب ہے لیا جاتا ہے کہ ہے واجب نہیں۔ ہے بہت بڑا مغالطہ ہے اور یہ مغالطہ اس وجہ سے لگتا ہے کہ جب نماز وغیرہ میں فرائض اور سنتوں کو گنوایا جاتا ہے تو اس وقت سنت سے مراد' واجب سے کم در ہے کا ممل' ہوتا ہے۔ تو اس مغالطہ کی وجہ سے لوگ سجھتے ہیں کہ جب بھی اور جہاں بھی سنت کا لفظ بولا جائے گا، تو اس سے واجب سے کم در ہے کا عمل مراد ہوگا۔

"داڑھی رکھنا سنت ہے "اس کا صحیح مطلب:

اس سے بیر بھی سمجھ لیجئے کہ جب بیا کہا جاتا ہے کہ ایک مثت کے برابر

داڑھی رکھنا اور جب تک مشت بھر سے بڑھ نہ جائے ، اُسے نہ کاٹنا ''سنت' ہے تو عام طور پرلوگ اس کا مطلب یہ سجھتے ہیں کہ بید واجب نہیں۔ یہ سجھنا بالکل غلط ہے ، داڑھی رکھنا واجب ہے۔ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا بار بار حکم دیا ہے اور تاکید سے حکم دیا ہے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کا حکم دیں تو وہ فرض اور واجب ہوتی ہے۔ لہذا داڑھی رکھنا اس معنی میں تو سنت ہے کہ آنخضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے مگر اس کا بیہ مطلب ہرگز نہیں کہ یہ واجب نہیں۔ خوب سجھ لیجئے کہ چونکہ رسول اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے ، اس لئے یہ واجب ہے۔ اس کا کڑانا گناہ اور آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نافر مانی ہے۔

جاربنيادين:

دوسری بات سے کہ شریعت کے احکام صرف چار چیزوں سے ثابت ہو سکتے ہیں، قرآن سے یا رسول اللہ علیہ وسلم کی سنت سے یعنی آپ کے قول سے یا دسول اللہ علیہ وسلم کی سنت سے یعنی آپ کے قول سے یا فعل سے یا اجماع سے یا قیاس سے۔ یہ چار بنیادیں ہیں اور جتنے شرعی احکام ہیں، وہ سارے کے سارے انہی میں سے کسی سے ثابت ہیں۔

قرآن وسنت:

قرآن مجید میں اگر چہ بہت سے احکام آگئے تاہم سارے احکام کا بیان نہیں آیا۔ بعض احکام کے سے اسول بیان کئے گئے، بعض جگہ صرف اشارہ دے دیا گیا، کہیں صرف ایک روح دے دیا گئ اور باقیوں کے بارے میں کہہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو ارشاد فرما کیں، تم اس کی پیروی کرو۔ چنا نچہ ارشاد باری تعالی ہے: وَمَا اَنْکُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَما نَهَا کُمُ عَنَهُ فَانْتَهُوهُ (الحَر، ک)

''سو جو چیزتم کو پیغمبر دیں وہ لے لواور جس سے منع کریں (اس سے) بازرہو''۔

گویا سارے احکام بیان کرنے کے بجائے آنخصور صلی اللہ علیہ وسلم کا حوالہ دے دیا کہ بیہ ہمارے رسول ہیں، بیا بنی طرف سے دین کی باتیں نہیں کرتے، جو بچھ ہم کہتے ہیں، وہی باتیں بیآپ کو بتلاتے ہیں۔

> وَمَا يَنُطِقُ عَنِ الْهَوىٰ O إِنْ هُوَ اِلَّا وَ حُى يُّوُحٰى O (النجم،٣٨)

''اور نہ خواہشِ نفس سے منہ سے بات نکالتے ہیں بہتو حکم خدا ہے جوان کی طرف بھیجا جاتا ہے''

لہذا یہ جس چیز کا حکم دیں، اسے کرتے جاؤ اور جس سے روکیس اس سے رک جاؤ۔ پھر قرآن مجید میں سنت کی اہمیت کے بارے میں آیت ملتی ہے:

مَنُ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدُ أَطَاعَ اللَّهُ طَ (النهاء: ٨٠)

"جو شخص رسول كى فرما نبردارى كرايگا تو بيتك اس نے خداكى فرما نبردارى كن دُر الله عنه الله عنه فرما نبردارى كن دُر الله عنه عنه الله عنه عنه الله ع

اس تفصیل سے بیہ بات واضح ہوئی کہ جتنے بھی شرعی احکام احادیث میں بیان ہوئے یا آخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہوئے در حقیقت وہ احکام قرآن ہی سے بالواسطہ ثابت ہو گئے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع قرآن کا اتباع سے بالواسطہ ثابت ہو گئے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع قرآن کا اتباع سے۔

اجماع:

تیسری چیز اجماع ہے۔ اجماع سے حکم ثابت ہونے کا مطلب سے کہ

ایک زمانے کے پوری امت کے جتنے مجہدین ہیں اگر وہ کسی حکم پر متفقہ فیصلہ کردیں تو وہ اللہ کا حکم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو یہ اعزاز بخشا ہے کہ اِس امت کے فقہ اوہ مجہدین خواہ وہ کسی بھی زمانے میں ہوں، اگر سب کے سب مل کر متفقہ طور پر یہ فیصلہ کریں کہ یہ چیز حلال ہے یا یہ چیز حرام ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی حلال ہے یا وہ اللہ کے نزدیک بھی حلال ہے یا وہ اللہ کے نزدیک بھی حرام ہے۔ اس کی دلیل آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے۔ آپ نے فرمایا:

لاتحتمع أمتى على الضلالة ميرى امت كسى گرائى برمتفق نبيس ہوگى ليے

لیعنی بینیں ہوسکتا کہ ساری امت کسی گمراہی کے کام پرمتفق ہوکر کہنے گئے کہ بیہ جائز ہے، بیکھی نہیں ہوگا۔ اگرکوئی جائز کہناچاہے گا تو دوسرے لوگ اس کی مخالفت کریں گے۔ اور اگرکوئی اس کی مخالفت نہ کرے تو بیاس بات کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت عطا فرمائی ہے اور ان کا فیصلہ درست ہے۔ امت کے فیصلے سے مراد امت کے مجتمدین اور فقہاء کا فیصلہ ہے۔

اجماع کی جیت قرآن کریم سے بھی ٹابت ہوتی ہے۔ ارشادربانی ہے: وَ مَنُ یُّشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنُ بَعُدِ مَاتَبَیَّنَ لَهُ الْهُدیٰ وَ یَتَّبِعُ عَیْرَ سَبِیُلِ الْمُومِنِیْنَ نُولِهِ مَاتَوَلِّی وَ نُصُلِهِ جَهَنَّمَ طُ وَ عَیْرَ سَبِیُلِ الْمُومِنِیْنَ نُولِهِ مَاتَوَلِّی وَ نُصُلِهِ جَهَنَّمَ طُ وَ عَیْرَ سَبِیُلِ الْمُومِنِیْنَ نُولِهِ مَاتَولِی وَ نُصُلِهِ جَهَنَّمَ طُ وَ عَیْرَ سَبِیُلِ الْمُومِنِیْنَ نُولِهِ مَاتَولِی وَ نُصُلِهِ جَهَنَّمَ طُ وَ سَبِی سَبِی الله مَعْلُوم ہونے کے بعد پیغیر کی مخالف ''اور جو شخص سیدھا راستہ معلوم ہونے کے بعد پیغیر کی مخالف

نے یہ حدیث تھوڑے لفظی فرق کے ساتھ آٹھ صحابہ کرام سے مروی ہے۔البتہ اتنا جملہ مشترک ہے ''امت محمد بیہ کو اللہ تعالیٰ گمرابی پرمتفق نہیں کرے گا'' (تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائے: فقہ میں اجماع کا مقام ازمفتی محمد رفیع عثانی مظلہم) مرتب

کرے اور مومنوں کے راستے کے علاوہ کسی اورراستے پر چلے
تو جدھر وہ چلے گا ہم اُسے ادھر ہی چلتا کردیں گے اور (قیامت
کے دن) اُسے جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے'۔
یعنی جو شخص تمام مونین سے مختلف راستہ اختیار کرے گا اسے ہم جہنم میں پھینکیس گے۔
معلوم ہوا کہ تمام مونین کا جو متفقہ فیصلہ ہو جائے ، اس کے برخلاف کرنا جائز نہیں۔

قياس:

چوتھی چیز 'قیاس' ہے۔ عام طور پرلوگ قیاس کا مطلب نیے سمجھتے ہیں کہ جیسے اخبارات میں قیاس آرائیاں ہوتی رہتی ہیں، یہ قیاس بھی وییا ہی ہوتا ہوگا۔ یہ خیال درست نہیں۔ قیاس کا ممل ایک بہت مشکل کام ہے۔ ہرایک کے بس کا کام نہیں اور ہرایک کے اندر اس کی صلاحیت بھی نہیں ہوتی۔ بڑے بڑے علاء اور فقہاء عمریں خرچ کرتے ہیں تب کہیں جاکران کے اندر یہ صلاحیت ہوتی ہوتی ہوتی ہے کہ وہ قیاس کر سکیں۔

قیاس کی حقیقت:

اس کی حقیقت جانے کے لئے کمبی تفصیل درکار ہے۔ آپ صرف اتناسمجھ لیس کہ اگر کوئی تھم قرآن، حدیث یا اجماع سے ثابت ہے، پھر کوئی ایبا معاملہ پیش آگیا جس کا صرح تھم نہ قرآن میں ہے اور نہ حدیث اور نہ اجماع میں، لیکن یہ معاملہ پہلے معاملے سے ملتا جلتا ہی ہے تو جو تھم پہلے معاملے کا تھا، وہی اس کو بھی دے دیتے ہیں، اِس عمل کا نام قیاس ہے۔ مثال کے طور پر گندم کو گندم کے مقابلہ میں کمی بیشی کے ساتھ فروخت کرنا جائز نہیں مثلاً ایک شخص ایک کلو گندم دے رہا ہے اور دوسرے کے ساتھ فروخت کرنا جائز نہیں مثلاً ایک شخص ایک کلو گندم دے رہا ہے اور دوسرے سے ڈیڑھ کلو گندم اس کے بدلے میں لیتا ہے تو یہ جائز نہیں، حرام ہے۔ سنت میں

اے سود قرار دیا گیا ہے۔ اس کے بارے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صریح ارشاد موجود ہے۔ ابغور سیجئے کہ گندم کے بارے میں تو بہتم آگیا لیکن چاول کے بارے میں مدیث میں حدیث میں بہتم نہیں آیا کہ اگر ایک کلو چاول کے بدلے میں ڈیڑھ کلو چاول لے لیا جائے تو وہ جائز ہے یا نہیں؟ تو چاول کے معاملے میں فقہاء اور مجتہدین نے قیاس کیا چنا نچہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو حکم گندم کا ہے وہی حکم چاول کا بھی ہے لیعنی جس طرح ایک کلو گندم کے عوض میں ڈیڑھ کلو گندم لینا جائز نہیں، اس طرح ایک کلو چاول کے وہ ایک کلو گارہ کو چاول کے اندر ایک کلو چاول کے وہ کلو چاول کے اندر گندم والے حکم کو ثابت کرنا قیاس ہے۔

قیاس کرنا ہرایک کے بس کا کام نہیں:

میں نے آپ کے سامنے قیاس کو آسان سے انداز میں سمجھا دیا، لیکن قیاس کے لئے نجانے کتنے پاپڑ ببلنے پڑتے ہیں، کتنے پہلوؤں کو دیکھنا پڑتا ہے، کتنی چیزوں کا جائزہ لینا پڑتا ہے، کتنی باریکیوں میں جانا پڑتا ہے، تب کہیں جاکر قیاس سے حکم ثابت کرنا ممکن ہوتا ہے۔ یہ ہر ایک کے بس کا کام نہیں۔ مجھ جیسے آدمی کا کام نہیں ہوتا ہے۔ یہ ہر ایک کے بس کا کام نہیں اور ہر عالم بھی نہیں کرسکتا بلکہ صرف مجتہدین اور ائمہ کا کام ہے۔ ہرمفتی کا کام نہیں اور ہر عالم بھی نہیں کرسکتا بلکہ صرف مجتهد قیاس کرسکتا ہے۔

قیاس کی بنیادی شرط:

یہ بھی یاد رکھئے کہ بیہ قیاس الل ممپ نہیں ہوتا بلکہ بہت سے اصول وشرائط کا پابند ہوتا ہے ۔ ان میں سے بنیادی شرط بیہ ہے کہ بیہ قرآن سے لیا جائے گا، حدیث سے لیا جائے گا یا پھر اجماع سے لیا جائے گا، ان تین ماخذ کے علاوہ اگر کہیں اور کوئی بات آئی ہے مثلاً کسی قانون کی کتاب میں کوئی بات لکھی ہوئی ہے تو اس پر قیاس کرکے شرعی تھم ٹابت نہیں کیا جاسکتا اور قیاس معتبر بھی نہیں۔

بدروبه مركز درست نهين:

ای تفصیل ہے آپ ہے بات سمجھ سکتے ہیں کہ آج کل بہت سے جاہل اپنے آپ کو مجتہدین کے مقام پرلا کر کھڑا کرتے ہیں اور پھر اناپ شناپ باتیں کرتے ہیں۔ ابھی سپریم کورٹ کے اندر سرکاری وکیل نے جو اناپ شناپ باتیں کی ہیں، وہ آپ نے بن لی ہوں گی۔ ربا (سود) کے بارے میں کہا کہ ربا کی دوشمیں ہیں۔ ایک مکروہ ہوتا ہے اور دوسراحرام ہوتا ہے۔ اس کا مطلب سے ہوا کہ خزریہ کے گوشت کی بھی دوشمیں ہوں گی، ایک مکروہ، دوسراحرام۔ اِن جیسے لوگوں کا رویہ ہرگز درست نہیں۔

غيرعالم كے مسكه بنانے كا حكم:

اگر کوئی شخص عالم دین نہیں اور کسی عالم دین کے علم، تقوی اور دیا نت پر اُسے اعتاد ہے تو اس سے مسئلہ معلوم کرے، وہ جو مسئلہ بتا دے، آئکھیں بند کر کے اس پڑمل کرے، انشاء اللہ سیدھا جنت کا راستہ ہے اور جوشخص عالم دین نہیں یا قابل اعتاد عالم دین نہیں، اس کا تقوی قابل اعتاد نہیں، اگر وہ کوئی ایسا مسئلہ بیان کرے جو علاء کرام کے بیان کردہ مسئلہ کے خلاف ہے تو آپ اس سے بید مطالبہ کر کتے ہیں کہ شریعت کا تکم چار چیزوں سے ثابت ہوتا ہے، آپ جو تکم بیان کر رہے ہیں، بید کوئی چیز سے ثابت ہے تو آب جو تا ہے۔ تا بات میں کہ حین نہائے۔ سے ثابت ہے تو تا ہے۔ تا کہ حوالہ دے دو کہ کس زمانے کے حدیث دے دو، اجماع سے ثابت ہے تو اس کا حوالہ دے دو کہ کس زمانے کے حدیث دے دو، اجماع سے ثابت ہے تو اس کا حوالہ دے دو کہ کس زمانے کے حدیث دے دو، اجماع سے ثابت ہے تو اس کا حوالہ دے دو کہ کس زمانے کے

مجتبدین نے یہ فیصلہ کیا، اور اگر قیاس سے ثابت ہے تو بتاؤ کو نسے مجتبد نے یہ قیاس کیا ہے۔ اگر نہیں بتا سکتے تو تمہاری یہ بات نا قابل اعتماد ہے، اسے اپنے پاس رکھو، شریعت کے سر نہ منڈو۔

سنت کی پیروی کے درجات:

مذکورہ تفصیل کے بعد اب ہم اس باب کی تشریح بیان کرتے ہیں۔ آج ہم اس باب كا آغازكررے ميں كەرسول الله صلى الله عليه وسلم كے طريقے كى يابندى لازم ہے، آپ کی سنت کی پیروی ضروری ہے۔ بیروی کے مختلف درجات ہیں۔ تہیں یہ بیروی فرائض میں ہوگی تو کہیں واجیات میں، کہیں سنن میں ہوگی تو کہیں مستحبات میں، کہیں شرائط میں ہوگی تو کہیں آ داب میں۔مثلاً بید کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی دورکعتیں جماعت کے ساتھ پڑھیں اور انہیں فرض قرار دیا تو ہم بھی انہیں فرض كہيں گے۔ بيسنت بھى بيں اس لئے كه آنخضور صلى الله عليه وسلم نے اس كا حكم ديا ہے اور اس برعمل کر کے دکھلایا ہے اور چونکہ اسے فرض کہا ہے اس لئے بیہ فرض ہیں۔ اور فجر کی نماز سے پہلے جو دوسنتیں ہیں، انہیں آب نے فرض نہیں کہا، اس لئے ہم بھی انہیں فرض نہیں کہتے ، البت بیسنت ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی ہیں۔ بعض سنتین فرض و واجب ماسنت نهیس بلکه مستحب بین مثلاً جوتا بیننے کا طریقہ جوسنت سے ثابت ہے وہ یہ ہے کہ جب جوتا پہنیں تو دائیں یاؤں میں پہلے پہنیں، بائیں میں بعد میں پہنیں۔ ایبا کرنا ضروری نہیں لہٰذا اگر اس کے برخلاف کرو کے تو گناہ نہیں ہوگالیکن اگر اس کے مطابق کرو گے تو تواب ملے گا۔ یہ مستحب عمل ہے لیکن اے سنت بھی کہہ سکتے ہیں کہ آ ہے صلی اللہ علیہ وسلم کافعل اسی طرح تھا۔ اس باب میں سے بتلانا مقصود ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یعنی

آپ کے طریقے کی پابندی کرنا ضروری ہے۔

همل به بت:

"وَمَا اتَّكُم الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُم عَنُهُ فَانْتَهُوهُ- (الحَثر: ٤)

''اور جو چیزتم کو پیغمبردیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں ،اس سے باز رہو'۔

''دینا'' کی طریقے ہے ہوتاتھا، کھی ہاتھ سے اٹھا کرکوئی چیز دے دی، روپیہ پیبہ دے دیا، کھی زبان سے کوئی تھم یا ہدایت دے دی کہ فلال کام کرو، فلال نہ کرو، فلال جگہ چلے جاؤ، بیویوں کے حقوق ادا کرو، رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کرووغیرہ وغیرہ حفلاصہ یہ کہ آپ سلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ بھی دیں، اُسے لے لیا کرویعنی اُسے قبول کرو، اگر مال ودولت ہے تو اُسے نعمت سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں تمہیں دلوائی ہے، کوئی ہدایت اور رہنمائی ہے تو اسے زندگی بھر کے لئے ایک سلیم سے باتھ سے کئی جس جس جس کے ساتھ سے کہ جاؤ ہوں جس جن اور دولت کے گئے مشعل راہ بناؤ۔ اور جس چیز سے روئیں، اس سے رک جاؤ یعنی جس جس گناہ سے بھی آ ہے روک دیں، اس کی خلاف ورزی نہ کرو۔

اصل شرعی ضابطه:·

اصل شری ضابطہ یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی چیز کا تھم دے دیں تو وہ فرض ہوجاتی ہے اور جب کسی چیز سے روک دیں تو وہ حرام ہوجاتی ہے البتہ اگر قرائن وغیرہ سے یہ بات معلوم ہو جائے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیا تکم فرض کے طور پر رہنمائی فرمائی ہے تو وہ فرض یا حرام نہیں فرض کے طور پر رہنمائی فرمائی ہے تو وہ فرض یا حرام نہیں

ہوتا۔ اس کی تفصیلات بہت زیادہ ہیں۔ بھی موقع ملا توعرض کردیں گے۔ البتہ آپ اتی بات یاد رکھیں کہ اصل ضابطہ یہی ہے کہ آب کے حکم برعمل کرنا فرض ہے، صحابہ كرام كے انداز اتباع سے بھى يہى بات سامنے آتى ہے۔ چنانچەروايات ميں آتا ہے كه أتخضرت صلى الله عليه وسلم أيك مرتنبه مسجد نبوى على صاحبها الصلوة والسلام ميس خطبه ارشاد فرمارے تھے، سامنے کچھ لوگ کھڑے ہوں گے، آپ نے ان سے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔اس وفت حضرت عبداللہ بن مسعود اینے گھر سے مسجد نبوی کی طرف آ رہے تھے۔ راستے میں تھے کہ کانوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیآ وازیری تو وہیں راستے میں بیٹھ گئے۔ بیتحقیق بعد میں کی کہ اس حکم کے مخاطب کون تھے۔ چونکہ الفاظ عام تھے اس کئے جب آپ نے بیچکم سناتو اس سے سمجھ لیا کہ میرے لئے بیٹھنا فرض و واجب ہو جکا ہے۔ حالانکہ آ ب صلی اللہ علیہ وسلم کامقصود ان لوگوں کو بٹھانا تھا جو سامنے کھڑ ہے تنظیلیکن اس وفت حضرت ابن مسعود رضی الله عنه کو بیمعلوم نہیں تھا که آپ کی کیا مراد ہے؟ البت اس اصول كو جانتے تھے كہ جب رسول الله صلى الله عليه وسلم كاتكم آجائے تو اس کی تعمیل فرض ہو جاتی ہے اور اسکی خلاف ورزی کرنا حرام ہو جاتا ہے لہذا فوراً زمین یر بیٹھ گئے۔ بیآ پ کی شانِ تفقہ ہے۔ آپ کا تفقہ صحابہ کرام کے درمیان معروف تھا۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا فقہ زیادہ تر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی فقہ سے ماخوذ

بعض مرتبہ مم فرضیت کے لئے نہیں ہوتا:

البتہ بعض مرتبہ تھم فرضیت کے لئے نہیں ہوتا بلکہ دیگر مقاصد کے لئے ہوتا ہے مثلاً بعض مرتبہ بیہ بتانے کے لئے ہوتا ہے کہ اب بیہ کام جائز ہو گیا ہے۔ آپ کومعلوم ہے کہ حالت احرام میں کسی قشم کا شکار کرنا جائز نہیں ، حرام ہے لیکن جب

حاجی احرام سے فارغ ہو جائے تو اس کے لئے شکار کرنا جائز ہو جاتا ہے۔ اس مضمون کو قرآن مجید میں بوں بیان فرمایا گیا کہ:

> ﴿ وَإِذَا حَلَلُتُمُ فَاصُطَادُوا ﴿ ﴿ المَائِدَهِ، ٢) ''جب تم حالت احرام سے نکل آؤ تو (پھراختیار ہے کہ) شکار کرؤ'۔

اب اس علم کا یہ مطلب نہیں کہ جب حالت احرام ختم ہو جائے تو سب بندوقیں لے لے کر شکار کرنا شروع کر دو بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اب شکار کرنے کی ممانعت ختم ہو گئی اور شکار کرنا جائز ہوگیا۔ اب اگر یہاں بھی فرضیت کے معنی میں قرار دیں گے تو مصیبت کھڑی ہو جائے گی۔ تو مصیبت کھڑی ہو جائے گی۔

لطيف.

شہر کیباظالم ہے؟ اب وہ صاحب جو بات سمجھے، وہ غلط تھی بلکہ قرائن سے بیہ معلوم ہو رہا ہے کہ اس کا مطلب بیہ تھا کہ اگر تھو کنا ہے تو اس میں تھوکو۔ بیہ مطلب نہیں تھا کہ اس میں ہر مرتبہ ضرور تھوکو۔

کھڑے ہوکریانی بینے کا حکم:

اس طرح بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھم یا فعل کسی عمل کے مستحب ہونے کو ظاہر کرنے کے لئے بھی ہوتا ہے مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پی لیا۔ پینے سے منع کیا، لیکن ایک موقع پر آپ نے کھڑے ہوکر پانی پی لیا۔

اس ہے معلوم ہوا کہ آپ کا منع کرنا حرام ہونے کے لئے نہ تھا اس لئے کہ اگر کھڑے ہوکر پانی پینا حرام ہوتا تو آپ بھی اس کا ارتکاب نہ کرتے البتہ ایبا کرنا ادب کے خلاف ہے اور آپ کا یہ تعل کرنا یہ بتلانے کے لئے تھا کہ یہ جائز ہے، ناجائز نہیں البتہ ادب کے خلاف ہے۔

دوسری آیت:

﴿ وَمَا يَنُطِقُ عَنِ الْهَواى 0 إِنَ هُوَ إِلَّا وَحُى يُّوُحٰى ﴾ ﴿ وَمَا يَنُطِقُ عَنِ الْهَواى 0 إِنْ هُوَ إِلَّا وَحُى يُّوَحٰى ﴾ (النجم، ٣)

"اور نہ خواہش نفس سے منہ سے بات نکالتے ہیں۔ یہ تو تھم خداہے جو (ان کی طرف) بھیجا جاتا ہے'۔

لینی دین معاملات میں آپ جو پچھ فرماتے ہیں، وہ اللہ تعالی کی طرف سے بھیجی ہوئی وحی کے مطابق ہوتا ہے۔ اس کے خلاف نہیں ہوتا مثلًا فلال چیز جائز ہے، فلال ناجائز ہے، فلال ناجائز ہے، فلال واجب ہے، فلال ممل کا اتنا تواب ہے وغیرہ، بید دین کی

باتیں ہیں، ان میں سے کوئی بات آپ اپنی طرف سے نہیں کہتے بلکہ وہ وحی ہوتی ہے جو آپ کی طرف جو بلکہ وہ وحی ہوتی ہے جو آپ کی طرف بھی جاتی ہے البتہ یہاں دنیا کے معاملات مراد نہیں مثلاً کسی کو مشورہ وغیرہ دے دیا یا کوئی اور بات کہہ دی وغیرہ تو وہ یہاں مراد نہیں۔ اِس تفصیل سے بھی یہی معلوم ہوا کہ آپ کی ہدایات اور احکام کی پیروی فرض و واجب ہے۔

تىسرى آيت:

﴿ قُلُ إِنْ كُنتُ مُ تُحِبُّونَ اللّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبُكُمُ اللّهُ وَ يَعْفِرُكُمُ اللّهُ وَ يَعْفِرُكُمُ خُدا كُورُوسِت ركعتے مو الله معافى كرو، خدا بھى تہميں دوست ركھے گا اور تہمارے گناہ معافى كرو، خدا بھى تہميں دوست ركھے گا اور تہمارے گناہ معافى كروے گا'۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے، اس پر لازم ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انباع کرے، اگروہ آپ کی پیروی نہیں کررہا تو اس کا یہ وعویٰ جھوٹا ہے کہ میں اللہ سے محبت کرتا ہوں۔ اور آپ کی پیروی یہی ہے کہ آپ نے جس کام کے کرنے کا حکم دیا، اسے کرواور جس سے منع کیا، اس سے باز آ جاؤ۔

المنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے دوفوائد:

آپ سلی اللہ علیہ وسلم کی بیروی کرنے کے دو نتائج اور فوائد ظاہر ہوں گے۔

(۱) یُحبِبُ کُمُ اللّٰهُ (اللہ تعالیٰ تم ہے محبت کرنے لگے گا)۔ یہ ایک عجیب بات ہے۔ عام قاعدہ یہ ہے کہ آپ کسی سے محبت کریں تو آپ کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ بھی مجھ سے محبت کریں تو آپ کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ بھی مجھ سے محبت کرے، چنانچہ اگر ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں تو ہمارے کہ وہ بھی مجھ سے محبت کرے، چنانچہ اگر ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں تو ہمارے

دل میں بھی بیہ خواہش ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے محبت کرنے گے اور اس سے بڑھ کر ہمارے لئے سعادت کی اور کیا بات ہوگی کہ خود اللہ تعالیٰ ہم سے محبت کریں لیکن اللہ تعالیٰ نے بیہ ضابطہ بنا دیا کہ تم مجھ سے جتنی محبت کرنا چاہو، کرولیکن تمہاری محبت اس وقت معتبر ہوگی جب تم میرے رسول کی پیروی کرو گے۔ جب تم میرے رسول کا اتباع کرلو گے تو میں محبت کا جواب محبت سے دول گا اور اگر میرے رسول کی پیروی نہ کی تو میری طرف سے محبت کا جواب محبت سے نہیں ملے گا۔

(۲) وَ يَغُفِرُ لَكُمُ ذُنُوبَكُمُ (اور تمهارے گناہوں کو بخش دیگا) معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے سے جس طرح انسان اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے، اس طرح اگر اس سے گناہ ہو بھی جائیں تو اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرما دیتے ہیں۔

صحابه كرام كا انباع سنت:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے آپ کوسنت کے سانچ میں مکمل طور پرڈھال دیا تھا، لباس و پوشاک میں، گفتگو میں، کھانے پینے میں، اٹھنے بیش، چلنے پھرنے میں، نماز میں، عبادات میں، معاملات میں، تجارت میں، محنت و مزدوری میں غرضیکہ ہر چیز میں وہ دیکھتے تھے کہ ہمارے رسول کااس میں کیا طریقہ تھا؟ چنانچہ اس کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں

حضرت عمر فاروق رضى الله عنه كالمعمول:

امیر المومنین حضرت عمرِ فاروق رضی الله عنه جو عالم اسلام کے عظیم حکمران تھے۔ جن کے بھیجے ہوئے دستوں نے اس وقت کی دوسپر یاور حکومتوں کو زیر کیا ، کسر ک اور قیصر کو۔ پیر دونوں سپر طاقتیں شار ہوتی تھیں۔ اس وقت کی ساری دنیا دوحصوں میں بی ہوئی تھی، ایک حصہ کسریٰ کے ماتحت تھا اور دوسرا حصہ قیصر کے زیر مکین تھا۔ آپ کے دور میں ان دونوں کو ملیا میٹ کر کے اسلام کا جھنڈا بلند کیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ اتنے بڑے نتظم (Administrator) تھے کہ اسلام کے کھلے دشمنوں نے بھی آپ کے حکومتی نظم و صبط کوسراہا اور اُسے قابل تقلید قرار دیا۔متحدہ ہندوستان میں انگریز کے دور حکومت میں جب الیشن ہوئے اور کانگریس کو بھاری کامیانی حاصل ہوئی جس کی وجہ سے کانگریس کے لیڈر گاندھی وزیراعظم مقرر ہوئے۔ وزیراعظم بننے کے بعد اس نے اسنے وزیروں کے نام جو ہدایت نامہ بھیجا، اس میں بیابھی کہا: تمہیں صدیوں بعد اب حکومت مل رہی ہے۔ اگرتم کامیاب حکومت کرنا جائے ہوتو و لیبی حکومت کرو جیسی ابوبکر اور عمرنے کی۔ (گاندھی کونمونے کے طور پر پیش کرنے کے لئے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے علاوہ کوئی نہیں ملا) اس جملے پر ہندوؤں نے بہت ناک بھوں چڑھائے اور کہا کہتم نے مسلمانوں کے سامنے ہماری ناک کٹوادی۔ گاندھی نے جواب دیا کہ میں کیا کروں بوری تاریخ میں مجھے اتنے بڑے کامیاب حکمران اور کوئی ملتے ہی تہیں۔

اتنے بڑے عظیم حکمران اور منتظم ہونے کے باوجود ان کا طریقہ اور معمول یہ تھا کہ جب کوئی معاملہ یا مقدمہ یا کوئی بھی واقعہ پیش آتا جس کا شرعی حکم آپ کو معلوم نہ ہوتا تو صحابہ کرام کو جمع کر کے فرماتے کہ فلال واقعہ پیش آیا ہے، اسکے بارے میں ہمیں فیصلہ کرنا ہے۔ کیا تم میں سے کسی نے اسکے بارے میں آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قول سنا یا کوئی فعل دیکھا ہے۔ اگر کوئی کہتا کہ میں نے سنا یا دیکھا ہے تو فرماتے اچھا اس پر گواہ لے آؤ۔ اور جب گواہی آنے کے بعد اطمینان ہو جاتا کہ واقعی آخے ضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا تھا یا اس کے مطابق فیصلہ فرمایا تھا تو آپ

بھی اسی برعمل کرتے اور مملکت کا قانون بھی وہی بن جاتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کامیاب حکمران ہونے کا راز:

صحیح بات یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کامیاب محکمران ہونے کا راز ہی یہی تھا کہ آپ کامل متبع سنت تھ، واقعہ یہ ہے کہ اگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا تفصیلی مطالعہ کیا جائے اور پھر اپنے آپ کو اس کے سانچ میں ڈھالا جائے تو زندگی آئی خوشگوار، آئی آسان، آئی کامیاب اور آئی قابل رشک مین جائے کہ لوگ دیکھ دیکھ کر جیرت کریں۔ میں یہ بات صرف عقیدت کی بنیاد پڑہیں کہہ رہا بلکہ واقعات کی بنیاد پر کہہ رہا ہوں۔ جوشخص آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یعنی آپ کے طریقوں کے مطابق زندگی گذارتا ہو، وہ ہر دلعزیز ہوتا ہے۔

سنت کے تفصیلی مطالعہ کی ضرورت ہے:

سنت برعمل کرنے کے لئے آپ کی پوری زندگی کی تفصیلی معلومات حاصل کرنا ضروری ہے مثلاً میہ کہ آپ صبح کو اٹھ کر کیا کرتے تھے، فضو کس طرح کرتے تھے، وضو کس طرح کرتے تھے، وضو کس طرح جاتے تھے، وہاں سے کس طرح آتے تھے، وضو کس طرح کرتے تھے، نماز کس طرح ادا نماز کے لئے کس طرح واتے تھے، نماز کس طرح ادا کرتے تھے، دعا کس طرح وائے تھے، نماز کے بعد اپنے ساتھیوں سے باتیں کس طرح کرتے تھے، دعا کس طرح کرتے تھے۔ (روایات میں آتا ہے کہ آپ فجر کی نماز کے بعد صحابہ کرام کے ساتھ وات وہ عظم ہوتو وہ ساتھ بھی جو اور ان سے باتیں کرتے تھے، کسی نے کوئی خواب دیکھا ہوتو وہ ساتا تھا، بھی بھی جو کہ بناتے بھی سے، بنساتے بھی بنساتے بنساتے بھی بنساتے بھی بنساتے بھی بنساتے بنساتے بھی بنساتے بنساتے بھی بنساتے بنساتے بنساتے بھی بنساتے بنساتے بھی بنساتے بھی بنساتے بنساتے بنساتے بھی بنساتے بھی بنساتے بنسات

رضى الله عنها ہے یو حصے ، حفصہ اور صفیہ رضی الله عنهما سے یو جھئے ، ان از واج مطہرات سے بوچھے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لا کر اپنی بیوبوں کے ساتھ كس طرح بات كياكرتے تھے، گھركے كام كاج ميں كس طرح حصہ ليتے تھے۔ گھرسے باہر کیا کام کرتے تھے، جب کوئی مہمان آتا تو اس کے ساتھ کیا برتاؤ ہوتا تھا، دشمنول سے بات کرتے تھے تو کیسی بات ہوتی تھی، اپنول سے بات ہوتی تو کس طرح ہوتی تھی ، جب بکریاں چرا ئیں ، تو کس طرح چرا ئیں تھیں ، تجارت کس طرح کی تھی ، اور جب اتنی بڑی حکومت سنجالی جو آج تقریباً ایک درجن ملکوں پر پھیلی ہوئی ہے تو اس حکومت کو کس طرح چلایا تھا، عدالت میں فیصلے کن اصولوں پر كرتے تھے، جہاد میں اینے ساتھیوں كے ساتھ كيا برتاؤ ہوتاتھا اور دشمنوں كے ساتھ کیما معاملہ ہوتا تھا، بہادری اور شجاعت کیسی ہوتی تھی، سفر کس طرح فرماتے تھے، سفروں میں نمازیں کس طرح ادا کرتے تھے، جب رات کو گھر میں جاتے اور نبید کے لئے لیٹنے تو کس طرح لیٹنے تھے، آپ کے سربانے کیا رکھا ہوا ہوتا تھا۔ یہ ساری تفصیلات احادیث کی کتابوں میں موجود ہیں۔

سنت برممل کرنے کے طریقے:

اب سوال میہ ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کی پیروی کس طرح کی جائے۔اس کے دوراستے ہیں اور دونوں پرعمل کرنا ضروری ہے۔

بهلاطريقه:

ایک بیہ ہے کہ ہمارے مرشد حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی قدس سرہ کی بڑی مشہور کتاب ہے۔ اس میں مشہور کتاب اردو میں ہے۔ اس میں

آپ نے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صبح سے شام تک کے معمولات اور طریقے بہت تفصیل سے لکھے ہیں۔ یہ کتاب ہر گھر میں ہونی چاہئے اور ہر مسلمان کو اس کا مطالعہ کرنا چاہئے، یہ کئی سوصفحات پر مشمل ضخیم کتاب ہے۔ جن حضرات کے پاس فارغ وقت ہے، وہ چند روز میں پوری کتاب کا مطالعہ کر سکتے ہیں لیکن جو لوگ مصروف ہیں، وہ روزانہ تھوڑا سا وقت اس کے مطالعہ کے لئے طے کر لیس مثلاً سونے کا وقت یا اور جس وقت میں آپ کو آسانی ہو۔ عام طور پر مختم مطالعہ کے لئے سونے سے پہلے کاوقت زیادہ سہولت کا ہوتا ہے اور ایک ورق روزانہ مطالعہ کے لئے مقرر کر سے بہلے کاوقت زیادہ سہولت کا ہوتا ہے اور ایک ورق روزانہ مطالعہ کے لئے مقرر کر سے سنتوں کا علم ہوتا جائے ان پر عمل شروع کر دیں اور جن جن سنتوں کا علم ہوتا جائے ان پر عمل شروع کر دیا جائے، اس طرح ان سنتوں پر عمل بھی ہوگا اور وہ سنتیں آپ کو یاد ہو جائیں گی، بھی بھولیس گی نہیں۔

دوسرا طريقه:

دوسرا یہ کہ ایسے بزرگوں کی صحبت میں رہیں جن کے بارے معلوم ہے کہ
ان کی زندگی سنت کے مطابق ہے۔خوب سمجھ لیجئے کہ سنت پرعمل کرنے کی مشق سنت
پرعمل کرنے والوں کی صحبت میں رہنے سے ہوتی ہے۔ اگر ایسے حضرات نہیں ملتے جن
کی زندگی سو فیصد سنت کے مطابق ہوتو جن کی زندگی نسبتازیادہ سنت کے مطابق ہو،
اس کی صحبت میں رہنا شروع کریں۔

صرف مطالعه سے مقصد حاصل نہ ہوگا:

اس دوسرے طریقے پرعمل کرنا بھی انتہائی ضروری ہے۔ صرف مطالعے سے مقصد حاصل نہ ہوگا بلکہ میرا خیال ہیے کہ صرف مطالعے سے آ دمی بعض اوقات جہل

مرکب میں بہتلا ہو جاتا ہے۔ کتاب کا مطالعہ کرنے اور اپنی سمجھ کے مطابق اس پرعمل کرنے کے بعد یہ سمجھے گا کہ میں تو برامتی اور پر ہیزگار ہو گیا، میں تو ساری سنتوں پر عمل کررہا ہوں لیکن حقیقت میں سمجھے طریقے سے عمل نہیں کررہا ہوگا۔ تکبر میں مبتلا ہو جائے گا، جہنم میں جائے گا اس لئے کہ حدیث میں آتا ہے:

لايد خل البعنة من كان في قلبه مثقال ذرّة من كبر «جسشخص كه دل مين ذره برابر بهي تكبر موكا وه جنت مين نهين جائے گا'' (مشكوة، باب الغضب والكبر، الفصل الاول رقم الحديث ١٠٥)

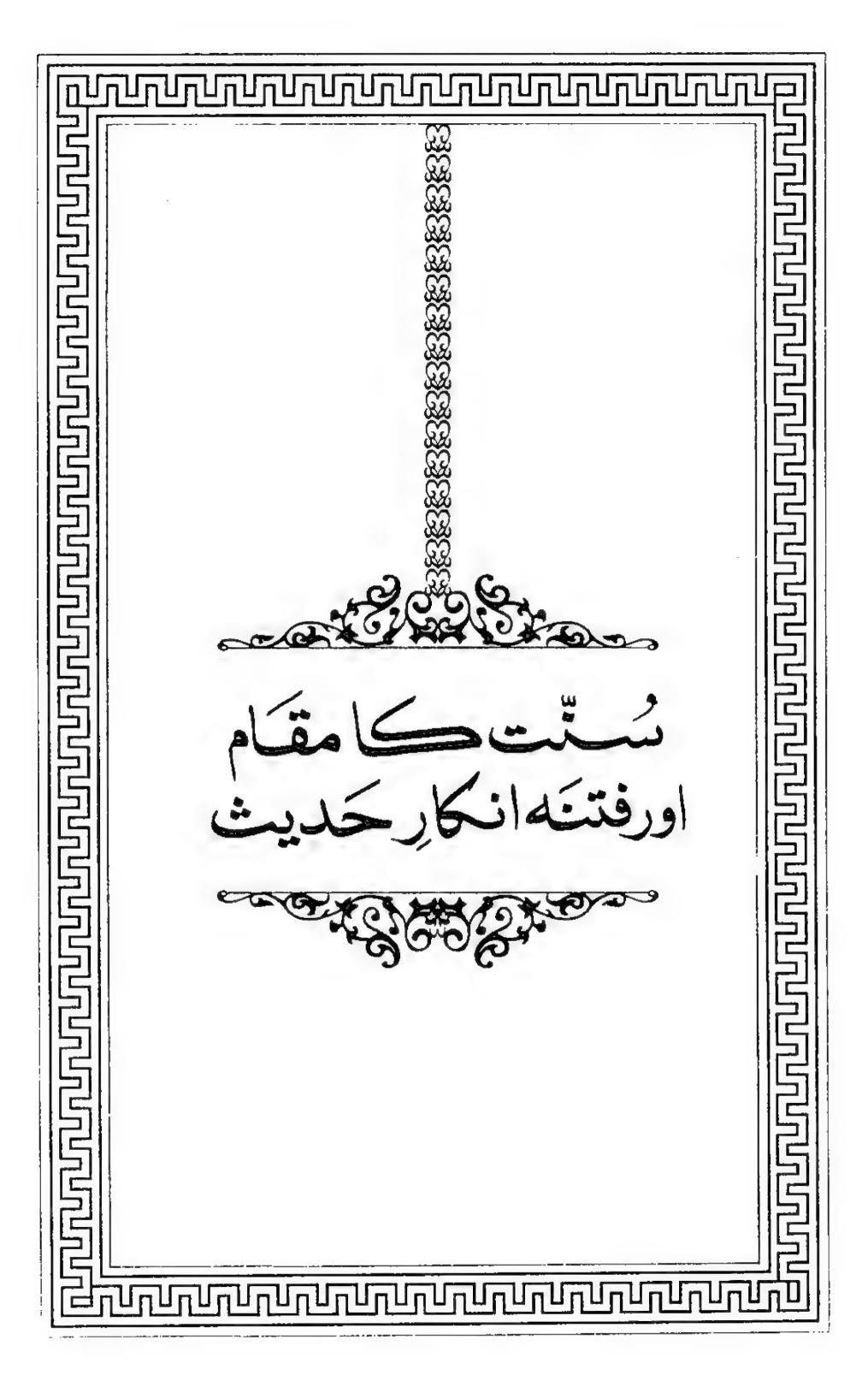
اتباع سنت کے ثمرات:

اس لئے سنت پر صحیح طریقے ہے عمل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ دونوں طریقوں کو اختیار کیا جائے۔ اور جب آپ ان دونوں طریقوں کو اختیار کر کے سنت پر عمل کرنا شروع کر دیں گے تو پچھ عرصے بعد آپ کو اپنی زندگی میں ایک خوشگوار تبدیلی محسوس ہوگا، کاموں میں آسانی اور برکت نظر آئے گی، دولت اور وقت میں برکت ہوگی اور وہ لوگ جو آپ سے نفرت کرتے ہیں، وہ آپ سے محبت کرنے والے بن جا ئیں گے، آپ ہر دلعزیز بنتے چلے جا ئیں گے اس لئے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں میں ایسی دکشی اور کشش ہے کہ دوسروں کو اپنی طرف کھینچی ہے۔ کافر بھی جب کسی سنت پر عمل اپنی طرف کھینچی ہے۔ کافر بھی جب کسی سنت پر عمل کرنے والے کو دیکھے گا تو اس کی طرف مائل ہوگا۔

الله تعالی ہمیں سنتوں برعمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ (آمین)

وآخر دعوانا أن الحمدلله رب العالمين





جمله حقوق تجق ناشر محفوظ ہیں 🔅

موضوع منت كامقام اورفتندا نكار حديث مقرر حضرت مواا نامفتی محدر فيع عنمانی مدخله مقام مدرسته البنات، جامعه دار العلوم كراجی تاریخ ۱۲۳ بیج الثانی ۱۳۲۳ ه صدانی صنبط وترتیب مولا تا اعجاز احمد صدانی بابتمام محد ناظم اشرف

﴿ سنت كامقام اور فتنه انكار حديث

خطبه:

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

امالعد:

قال الله تبارك وتعالى:

لَقَد كَانَ لَكُم في رَسُولِ اللهِ أَسُوةٌ حَسَنةٌ لِمَنُ كَانَ يَرْجُوا الله وَالْيَوْمَ الآخِرَةِ (الاحزاب، ٢١) فَلا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَبَيْنَهُمَ فَلا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَبَيْنَهُمَ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَبَيْنَهُمَ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُومِنُونَ حَتَى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَبَيْنَهُمَ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَبَيْنَهُمَ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُومِنُونَ حَتَى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَبَيْنَهُمَ وَلَا يَمْ لَا يَجِدُوا فِي اللهُ مِنْ النَّهُ مِنْ عَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُو النَّهُ اللهُ وَالنَّهُ وَلَا اللهُ وَالنَّهُ وَلَا اللهُ وَاللهُ وَلَا اللهُ وَاللهُ وَاللّهُ وَلَا لَهُ وَاللّهُ وَلّهُ وَلَا اللّهُ وَاللّهُ وَاللّهُ وَلَا اللّهُ وَلَا اللّهُ وَلَا اللّهُ وَلَاللهُ وَلَا اللّهُ وَلَاللهُ وَلَا اللّهُ وَاللّهُ وَاللّهُ وَلَا اللّهُ وَلَا اللّهُ وَاللّهُ وَاللّهُ وَلَا اللّهُ وَاللّهُ وَلَا اللّهُ وَلَا اللّهُ وَلَا اللّهُ وَاللّهُ وَاللّهُ وَلَا لَا اللّهُ وَلَا اللّهُ وَلَا اللّهُ وَاللّهُ وَاللّهُ وَلَا اللّهُ وَلَا اللّهُ وَلَا اللّهُ وَلَا اللّهُ وَاللّهُ وَاللّهُ وَاللّهُ وَلِللّهُ وَلِللّهُ وَلَا اللّهُ وَلَا اللّهُ وَلَا الللّهُ وَلَا الللّهُ وَلَا اللّهُ وَلَا اللّهُ وَلَا اللّهُ وَلَا اللّهُ الللّهُ وَلَا اللللّهُ وَلِللللللّهُ وَلَا لَال

فَإِنْ تَنَازَ عُتُمُ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللهِ وَالرَّسُولِ فَإِنْ تَنَازَ عُتُمُ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللهِ وَالرَّسُولِ (النهاء، ٥٩)

وَمَنُ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدُ أَطَاعَ اللَّهِ ﴿ النساء ١٠٠)

تمهيد:

گذشته مجلس میں سنت کامعنی اور اس کی حقیقت کافی تفصیل سے بیان ہوئی

جس کا حاصل یہ تھا کہ لفظ سنت کے دومعنی ہیں۔ (۱) وہ عمل جو واجب سے کم در جے کا ہو جیسے کہا جاتا ہے کہ نماز میں اتن سنیں ہیں وغیرہ۔ (۲) آنحضور صلی الله علیہ وسلم کا طریقہ خواہ وہ فرض ہو یا واجب، سنت ہو یا نفل، اور اس سلسلہ میں تین آیات کی تشریح کی گئی تھی۔ اب مزید آیات کی تشریح کی جاتی ہے۔ کہا ہی آیت یہ ہے۔ الله تعالی فرماتے ہیں:

﴿ لَمْ اللّٰهِ عَلَيْ اللّٰهِ اللّٰهِ أَسُوةٌ حَسَنَةٌ لِمَنُ كَانَ يَر جُو اللّٰهِ وَالْيُومُ الآخِرَةُ ﴾

کان یر جُو اللّٰه وَالیّومُ الآخِرة ﴾

د تحقیق تمہارے لئے پیغیر خدا کی زندگی میں بہترین نمونہ ہونے ہے۔ الله تعالی (سے ملنے) اور ہے الله تعالی (سے ملنے) اور ہے الله تعالی (سے ملنے) اور ہے دیے الله تعالی (سے ملنے) اور

بهترين انسان بننے كاطريقه:

یعنی آپ کی زندگی کے جتنے واقعات ہیں۔ آپ کے جتنے اعمال وافعال ہیں۔ آپ کے جتنے اعمال وافعال ہیں۔ آپ کے جتنے ارشادات ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے منتخب نمونہ ہیں۔ لہذا اگر کوئی شخص بہترین انسان اور اللہ تعالیٰ کا مقرب اور ولی بننا جا ہتا ہے تووہ آئخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مطابق اپنی زندگی ڈھال لے۔ یہ اعلیٰ ترین منصب ہیں۔

صحابہ کرام کے بلندمرتبہ ہونے کی وجہ:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیهم کو بلند مرتبہ اس وجہ سے نصیب ہوا کہ انہیں آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور آپ کی اتباع اور پیروی کرنے کی سعادت ملی۔ نتیجہ یہ ہے کہ دنیا میں انہیں وہ مقام ملا جوان کے بعد کی کونہیں ملا اور آخرت میں یہی مقام ملے گا۔ چنا نچہ اس بات پر ساری امت کا اجماع ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا ولی، بڑے سے بڑا ولی، بڑے سے بڑا اصوفی مرتبہ میں ادنی سے ادنی صحابی کے برابر نہیں ہوسکتا۔ بڑا امام اور بڑے سے بڑا صوفی مرتبہ میں ادنی سے ادنی صحابی کے برابر نہیں ہوسکتا۔ اور اس اتباع اور صحبت کی برکت تھی کہ کہاں تو ان کی بیہ حالت تھی کہ وہ دنیا کے جابل ترین علاقے کے رہنے والے تھے، عرب کے بدو تھے، عام طور پر وہاں لکھنے بڑھنے کا بھی رواج نہیں تھا، ممتدن دنیا سے کئے ہوئے تھے، معاشی طور پر پسماندہ بڑھے، علم سے دور تھے، کوئی آ سانی کتاب ان کے پاس نہیں آئی تھی، تورات اور انجیل وغیرہ بی اس سے پہلے ایک طویل عرصے تک کوئی نبی اور کتاب نہیں آئی تھی لیکن اس علاقے میں اس سے پہلے ایک طویل عرصے تک کوئی نبی اور کتاب نہیں آئی تھی لیکن آ مخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت عرصے تک کوئی نبی اور کتاب نہیں آئی تھی لیکن آ مخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت اور پیروی نے ان کو یہ مقام عطا کیا کہ دیکھتے ہی دیکھتے دنیا پر چھا گئے۔ کسی نے بڑی اور پیروی کے ان کو یہ مقام عطا کیا کہ دیکھتے ہی دیکھتے دنیا پر چھا گئے۔ کسی نے بڑی

'' صحابہ کرام جب جزیرہ عرب سے نکلے تو اونٹوں کی مہاریں ان

کے ہاتھ میں تھیں لیکن دنیا والوں نے دیکھا کہ تھوڑے ہی عرصے
میں قوموں کی تقدیریں اور مہاریں ان کے ہاتھ میں آ گئیں۔'

دنیا کے حاکم ہے اور انہی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اسلام کو دنیا کی سب
سے بڑی طاقت بنایا۔ قیصر وکسری سمیت اس وقت دنیا کی متمدن آبادی اسلام کے ذیر تکمین ہوگئی۔

زیر تکمین ہوگئی۔

ا تباع سنت کی قوت ایک واقعه

اتباع سنت میں اللہ رب العزت نے جیرت ناک قوت رکھی ہے۔ فاروق

اعظم رضی اللہ عنہ کے دور کا واقعہ ہے۔ اس وقت اسلامی لشکر کئی مما لک کو فتح کرتا ہوا سیلاب کی طرح آگے بڑھ رہا تھا۔ یہاں تک کہ ایران وعراق سے آگے نکل کر وسط ایشیا کے کسی علاقے میں پہنچ چکا تھا۔ وہاں اسلامی لشکر نے کسی شہر کا محاصرہ کررکھا تھا لیکن وہ قلعہ فتح نہیں ہورہا تھا۔ وہ قوم اتن مضبوط اور جنگجوتھی کہ قابو میں نہیں آرہی تھی۔ اس قلعہ کو فتح کرنے کے جتنے طریقے ہوسکتے تھے وہ سارے آزمائے گئے لیکن قلعہ فتح ہونے کی کوئی صورت نہ بن سکی۔

مجبور ہوکر انہوں نے امیرالمؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھ کر بھیجا اورصورت حال ہے آگاہ کیا۔ انہوں نے اس کا جوحل تجویز فرمایا اس سے سنت کی طاقت کا کچھاندازہ ہوتا ہے۔ آپ نے اس کے لئے کوئی مادی حل تجویز نہیں کیا بلکہ جوابی خط میں لکھا کہ سب مجاہدین کو جمع کرو اور پھر خود بھی اپنا جائزہ لواور ان سے بھی کہو کہ وہ اپنا جائزہ لیس، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی سنت تم سب سے چھوٹ چکی ہے۔ جائزہ لو کہ وہ کوئی سنت ہے جس پرتم سب نے عمل چھوڑ رکھا ہے۔ چھوٹ چکی ہے۔ جائزہ لو کہ وہ کوئی سنت ہے جس پرتم سب نے عمل چھوڑ رکھا ہے۔ جب وہ سمجھ میں آجائے تو سب اس پرعمل کریں اور پھر اللہ تعالیٰ سے فتح کی دعا کر کے جملہ کردیں۔ انشاء اللہ فتح ہوگی۔

جب سبہ سالار کے پاس یہ خط پہنچا تو اس نے سب مجاہدین کو جمع کیا اور یہ خط پڑھ کرسنایا۔ سب نے مل کرغور کیا کہ ہم نے کوئی سنت چھوڑ رکھی ہے۔ بظاہر ساری سنتوں پرعمل ہورہا تھا۔ کافی غور کے بعد بیسامنے آیا کہ ہم سفر کی حالت میں عقے اس لئے بہت دنوں سے ہم نے مسواک نہیں کی، چنانچہ کمانڈر نے سارے لشکر کو تھے اس لئے بہت دنوں سے ہم نے مسواک نہیں کی، چنانچہ کمانڈر کے تمام افراد جنگل میں تھے کہ جاؤ مسواک لے کر آؤ اور پھر مسواک کرو۔ لشکر کے تمام افراد جنگل میں بھیل گئے، وہاں سے مسواک بناکر لائے اور کرنے گئے۔

مؤرخین نے لکھا ہے کہ اس زمانے میں مسلمانوں کا کفار پر اتنا رعب بیٹھا

ہوا تھا کہ عورتیں اپنے بچوں کو مسلمانوں سے ڈراتی تھیں مثلاً جب کوئی بچہ شرارت کرتا تو والدہ کہتی دیکھو، باز آ جاؤ ورنہ مسلمان کو بلالوں گی اور انہوں نے اس بات کو مشہور کردیا تھا کہ مسلمان آ دمیوں کو کچا کھا جاتے ہیں۔ جب مسلمانوں نے مسواک کرنا شروع کی تو اوپر قلعہ پر کھڑے ہوئے کفار حیرت سے دیکھنے لگے کہ نجانے کیا قصہ ہوا کہ کمانڈر کا ایک تھم ملنے پر بیاسب کے سب اپنے دانتوں کو تیز کررہے ہیں۔ پھر خیال آیا کہ ہم نے جو بیان رکھا ہے کہ مسلمان لوگوں کو کچا کھا جاتے ہیں تو شاید بیا ہمیں کچا کھانے کی تیاری ہے۔ جعہ کا دن تھا ، صبح کا وقت تھا، مسواک سے فارغ ہونے کے بعد سپہ سالار نے تھم دیا کہ اب جملہ کرو، کفار اس خیال سے کہ بیاب ہمیں کچا کھا جا تیمیں گیا کھا جا تیمیں گیا کھا جا تیمیں گونے کے بعد سپہ سالار نے تھم دیا کہ اب جملہ کرو، کفار اس خیال سے کہ بیاب قلعہ فتح کھا جا تیمیں گیا کھا جا تیمیں گونے کے بعد سپہ سالار نے جعہ کی نماز قلعہ ہیں جا کر پڑھی۔

ا تباع سنت كى ايك الهم فضيلت:

اگرچہ سلمانوں کے بارے میں ان کا بہ تاثر غلط تھا کہ بہ لوگوں کو کچا کھا جاتے ہیں لیکن بہر حال اللہ رب العزت نے سنت پر عمل کرنے کو قلعہ فتح ہونے کا ذریعہ بنادیا۔ یقیناً سنت کے اندر بہت بردی طاقت ہے۔ اس پر عمل کرنے کے اور بھی متعدد فضائل وارد ہوئے ہیں، چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

﴿ مَن تَدَمَسَّ لَ بِسُنَتِی عِندَ فَسَادِ أُمّتِی فَلَهُ أُحُرُ مِائَةِ شَهِیدٍ ﴾

شَهِیدٍ ﴾

﴿ مَن تَدَمَسَّ لَ بِسُنَتِی عِندَ فَسَادِ اُمّتِی فَلَهُ أُحُرُ مِائَةِ اللہ سُنَانِ وَمَ الحدیث ۲۱) ﴿ مَن فَسَادِ کَ زَمانے میں میری سنت کو مضبوطی سے پکڑا اس کے لئے سوشہیدوں کا ثواب ہے۔'' اِس کیا کے سوشہیدوں کا ثواب ہے۔'' اِس کیا کیا کہ کو سے کھوں کیا کہ کو سوئی کو سوئی کے سوئی کو سوئی کیا کہ کو سوئی کیا کہ کو سوئی کو سوئی کو سوئی کیا کہ کو سوئی کے سوئی کو سوئی کیا کہ کو سوئی کو سوئی کیا کہ کو سوئی کو سوئی کے سوئی کو سوئی کیا کیا کو سوئی کیا کو سوئی کیا کیا کہ کو سوئی کو سوئی کو سوئی کیا کہ کو سوئی کو سوئی کو سوئی کیا کیا کو سوئی کیا کو سوئی کیا کو سوئی کیا کو سوئی کو سوئی کو سوئی کیا کیا کو سوئی کو سوئی کو سوئی کو سوئی کیا کو سوئی کو

لے روایت مجم الطبر انی الاوسط (۲/۱۹) پرایک اور روایت ہے جس میں ایک شہید کے برابر تواب ملنے کا ذکر ہے۔م

دوسری آیت:

﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُومِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ اللَّهُ اللَّا اللَّهُ اللَّهُ اللَّلَّا اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ ا

'' وقتم ہے آپ کے رب کی بیالوگ جب تک اپنے تنازعات میں تمہیں منصف نہ بنائیں اور جو فیصلہ تم کرواس سے اپنے دل میں تنگ نہ ہول بلکہ خوش سے مان لیس، تب تک مومن نہیں ہول گے۔''

یعنی جب تک اختلافی مسائل میں آپ کو حاکم تنایم نہ کرلیں، اس وقت تک یہ مومن نہیں ہو سکتے اور جب آپ فیصلہ کردیں تو دلوں کے اندر تنگی بھی محسوں نہ کریں بلکہ خوشی سے قبول کریں خواہ ان کی مرضی کے خلاف ہو یا ان کے خلاف فیصلہ ہو اور پھر اس فیصلے کو پوری طرح تنایم کرلیں۔ جب تک یہ بات نہ ہوگی اس وقت تک ان کے اندر ایمان مکمل نہیں ہوسکتا۔

تىسرى آيت:

﴿ فَإِنْ تَنَازَ عُتُمْ فِي شَيْعً فَرُدُّوهُ إِلَى اللهِ وَالرَّسُولِ ﴾ ﴿ وَالرَّسُولِ ﴾ (الناء،٥٩)

''اور اگر کسی بات میں تمہارے درمیان اختلاف واقع ہوتو اس میں خدا اور اس کے رسول (کے حکم) کی طرف رجوع کرو''۔ اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹانے کا مطلب بیہ ہے کہ بیہ دیکھو کہ اس مسئلے میں اللہ تعالیٰ کا کیا تھم ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا تھم ہے۔ اللہ اور اسکے میں اللہ تعالیٰ کا کیا تھم ہوتا ہے چنانچہ جب اللہ تعالیٰ کا تھم مل جائے یا اس کے رسول کا تو تھم ایک ہی ہوتا ہے چنانچہ جب اللہ تعالیٰ کا تھم مل جائے یا اس کے رسول کا تھم مل جائے ، اس برعمل کرلو، جھکڑا ختم ہوجائے گا۔

جھڑوں کی بنیاد

سارے جھگڑوں کی بنیادیمی ہے کہ انسان اپنی رائے چلانا جاہتا ہے۔ جب اپنی رائے کوئم کردیا جائے اور اللہ اور اس کے رسول کے تھم کوشلیم کرلیا جائے تو سب جھگڑے ختم ہوجاتے ہیں۔

چوهی آیت:

ایک اور جگدارشاد ہے:

﴿ وَمَنُ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدُ أَطَاعَ اللَّهَ ﴾ (النهاء: ٨٠)
د اور جو شخص رسول کی فرمانبرداری کریگا تو بیشک اس نے خدا کی
فرمانبرداری کی "۔

لہذا جو محض رسول اللہ کی نافر مانی کر بیگا، وہ اللہ تعالیٰ کی نافر مانی کرنے والا ہوگا۔ اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ کی اطاعت اور آپ کی نافر مانی اللہ درب العزت کی نافر مانی ہے۔

منكرين حديث كا تعارف:

یہ چند آیات قرانی ہیں،اس کے علاوہ اور متعدد آیات ہیں جن سے ثابت اسے علامہ کے علاوہ اور متعدد آیات ہیں جن سے ثابت سے کہ جو اللہ کا تکم ہے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تکم ہے اور جو رسول اللہ صلی

الله عليه وسلم كالحكم ہے، وہى الله تعالى كا حكم ہے۔ يہيں سے ايك بات سمجھ ليجے كه آج
كل ايك بہت خطرناك فتنه ہمارے ہاں موجود ہے۔ ہمارے ملك سميت اوركى
مما لك ميں ايك فرقه بإيا جاتا ہے۔ يه چھيا ہوا فرقه ہے، وشمن اسلام ہے، يه اپنا كفر
چھيا تا ہے، اپنے آپ كومسلمان ظاہر كرتا ہے حالانكه وه مسلمان نہيں ہے، وه " منكرين حديث كا فرقه ہے۔

یہ لوگ حدیث کا انکار کرتے ہیں اور لوگوں کی نظروں میں اپنے آپ کو باوقعت ظاہر کرنے کیلئے کہتے ہیں کہ ہم '' اہل قرآن' ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ بس قرآن کا کہنا ہے کہ بس قرآن کا کہنا ہے۔ حدیث کی ضرورت نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ کسی ارشاد کی ضرورت ہے اور نہ کسی فعل کی اور شریعت کا کوئی مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول یا فعل سے ٹابت نہیں ہوسکتا۔ جو تھم قرآن مجید میں ہے بس وہی ٹھیک ہے۔ جو تھم قرآن مجید میں ایس وہی ٹھیک ہے۔ جو تھم قرآن مجید میں ایس وہی ٹھیک ہے۔ جو تھم قرآن مجید میں ایس وہی ٹھیک ہے۔ جو تھم قرآن مجید میں ایس وہی ٹھیک ہے۔ جو تھم قرآن مجید میں ایس وہی ٹھیک ہے۔ جو تھم قرآن مجید میں ایس وہی ٹھیک ہے۔ جو تھم قرآن مجید میں ایس وہی ٹھیک ہے۔ جو تھم قرآن مجید میں ایس وہی ٹھیک ہے۔

وہ بہت ملمع سازی کرکے اپنا نظریہ پیش کرتے ہیں اور علماء کرام پر سے
اعتراض کرتے ہیں کہ ملاؤل نے خود حدیثیں گھڑ گھڑ کے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی طرف منسوب کردیا اور پھر حدیث کو ججت قرار دے دیا حالانکہ حدیث کی کوئی
ضرورت نہیں تھی۔ حدیث کو ضروری قرار دینا قرآن مجید کی مخالفت اور اس کا درجہ
گھٹانے کی کوشش کرنا ہے۔ بیقرآن کے خلاف سازش ہے۔

منكرين حديث كى سرگرميال:

نوتعلیم یافتہ طبقے اور بہت سے او نیج عہدوں پر اس فرقے نے اپنے لٹر پچر کو پھیلایا اور ان میں سے بہت سے لوگ او نیج او نیج عہدوں پر پہنچ گئے ہیں اور کوشش کرکے ایسے لوگوں کو ان عہدوں پر پہنچایا جاتا ہے۔ آپ اپنے حکمرانوں کے بارے میں بہت سی چیزوں کو دیکھتے ہیں کہ دہ اسلام کے خلاف کاروئیاں کرتے ہیں مثلاً بھی دینی مدارس کےخلاف، بھی دینی قوتوں کےخلاف اور بھی دینی شخصیات کے خلاف، ان میں بہا اوقات ان لوگوں کی کوششوں کا بھی دخل ہوتا ہے، قادیانی بھی شامل ہوتے ہیں۔ بیلوگ علماء سے بغض وعنادر کھنے والے لوگ ہیں۔

منكرين حديث كے دعوے كا جواب:

ان لوگوں کے دعویٰ کی قلعی خود انہی آیات سے کھل جاتی ہے جو آئی بیان ہوئیں اور گذشتہ بفتے بیان ہوئیں اللہ علیہ واللہ میں ان کی کوئی بنیاد نہیں جبکہ منکرین حدیث کا کہنا ہے کہ احادیث جحت نہیں، شریعت میں ان کی کوئی بنیاد نہیں جبکہ قرآن کہنا ہے: '' جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیں، وہ لے لوجس سے منع کریں، اس سے رُک جاؤ۔ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اس نے اللہ کی پیروی کی اس نے اللہ کی پیروی کی، اور تم میں اس وقت تک کوئی مؤسن نہیں ہوسکتا جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیطے کو فیصلہ کن نہ سمجھے' وغیرہ وغیرہ۔ یہ آیات ان منکرین حدیث کو کافر قرار دے رہی ہیں۔

منكرين حديث بركفر كافنوى كب اور كيسے لگا؟

ان کے سرگروہ کا نام تھا ''غلام احمد پرویز''۔ اردو کا اویب بہت اچھا تھا۔ ماہنامہ''طلوع اسلام'' کے نام سے لاجور سے رسالہ نکالتا تھا اور اس نے قرآن مجید کی

لَ وَمَا النَّكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمُ عَنَهُ فَانْتَهُوهُ (الحشر، ٧) (٢) وَمَا يَنْطِقُ عَنِ
الهَوى إِنْ هُو إِلَّا وَ حُيَّ يُّوحِي (النجم، ٤٠) (٣) قُلُ إِنْ كُنْتُمُ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي
يُحْبِبُكُمُ اللَّهُ وَ يَغُفِرُلَكُمُ ذُنُوبَكُمُ ﴿ (ٱلْعِمران: ٣)

تفسير بھی لکھی۔

آج سے تقریباً جالیس سال یا اس سے بھی کچھ زیادہ عرصہ پہلے کی بات ہے کہ اس کی سب کتابوں کو بہاں دارالعلوم کراچی میں جمع کیا گیا۔ ہمارے والد ماجد حضرت مولانامفتي محمشفيع صاحب رحمة الله عليه، مولانا محمد بوسف بنوري صاحب رحمة الله عليه، مولا نامفتي رشيد احمر صاحب رحمة الله عليه، مولا نامفتي ولي حسن صاحب رحمة الله عليه، مولانا عاشق البي صاحب رحمة الله عليه، مولانا سحبان محمود صاحب رحمة الله علیہ، مولا ناشمس الحق صاحب مدظلہ اور دارالعلوم کے دیگر اساتذہ کرام کے درمیان اِن کتابوں کوتقسیم کیا گیا کہ وہ ان کا مطالعہ کریں اور ان میں سے کفریہ کلمات کی نشاندہی كريں۔ ہم سب لوگ كي، مهينوں تك اس كى كتابوں كا مطالعه كيا۔ إن كلمات كو نكالا کیا پھران برمزید شخفین کر کے ایسے کفریہ کلمات باقی رکھے گئے جن میں کوئی تاویل ممكن ندهى۔ جب ايسے كلمات سامنے آ گئے كہ جن ميں تاويل كى كوئى صورت ندهمي تو پھر ان کے بارے میں فتویٰ لکھا گیا کہ'' برویز اور ہر دہ شخص جو برویز جیسے نظریات رکھتا ہو، وہ دائرہِ اسلام سے خارج ہے'۔ اس برتمام مکا تب فکر دیوبندی، بربلوی، المحديث علماء كرام كے دستخط ہوئے اور پھريەفتوكى شائع كر ديا۔ تو اس پرعلماء كرام كا اجماع ہے کہ منکرین حدیث کافر ہیں۔

منكرين حديث كي شرانگيزيان:

اس موقع پران کے ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہاں آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و افعال کی پیروی کا بیان چل رہا ہے کہ اس کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا تو یہ بات سامنے رکھنا ضروری تھی کہ ایبا فرقہ اِس وفت دنیا میں موجود ہے کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کی جیت کا انکار کرتا ہے اور وہ دائر و

اسلام سے خارج ہے۔ ان لوگوں نے بڑا شر پھیلایا ہے۔ انگریزی اخبارات میں ان کے آریکی خارج ہوئے دیث کے خلاف کے آریکی مدیث کے خلاف اور بھی صحابہ کرام کے خلاف وغیرہ۔

ایک اصولی بات:

ان کے ساتھ ہمارے مناظرے بھی ہوئے رہے ہیں۔ چونکہ ان کے باس کوئی بنیاد نہیں ہے اس لئے بھی وہ طہر نہیں پاتے۔ ابھی ہم ان کا تذکرہ کرتے ہیں۔ پہلے ایک اصولی بات سجھ لیجے وہ یہ کہ ''حدیث کے بغیر قرآن پڑمل کرنا ممکن نہیں''۔ مثلاً ویکھے کہ ایمان کے بعد سب سے اہم تھم اور رکن اسلام ''نماز'' ہے۔ نماز کے بارے میں قرآن مجید میں تفصیلات بیان نہیں کی گئیں۔ اس میں یہ نہیں بیان کیا گیا کہ کمناز کے ارکان کتے ہیں، ان میں تر تیب کیا ہوگی، فجر میں کتنی رکعتیں ہوں گی، ظہر میں کتنی ہوں گی، عصر، مغرب اور عشاء میں کتنی رکعتیں ہوں گی وغیرہ، یہ ساری میں کتنی ہوں گی وغیرہ، یہ ساری تفصیلات تو حدیث میں آئی ہیں۔ اب قرآن کا تھم ہے کہ ''نماز قائم کرؤ'۔ جب تک اطادیث سے یہ تفصیلات نہیں لی جا ئیں گی قرآن کے اس تھم پڑمل کیے ہوگا؟

منكرين حديث سے ہونے والے مناظرے كى روئيداد:

جس سال میں دورہ ٔ حدیث سے فارغ ہوا، اس سال کی بات ہے کہ میں شہر میں تراوی پڑھا تا تھا ایک منکر حدیث جو کسی بڑے عہدے پر فائز تھا، نوتعلیم یافتہ تھا، وہ میرے پیچھے تراوی پڑھنے کے لئے دور سے آتا تھا۔ روزانہ کوئی نہ کوئی مسئلہ پوچھتا تھا جس سے نوک جھونک سی محسوس ہوتی تھی۔ ایک روز اس نے مجھ سے کوئی مسئلہ پوچھا۔ میں نے بتایا کہ یہ مسئلہ حدیث میں یوں ہے۔ اس پر بات چل پڑی۔

وہ بولا کہ حدیث کی ضرورت کیوں ہے؟ قرآن کافی ہے۔ میں نے جواب دیا کہ حدیث کے بغیرتم نماز ہی نہیں پڑھ سکتے۔ کہنے لگا یہ س طرح؟ میں نے کہا تم نماز میں بورکوع کرتے ہو کیا قرآن مجید میں اس طرح رکوع کرنے کا کوئی ذکر ہے۔ وہ چکرا سا گیا۔ پھر میں نے بات آ گے بردھاتے ہوئے کہا کہ دیکھورکوع کے معنی جھکنے کے ہیں۔ وہ بولا کہ رکوع کے معنی ہی جھکنے کے ہیں (تو گویا قرآن سے جھکنا ثابت ہو گیا) میں نے کہا کہ جھکنے کے معنی تو ہیں لیکن کس طرف جھکنا، آ گے جھکنا، پچھے جھکنا، میں جھکنا یا بائیں جھکنا۔ یہ تو حدیث سے معلوم ہوگا، آنحضرت صلی اللہ علیہ و کوع کے معنی سے معلوم نہیں ہوتا بلکہ یہ تو حدیث سے معلوم ہوگا، آنحضرت صلی اللہ علیہ و کم کے عمل سے معلوم ہوگا۔ کہنے لگا، اچھا سجدہ؟ معلوم ہوگا، آنحضرت سلی اللہ علیہ و کم کے عمل سے معلوم ہوگا، آنحضوت سلی اللہ علیہ و کم کے عمل سے معلوم ہوگا، آنکے حصوص طریقے سے میں نے کہا سجدہ کی بات بھی بہی ہو سکتا ہے، اس مخصوص طریقے سے بیٹیانی کو زمین پڑ میکنا ابنا لیٹ کر بھی ہو سکتا ہے، اس مخصوص طریقے سے بیٹیانی کو زمین پڑ میکنا ابنا لیٹ کر بھی ہو سکتا ہے، اس مخصوص طریقے سے بیٹیانی کو زمین پڑ میکنا ابنا لیٹ کر بھی ہو سکتا ہے، اس مخصوص طریقے سے بیٹیانی کی کا طریقہ جو ہم نماز میں کرتے ہیں، وہ کی لغت کی کتاب میں نہ کور نہیں، بلکہ اس کاعلم حدیث سے ہوگا۔ اس سے پچھ بن نہ پڑا۔

دوسراواقعه:

میں نے ایک موقع پر کسی منکر حدیث سے کہا کہ بتلاؤ، قرآن مجید میں کہیں ہے کہ پاخانہ کھانا اور بیشاب بینا حرام ہے تو پھر جب تم صرف قرآن ہی کے احکام پر بات کرتے ہوتو پاخانہ کیوں نہیں کھاتے اور بیشاب کیوں نہیں پینے؟ وہ خاموش ہو گیا۔

منكرين حديث كا دوسرا رخ:

منكرين حديث نے پہلے تو بيركها كه رسول الله صلى الله عليه وسلم كے اقوال و

افعال کی ضرورت ہی نہیں، صرف قرآن ہی کافی ہے لیکن جب ان کے سامنے قرآن ہی کافی ہے لیکن جب ان کے سامنے قرآن مجید کی وہ آیات رکھی گئیں جن سے حدیث کا جمت ہونا معلوم ہوتا ہے اور جب یہ کہا گیا کہ جب تم قرآن کو ماننے ہوتو اس کے ماننے کی وجہ سے حدیث کو بھی ماننا پڑے گا تو اس محاذ پر وہ شکست کھا گئے۔ اب انہوں نے نئی بات نکالی اور بات انہوں نے اپنی طرف سے نہیں کی، ان کی اپنی عقل تو بہت تھوڑی سی ہے، ان کی عقل تو بورپ اور امریکہ سے آتی ہے۔ ایک یہودی مستشرق گولڈ زہر نے آج سے سوڈ بڑھ سوسال پہلے ایک شوشہ چاتا کیا تھا کہ احادیث قابلِ اعتبار نہیں کیونکہ یہ عہدِ رسالت میں نہیں کاھی گئیں۔

كتابت حديث پراعتراض:

چنانچہ یہ بھی بھی بھی بھی ہیں یہ بات کرتے دکھائی دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث عہدِ رسالت میں نہیں لکھی گئیں بلکہ دوسوسال بعد لکھی گئیں پھر وہ بڑے چیٹ پٹے انداز میں بات کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھئے آج کوئی صدر یا وزیراعظم کی تقریر ہو اور وہ لکھی نہ جائے اور ریکارڈ بھی نہ کی جائے اور کوئی آدی یہ تقریر سنے پھر وہ دوسرے کو بتائے، تیسرا چوتھ کو، چوتھا پانچویں کو، ای طرح کئی آدمیوں نے ایک دوسرے کو بتائے، تیسرا چوتھے کو، چوتھا پانچویں کو، ای طرح کئی آدمیوں نے ایک دوسرے کو بتایا۔ ایک ہفتے کے بعد جب آب آخری آدی سے پوچھیں گے کہ صدر صاحب نے اپنی تقریر میں کیا کہا تھا تو وہ کچھ کی بھی ہوگی ہوگی، اصل بات کوئی اور ہوگی اور ہم تک کوئی اور بات پہنچ گی جب کہ احادیث تو دوسو سال تک نہیں کھی گئیں اور شیپ ریکارڈ تو ویسے بھی اس زمانے میں نہیں ہوتا تھا۔ دوسو سال کے بعد امام بخاری، مسلم اور ابوداؤد وغیرہ آئے۔ اس میں نہیں ہوتا تھا۔ دوسو سال کے بعد امام بخاری، مسلم اور ابوداؤد وغیرہ آئے۔ اس میں نہیں اسلام میں بچی کی باتیں پھیلی ہوئی تھیں، انہوں نے وہ س کراپی کتابوں وقت عالم اسلام میں بچی کی باتیں پھیلی ہوئی تھیں، انہوں نے وہ س کراپی کتابوں کو وہ س کراپی کتابوں

میں لکھ دیں اور کہا کہ بی_ہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہیں، ان پر کیسے بھروسہ کیا جا سکتا ہے؟۔

جواب:

یہ اعتراض بالکل غلط ہے۔ واقعہ رہے کہ عہد رسالت میں خود آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی میں آپ کی ہدایت کے مطابق اور آپ کی إملاء سے صحابہ کرام نے ہزار ہاحدیثیں لکھیں۔ اس کے علاوہ صحابہ کرام کی ایک بہت بوی تعداد احادیث کو حفظ کرتی تھی۔ حدیثوں کو اس طرح حفظ کیا جا تاتھا جس طرح قرآن مجید کو حفظ کیا جاتا ہے اور ساتھ ساتھ لکھنے کا کام بھی ہوتا ہے۔ انہیں درساً پڑھایا جاتا تھا۔ اس موضوع ير جمارے اكابرنے بہت سى كتابيں لكھيں۔حضرت مولانا مناظراحسن گیلانی صاحب رحمة الله علیه کی مشهور کتاب ہے" تدوین حدیث" ۔ اس میں انہوں نے بوری داستان لکھی ہے کہ آنخضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے دور میں کس طرح احادیث لکھی جاتی تھیں اور انہیں کس طرح حفظ کیا جاتا تھااوریہی سلسلہ تا بعین، تبع تابعین اور بعد کے دور میں بھی رہا۔ ناچیز لی کھی ایک کتاب ہے جس کا نام ہے'' کتابتِ حدیث عہدِ رسالت اور عہد صحابہ میں'' جی اردو میں ہے۔ اس میں ہم نے بیہ ثابت کیا ہے کہ انخصور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے زمانہ میں کتنے بڑے پیانے پر حدیث کی کتابت کا انتظام کیا گیا تھا۔ اور اس کے علاوہ صحابہ کرام کی کتنی بڑی جماعت نے اپنے آپ کو حفظ حدیث کے مشغلے پر لگا لیاتھا کہ اس کے علاوہ کوئی کام ہی نہیں تھا۔ لہذا ان کا بیاعتر اض بھی غلط ہے۔

ا یعنی استاذ مکرم حضرت مولا نامفتی محدر فیع عثانی مظلم مم ای میک استاذ مکرم حضرت مولا نامفتی محدر فیع عثانی مظلم مم ای میک است دارالعلوم کراچی، سے جھیب چکی ہے۔م

احادیث کی حفاظت تین طرح سے ہوئی:

بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ احادیث لکھی بھی گئیں، حفظ بھی کی گئیں، ان پر عمل بھی ہوتا تھا بلکہ حکومتوں کے قوانین اس کے مطابق چلتے سے اور جو چیز ایک مرتبہ قانون بن جائے وہ کیے بھلائی جاشتی ہے۔ خلافتِ راشدہ کی ساری حکومتوں کا نظام احادیث کی بنیاد پر چلتا تھا۔ حضرت عثانِ غنی رضی اللہ عنہ جن کی حکومت اتی زیادہ بھیلی ہوئی تھی کہ آپ کی حدودِ سلطنت کے مقابلے میں پاکستان کی حیثیت اتی بھی نہیں بنتی، جتنی پاکستان کے مقابلے میں اس کی چھوٹی سی خصیل کی۔ آئی بری سلطنت نہیں بنتی، جتنی پاکستان کے مقابلے میں اس کی چھوٹی سی خصیل کی۔ آئی بری سلطنت کے سارے قوانین اور عدالتی فیصلے سنت کے مطابق ہو رہے تھے، آپ کے ارشادات اور اور فعال کے دریعے اور عمل کے ذریعے۔ پھرعمل انفرادی سطح پر بھی ہو رہا تھا، ان حالات میں احادیث کیے بھلائی جا سے بھی ہو رہا تھا اور سرکاری سطح پر بھی ہو رہا تھا، ان حالات میں احادیث کیسے بھلائی جا کتی تھیں۔

احادیث کس طرح حفظ کی جاتی تھیں؟:

حفظ حدیث کا کام بھی اعلیٰ پیانے پر ہورہا تھا۔ چنانچہ حضرات صحابہ کرام سے لے کرمحد ثین کے آخری دور تک ایسے ہزاروں حضرات ملتے ہیں جنہوں نے اپنی زندگیاں علم حدیث کی حفاظت، کتابت اور زبانی یاد کرنے کے لئے وقف کر رکھی ہیں۔ احادیث کو اس طرح حفظ کیاجا تاتھا جس طرح قرآنی آیات کو حفظ کیا جاتا ہے۔ احادیث کو یادر کھنے کے بھی عجیب وغریب واقعات ہیں۔ اس کی ابتداء اصحاب صفہ سے ہوئی۔

صفہ اسلام کا پہلا مدرسہ تھا۔ اس مدرسے کے استاذ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اور شاگرد اصحاب صفہ تھے۔ اصحاب صفہ ان صحابہ کرام کو کہاجاتا ہے جو صفہ بیس رہتے تھے۔ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دین سکھنے کے علاوہ ان کا کوئی اور مشغلہ نہیں تھا۔ اور دین کس طرح سکھنے تھے؟ قرآن سکھنے تھے، اس کا معنی سکھنے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل دیکھنے رہتے تھے اور آپ کے اقوال کو یاد کرتے رہتے تھے اور دوسرول تک پہنچاتے تھے۔

حفاظت حدیث کے لئے حضرت ابوہریرہ کی فاقد کشی:

ان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پیش پیش سے۔ ان کا حافظہ بھی خوب تھا۔ آنخضرت سلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خصوصی دعا بھی دی تھی اور ان کا اس کے علاوہ اور کوئی کام ہی نہیں تھا۔ کھانے کو بچھ مل گیا تو کھا لیا ورنہ فاقہ۔ بعض اوقات فاقہ کی وجہ سے مسجد میں اس حالت میں پڑے ہوتے تھے کہ کسی سے بات نہیں کر سکتے فاقہ کی وجہ سے مسجد میں اس حالت میں پڑے ہوتے تھے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا تو ان کے لئے کھانے کا انتظام کیا۔

حضرت ابو ہر رہرہ رضی اللہ عنه کی روایات:

صحابہ کرام میں سب سے زیادہ احادیث روایت کرنے والے ہی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ انہوں نے پانچ ہزار سے زائد احادیث روایت کی ہیں۔ آپ اصحابِ صفّہ کے سردار ہیں۔ احادیث بہت بیان کرتے تھے۔ دوسروں کو سناتے رہتے تھے، اس لئے بھی سناتے تھے کہ جتنی مرتبہ سنائیں گے اتنی اور پکی یاد ہو جائیں گ۔ کثرت سے روایات بیان کرنے کی وجہ سے بعض لوگوں نے ان کا امتحان بھی لیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حفظ حدیث کے امتخان کا ایک واقعہ:

مردان بن علم مدینہ کے گورنر تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ احادیث بہت ساتے ہیں تو ان کا امتحان لینے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ ایک مرتبہ ان کو این ہوت دی۔ بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ بلایا۔ جب بہ تشریف لائے تو درخواست کی کہ آپ ہمیں آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ احادیث سا دیں۔ یہ تو حدیثیں سانے کے لئے تیار رہتے تھے چنانچہ انہوں نے خاصی تعداد میں احادیث سائیں۔ مروان نے خفیہ طور پر ایک کا تب کو پردے کے پیچھے بھا رکھا تھا اور اسے مرایت کی تھی کہ جو پچھ ابو ہریہ وضی اللہ عنہ ہولتے جائیں، وہ سب کھتے جانا۔ چنانچہ مرایت کی تھی کہ جو پچھ ابو ہریہ وضی اللہ عنہ ہولتے جائیں، وہ سب کھتے جانا۔ چنانچہ مرایت کی تھی کہ جو پچھ ابو ہریہ والیہ ایک ایک اچھا خاصہ مجموعہ تیار ہو گیا۔ مروان بن علم نے بڑے اعزاز سے آپ کو رخصت کیا اور اس ذخیرہ احادیث کو اپنے پاس محفوظ کر لیا۔ مرتب ابوہریہ رضی اللہ عنہ کو اِن احادیث کے حفوظ ہونے کا پچھام نہیں تھا۔

ایک سال کے بعد مروان بن تھم نے پھر دعوت کی۔ اعزاز و اکرام کے ساتھ بلایا اور درخواست کی کہ آپ نے بچھلے سال جو احادیث بیان کی تھیں، وہ میرے پاس محفوظ نہیں رہیں۔ آپ براہِ کرم دوبارہ وہ حدیثیں سنا دیجئے۔ آپ نے پھر وہی حدیثیں اسی ترتیب سے سنا دیں۔ اس مرتبہ بھی مروان نے کا تب کو خفیہ طور پر پردے کے پیچھے بٹھا رکھا تھا، وہ احادیث لکھتا چلا گیا۔اب دونو شتے اور تحریریں تیار ہو گئیں۔ جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رخصت ہو گئے تو دونوں کو ملا کرد پکھا تو اس میں زبر زبر کا فرق نہیں تھا اور کوئی حرف آگے پیچھے نہیں تھا۔ یہ شان تھی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی۔

امام بخارى رحمة الله عليه كا واقعه:

امام بخاری رحمة الله علیه بهت براے محدث بیں۔ان کی زندگی کا برا وقت سفروں میں گذرا ہے، محنت و مشقت کی زندگی گزاری ہے۔علم حدیث کی تلاش میں مختلف علاقول اور ملکول کے سفر کئے، جہال سے امید ہوتی تھی کہ کچھ احادیث مل جائیں گی، وہاں تشریف لے جاتے تھے۔ اس زمانے میں مدرسے نہیں ہوتے تھے بلکہ اشخاص تھے اور طلبہ ان کے باس جا کرعلم حاصل کرتے تھے۔ امام بخاری رحمة الله علیہ نے بھی اسی طرح علم حاصل کیا اور علم میں اتنا کمال بیدا کیا کہ ان کے حافظے کی ، ان کے تقوی کی ، ان کی علم حدیث میں مہارت اور ان کی محنت کی بوری دنیا میں شہرت ہورہی تھی۔ چنانچہ ان سے بھی علم حدیث کے سلسلے میں کافی امتحان لئے گئے۔ ایک مرتبہ ایک شہر میں پہنچے۔ وہاں کے محدثین نے آپس میں کہا کہ بخاری آرہے ہیں، ان کی بری شہرت ہے لہذا ان کا امتحان لینا جائے۔ اس کا طریقہ سے لے کیا گیا کہ دس علماءمقرر ہوئے۔ ان میں سے ہر ایک کے ذھے بیہ لگایا گیا کہ وہ دی احادیث سنائے گا اور بیرسب علماء حدیثیں اس طرح سنائیں گے کہ کسی کا کوئی لفظ آ کے ہوجائے گا، کسی کا پیچھے کر دیا جائےگا، کسی میں کوئی اور لفظ لایا جائے گاغرضیکہ کوئی نہ کوئی تغیر کر دیاجائے گا۔ اور پھرامام بخاری ہے پوچھا جائے گا کہ ان حدیثوں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ بیدورست ہیں یانہیں؟

اندازہ سیجئے یہ کتنا کڑا امتحان تھا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا سیجھ علم نہیں تھا۔ آب تشریف لائے۔ ہزاروں لوگ جمع ہو گئے۔ امام بخاری جب بیٹھ گئے تو ایک عالم کھڑے ہوئے اور کہا کہ میرے پاس دس حدیثیں بینچی ہیں انہیں سانا جاہتا ہوں اگر آپ نے تھد لی کی کہ یہ حدیثیں درست ہیں تو میں انہیں اپنی لکھ لوں ہوں اگر آپ نے تھد لی کی کہ یہ حدیثیں درست ہیں تو میں انہیں اپنے پاس لکھ لوں

گا۔ اجازت ملنے پر انہوں نے دی حدیث سائیں۔ ان سب احادیث میں تغیر و تبدل کیا گیا تھا۔ امام بخاریؒ نے پہلی حدیث بن تو فرمایا کہ یہ حدیث تو میرے علم میں نہیں ہے، دوسری سن تو اس کے بارے میں بھی یہی جواب دیا۔ حتی کہ دی کی دی حدیثوں کے بارے میں بھی میں نہیں ہیں۔ پھردوسرے عالم نے حدیثوں کے بارے میں یہ کہہ دیا کہ یہ میرے علم میں نہیں ہیں۔ پھردوسرے عالم نوریا تھا۔ دی احادیث تغیر و تبدل کے ساتھ سنا کیں۔ ان کو وہی جواب دیا جو پہلے عالم کو دیا تھا۔ لوگ چہ میگوئیاں کرنے گئے کہ یہ کیسے محدث ہیں، علماء انہیں حدیثیں سنا رہے ہیں اور انہیں کی ایک کی بھی خبر نہیں۔ پھر تیسرے عالم نے تغیر کے ساتھ حدیثیں سنا کیں۔ اور انہیں کی ایک کی بھی خبر نہیں۔ پھر تیسرے عالم نے تغیر کے ساتھ حدیثیں سنا کیں۔ اس طرح دیں کے دی علماء نے احادیث بیان کر دیں۔ ہرایک کے بارے میں آپ کا اس طرح دیں کے دی علم میں نہیں ہے۔

اب عوام کی چہ میگوئیاں تو اور بڑھ گئیں البتہ علاء سمجھ گئے کہ بی جھ بات ہے،
یہ معمولی آ دمی نہیں معلوم ہوتا۔ پھر کسی نے کہا حضرت! اِن سو حدیثوں میں سے کسی
کے بارے میں بھی آپ کوعلم نہیں۔ فر مایا کہ جس طرح انہوں نے حدیثیں سائی ہیں،
اس طرح تو کوئی حدیث میرے علم میں نہیں البتہ پہلی حدیث جو سائی گئی وہ فلاں
طریق سے فلاں الفاظ کے ساتھ میرے علم میں آئی ہے۔ حدیث کو صحیح سند اور الفاظ کے ساتھ بیان فر مایا۔ پھر اسی طرح دوسری حدیث کے بارے میں کہا اور صحیح پڑھ کرسنا
دی، پھر تیسری، چوتھی، پانچویں غرضیکہ سوکی سواحادیث کو اسی ترتیب سے پڑھا جس ترتیب سے بڑھا جس ترتیب سے سانے والوں نے بتائی تھیں اور پھر انہیں صحیح طریقے سے ساکرفر مایا کہ میں نے اس طریقے سے ساکرفر مایا کہ میں نے اس طریقے سے یہ حدیثیں سی ہیں۔

امام بخارى رحمة الله عليه كوبيه مقام كيس ملاج:

سب علماء نے وہیں ہتھیار ڈال دیئے اور سب کی گردنیں جھک گئیں۔ واقعہ بیہ ہے کہ امام بخاری کو امت نے اگر امام مانا ہے تو بے وجہ ہیں مانا، ان کے سامنے جو گردنیں جھک جاتی ہیں، وہ ایسے ہی نہیں جھک جاتیں اور نہ ہی کسی پرو پیگنڈے کے نتیج میں جھک جاتی اور ان سے بڑے برے برے نتیج میں جھکتی ہیں، علماء کرام نے انہیں کسوٹی پر پرکھا ہے اور ان سے بڑے بروے امتحانات لئے، جب علماء کوسو فیصد یقین ہوگیا کہ بیخص علم حدیث کا بہت بروا ماہر ہے، تب جاکراس کی بات مانی ہے۔

عرب علماء اور امام بخارى:

آج کل بہت سے عرب علاء میں یہ مزاج نظر آتا ہے کہ وہ عام طور پرغیر عرب عالم کی بات کو توجہ سے نہیں سنتے بلکہ ان کی بات کو درخورِ اعتنائی نہیں سبجھتے البتہ جن عرب علاء نے ہمارے بزرگوں کی عربی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے تو وہ ان کے عاشق اور فریفتہ ہو جاتے ہیں اور سبجھتے ہیں کہ پاکستان اور ہندوستان میں بڑے بڑے علاء ہیں ورنہ عام طور پر مجمی علاء کے بارے میں ان کا رویہ یہی ہے کہ وہ ان کی بات پر توجہ نہیں دیتے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی مجمی تھے لیکن آج بھی اگر عالم عرب کے بڑے سے بڑے فقیہ، بڑے سے بڑے محدث کے برے سے بڑے وقی مدیث پڑھ کر یوں کہا جائے کہ اسے بخاری نے روایت کیا ہے تو سامنے جب کوئی حدیث پڑھ کر یوں کہا جائے کہ اسے بخاری نے روایت کیا ہے تو سامنے اس کی گردن جھک جاتی ہے۔

امام ترمذي كاحافظه:

یہ سرف امام بخاری کے حالات ہیں۔ ان کے علاوہ امام مسلم، امام ابوداؤد، امام تر مذی کے حالات ہیں۔ ان کے حافظے، ان کی کاوشیں، ان کی قربانیاں بڑی جیرت ناک ہیں۔ امام تر مذی جنہوں نے صحاح ستہ میں شامل مشہور کتاب جامع تر مذی جنہوں نے صحاح ستہ میں شامل مشہور کتاب جامع تر مذی تھیں۔ یہ ادا بکتان کے شہر تر مذکے رہنے تر مذی تھیں، یہ امام بخاری رحمۃ اللہ کے شاگرد ہیں۔ یہ از بکتان کے شہر تر مذکے رہنے

والے ہیں۔ ان کے حافظے کا حال عجیب وغریب تھا۔ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔
اس زمانے میں ایک مرتبہ جج کیلئے جا رہے تھے۔ راتے میں ایک جگہ سے گذر ب توسر جھکا لیا اور ساتھیوں سے کہا کہ سر جھکا لو۔ لوگوں نے پوچھا کیا بات ہے فرمایا کہ یہاں جھاڑی دار درخت نہیں ہے؟ ساتھیوں نے انکار کیا تو امام ترفدی نے گھرا کرقافلے کورو کئے کا حکم دیا اور فرمایا اس کی تحقیق کرو، مجھے یاد ہے کہ عرصہ دراز پہلے جب میں یہاں سے گذراتھا تو اس جگہ ایک درخت تھا جس کی شاخیس بہت جھکی ہوئی تھیں اور وہ مسافروں کے لئے پریشانی کا باعث تھا، سر جھکائے بغیر اس کے نیچ سے گذرناممکن نہ تھا۔ شاید اب وہ درخت کسی نے کاٹ دیا ہے۔ اگرواقعہ ایسانہیں ہے گذرناممکن نہ تھا۔ شاید اب وہ درخت کسی نے کاٹ دیا ہے۔ اگرواقعہ ایسانہیں ہے اور ثابت ہو جاتا ہے کہ یہاں درخت نہیں تھا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میرا حافظہ کن درجو چکا ہے لہذا میں روایت حدیث کوترک کردوں گا۔

لوگوں نے اتر کر آس پاس کے لوگوں سے تحقیق کی تو بڑی عمر کے لوگوں نے بتایا کہ واقعۂ یہاں ایک درخت تھا چونکہ وہ مسافروں کی پریشانی کا باعث تھا، اس لئے اُسے کٹوادیا گیا۔

اس جیسے اور کئی واقعات ہیں اور اس طرح حفاظتِ حدیث کی ایک درخشندہ تاریخ مرتب ہوئی جوآج تک محفوظ ہے۔

احادیث کی تاریخ:

اگر آج آپ ہم سے بہ ہمیں کہ اس حدیث کی تاریخ بتا کیں تو ہم آپکواس کی پوری تاریخ بتا کیں تو ہم آپکواس کی پوری تاریخ بتلا دیں گے کہ بیہ حدیث ہم نے کس سے سنی، اس نے کس سے سنی پھر امام مسلم نے کس سے سنی، امام بخاری نے کس سے سنی پھر امام مسلم نے کس سے سنی، امام بخاری نے کس سے سنی

یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک بورا سلسلہ بیان کریں گے انشاء اللہ۔ کسی بھی محدث سے بوچھئے وہ آپ کو بورا سلسلہ بنادے گا۔ یہ ایک زنجیر (chain) ہے جس میں کوئی لڑی درمیان میں غائب نہیں اور کوئی لڑی کھوٹی نہیں ہے، سب کے سب کھرے لوگ ہیں، منتی اور پر ہیزگار ہیں، ذہین اور بحصدار ہیں، محنت سے احادیث کو یاد کرنے والے اور اپنی زندگیاں کھیانے والے لوگ ہیں۔

راوی کے حالات جانے کا طریقہ:

اگر آپ ایک سند میں کی رادی کا نام پڑھتے ہیں لیکن آپ کو اس کے حالات معلوم نہیں تو لا بحر بریوں میں ''اساء الرجال' کے فن سے متعلق کتابیں موجود ہیں۔ ان میں تمام رادیوں کے حالاتِ زندگی لکھے ہوئے ہیں۔ عام طور پر حروف جبی کے نام سے ہوتے ہیں مثلاً آپ کی بن معین کے حالات معلوم کرنا چاہتے ہیں تو آپ حرف ''ی' کو ذکا لئے، حرف ''ی' سے شروع ہونے والے محدثین کے نام آجا کیں گے۔ ان میں کی بن معین کے حالات بھی ہوں گے۔ جس میں یہ درج ہوگا آجا کیں میں بیدا ہوئے، کن اسا تذہ سے پڑھا، کن لوگوں نے ان کے مام کیا محاسل کیا۔ کن کن شہرول میں گئے، کن کن سے ملاقا تیں کیں، ان کاعلم کیسا تھا، حافظ کیسا تھا وغیرہ وغیرہ وغیرہ یہ سارا ریکارڈ محفوظ ہے۔

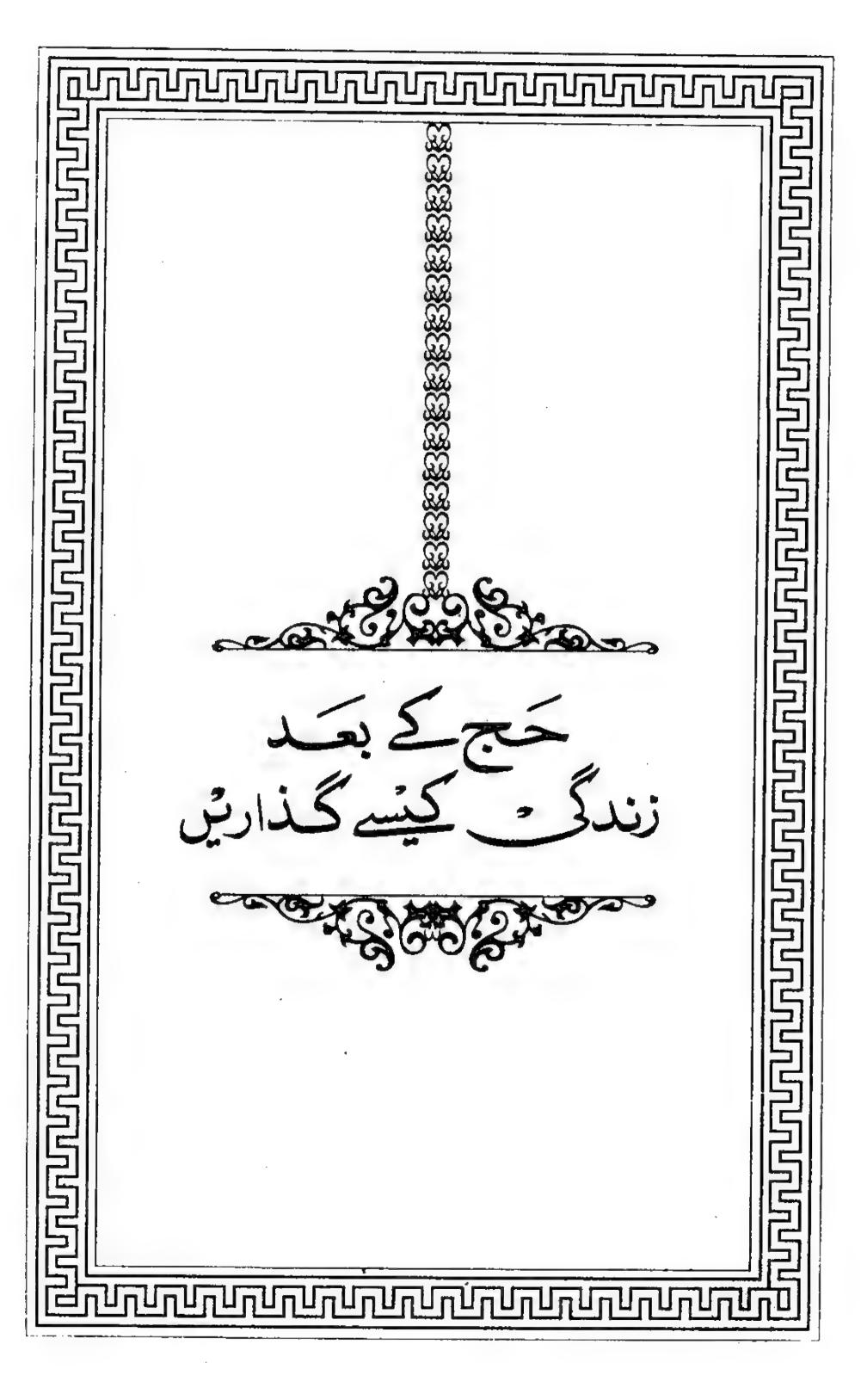
خلاصه:

خلاصہ بیہ کہ بیہ کہنا بالکل دجل و فریب ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم کی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے بارے میں اطمینان سے نہیں کہا جاسکتا کہ بیہ واقعی رسول اللہ علیہ وسلم کی احادیث ہیں۔ یقیناً کہا جاسکتا ہے اور ان سے احکام ثابت کئے جاسکتے ہیں۔

لہٰذا منکرینِ حدیث کا دعویٰ بالکل غلط اور نا قابلِ اعتناء ہے۔ اللّٰدرب العزت ہمیں اِ تباع سنت کی تو فیق نصیب فرمائے اور اس فتنے سے ہماری مکمل حفاظت فرمائے۔ (آمین)

وآخر دعوانا أنِ الحمدلله رب العالمين ٥





﴿ جمله حقوق تجق ناشر محفوظ ہیں ﴾

موضوع حجے بعد زندگی کیسے گزاریں؟
مقرر حضرت مولا نامفتی محمد فیع عثانی مدظلہ
مقام عالمگیر مسجد، کراچی
تاریخ ۱۲ مارچ ۲۰۰۳ء
ضبط وتر تیب مولا نااعجاز احمد صمدانی
باجتمام محمد ناظم اشرف

﴿ کے بعد زندگی کیسے گذاریں؟ ﴾

خطبه مسنونه:

الحمدالله نحمدة ونستعينة ونستغفرة ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات اعمالنا ٥من يهده الله فلا مضل لة ومن يضللة فلا هادى لة ونشهدأن لا اله الا الله وحده لاشريك لة ونشهدأن سيدنا وسندنا ومولانا محمداً عبدة ورسولة صلى الله تعالى عليه وعلى آله وصحبه اجمعين ٥ امّا بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم ٥ بسم الله الرحمن الرحيم الصّادِقينَنَ ٥ مَن الرحيم الصّادِقينَنَ ٥ أَنُو اللّه الرحمن الرحيم

ممهید:

بزرگانِ محترم ، برادرانِ عزيز! آج كا يه مبارك اجتماع ان بهنول اور

بھائیوں پر مشمل ہے جو تازہ تازہ حرمین مبارک پر حاضری دے کر واپس آئے ہیں۔ حج کی دولت الیم عجیب ہے کہ اس میں تمام عبادتوں سے ایک الگ انفرادیت ہے۔

فوائد جج کے حصول کے لئے بیت اللہ کی حاضری ضروری ہے

اسلام کے اندر تمام عبادتیں عظیم الثان اور ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں۔
نماز، زکو ق،روزہ اور ای طرح دیگر عبادات ، ان کی الگ الگ برکات اور انوارات
ہیں اور دنیا و آخرت کی زندگی میں ان کے عظیم الثان اثرات ہیں۔ اور ان میں سے
ایک عبادت سے دوسری عبادت کی ضرورت بھی پوری نہیں ہوتی۔ اگر کوئی یہ عباب کہ
نماز پڑھنے سے روزے کی ضرورت پوری ہوجائے تو ایبانہیں ہوسکتا۔ اس طرح اگر
کسی کی یہ خواہش ہوکہ زکو ق دیکر نماز کی ضرورت پوری کرلے تو یہ بھی نہیں ہوسکتا۔
اسی طرح جے کا فائدہ بھی دیگر عبادات کے ذریعے حاصل نہیں ہوسکتا بلکہ
فوائد جے کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ بیت اللہ شریف جاکر حاضری دی جائے۔

مختلف عبادات کے اثرات

ہرعبادت کا ایک الگ فائدہ ہے جس کا اثر انسان کے دل ود ماغ اور اس
کے اعمال واخلاق پر پڑتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں نماز کا ایک اہم فائدہ یہ بتلایا گیا
کہ بیخش اور برے کاموں سے منع کرتی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے:
﴿ إِنَّ الصَلُّوة تَنُهٰی عَنِ الْفَحُشَاءِ وَالْمُنْكُر ﴾ (عکبوت)
﴿ إِنَّ الصَلُّوة تَنُهٰی عَنِ الْفَحُشَاءِ وَالْمُنْكُر ﴾ (عکبوت)
﴿ بلا شبه نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے'۔
روزے کا فائدہ یہ بتلایا گیا کہ اس سے اثنان کے اندرتقوی پیدا ہوتا ہے۔
چنانچہ یہ کہا گیا:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ امَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنُ قَبُلِكُمُ لَعَلَّكُمُ تَتَّقُونَ ﴾ (البقرة).
"اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تمہارے اندر تقوی پیدا ہو"۔

گویا روزے کی تا خیریہ ہے کہ وہ انسان کے اندر تقوی پیدا کرتا ہے اور انسان کے دل میں بیاحساس رہنے لگتا ہے کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔

زکوۃ کا فائدہ یہ ذکر کیا گیا کہ اس سے مال پاک ہوتا ہے اور مال میں برکت پیدا ہوتی ہے اور غرباء ومساکین کی ضرور تیں پوری ہوتی ہیں۔

جے کے فوائد سننے سے سمجھ نہیں آسکتے:

لیکن حج کے معاملے میں قرآن مجید نے بالکل الگ انداز اختیار کیا۔ وہ یہ کہ حج کے فائد کے معاملے میں قرآن مجید نے بالکل الگ انداز اختیار کیا۔ وہ یہ کہ حج کے فائد کے صراحناً ذکر نہیں کئے بلکہ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اعلانِ حج کا جو تھم دیا تھا اُسے قرآن مجید میں یوں ذکر کیا گیا۔

﴿ وَاذِنُ فِي النَّاسِ بِالْحَجِ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتُونَ مِنُ كُلِّ فَجِ عَمِيُقٍ ٥ ﴾ (الج:٢١) ضَامِرٍ يَأْتُونَ مِنُ كُلِّ فَجِ عَمِيُقٍ ٥ ﴾ (الج:٢١) "اور لوگوں میں حج کے لئے ندا کرو کہ تمہاری طرف پیدل اور دیا دیا ونٹوں پر جو دور دراز راستوں سے چلے آتے ہوں (سوار ہوکر) چلے آئیں'۔

اس آیت مبارکہ میں اعلانِ جج کا تھم دینے کے بعد پہلے یہ خوشخبری سنائی گئی کہ لوگ جج کے لئے آئیں گے حتی کہ استے دور دراز سفر سے بھی آئیں گے کہ

اونٹیاں چلتے چلتے دبلیاں ہوجائیں گی۔ اور پھران کے آنے کامعنی خیز فائدہ بتلاتے ہوئے یہ فرمایا گیا:

﴿ لِيَشُهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمُ ﴾ ' تاكه وه اسيخ منافع كا خود مشامده كرليس' ۔

دیکھئے! نماز روزے اور زکوۃ وغیرہ کے فائدے بیان کردیئے لیکن جج کے فائدے ذکر کرنے کے بجائے یوں کہا گیا کہ'' وہ خود آ کر اپنے منافع کا مشاہدہ کرلیں۔''اس کی وجہ یہ ہے کہ جج کے فائدے ایسے ہیں کہ اگرانہیں کوئی بیان کرے گا تو بھی سننے والے بجھ نہیں سکیں گے۔ گویا یہ فائدے پڑھنے ، سننے سے سمجھ میں آئی نہیں سکتے بلکہ ان فوائد کا تعلق تجربہ اور مشاہدہ سے ہے۔

مثال:

اس کی مثال یول سجھے کہ مثلاً کوئی شخص آپ سے پوچھے کہ آم کے کہتے ہیں اگر آپ یہ جواب دیں کہ ایک پھل ہوتا ہے جو گرمیوں میں آتا ہے۔ آپ کہیں کہ نہیں صاحب! وہ خربوزے سے بھی چھوٹا ہوتا ہے اور بچھ کہوڑا سابھی ہوتا ہے۔ یہ من کر وہ کہے گا کہ بھائی کھیرا بھی خربوزے سے چھوٹا ہوتا ہے اور لمبوڑا بھی ہوتا ہے۔ تو وہ آپ کہیں کہ وہ ذرا ٹیڑھا بھی ہوتا ہے اور اس میں ہکا سا پیلا بن بھی ہوتا ہے۔ تو وہ کے گا کہ پھرتو وہ سیب کی طرح کا ہوگا۔ آپ کہیں کہ نہیں صاحب! اس کے اور چھلکا ہوتا ہے۔ وہ اتار لیتے ہیں، اس کے اندر گودا ہوتا ہے اور گودے کے اندر گھفلی ہوتی ہے ، تو وہ کہے گا کہ اولی بھی ایس ہوتی ہے۔ غرضیکہ آپ آم کی جتنی بھی علامتیں ہتاتے ہے جا کیں۔ اس سے آم کی بوتی ہے۔ غرضیکہ آپ آم کی جتنی بھی علامتیں ہتاتے ہے جا کیں۔ اس سے آم کی پوری حقیقت سمجھ میں نہیں آئے گی اور نہ یہ پت چلے گا کہ آم کا ذاکقہ کیا ہے؟ لیکن اگر آپ اُسے ایک آم لاکر دے دیں اور کہیں کہ پھلے گا کہ آم کا ذاکقہ کیا ہے؟ لیکن اگر آپ اُسے ایک آم لاکر دے دیں اور کہیں کہ

ذرا اسے کھا کر دیکھ لوتو اُسے سب کچھ پنتہ چل جائے گا۔ اور اُسے کچھ بتانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

فج بیت اللہ کے حیرت ناک اثرات:

جے کے معاملے میں بھی قرآن مجید نے یہی اسلوب اختیار کیا اور گویا یوں فرمایا کہ اگر تمہیں جے کے معاملے میں بھی قرآن مجید نے یہی اسلوب اختیار کیا اور گویا یوں فرمایا کہ اگر تھود جے کے لئے چلے جاؤ تو پتہ چل جائے گا کہ جے کے منافع کیا ہیں۔ تمہارا دل گوائی دے گا کہ تمہارے کردار میں تبدیلی آ رہی ہے۔ گوائی دے گا کہ تمہارے اندر انقلاب آ رہا ہے، تمہارے کردار میں تبدیلی آ رہی ہے۔ تمہاری سوچ تبدیل ہور ہی ہے۔ تمہارے جذبات بدل رہے ہیں اور یہاں آ کرتم کچھ اور ہوگئے ہو۔ جے پر جاکر آ دمی ہے۔ تمہارے کہ میں وہ نہیں ہوں جو اپنے وطن میں اور ہوگیا ہوں۔ یہ سب جے بیت اللہ کے حیرت ناک اثرات ہیں۔

ساوگی مگر....

حالانکہ بیت اللہ شریف ایک سادہ سی عمارت ہے۔ بظاہر اس میں کوئی خوبصورتی اور فن تعمیر کی شاہکاری نظر نہیں آتی کالے پھروں کی ایک عمارت ہے۔ جس میں کوئی کھڑکی تک نہیں ، ایک دروازہ ہے اس پر بھی پردہ پڑا ہوالیکن آئکھ ہے کہ اس کے دیکھنے سے تھکتی نہیں ، سیر نہیں ہوتی ، وہاں سے ملنے کے لئے تیار نہیں ہوتی ، اور دیکھنے رہنے کے باوجود دل نہیں بھرتا۔

عجيب مقناطيسيت

د نیا کے اندر بہت سی عجیب تغمیرات موجود ہیں۔ سات عجائب مشہور ہیں اور

اب تو دنیا عجائبات سے بھری ہوئی ہے لیکن ان سب کا حال یہ ہے کہ کس انتہائی حسین منظر اور خوبصورت سے خوبصورت عمارت کو ایک دفعہ دیکھیں، دو مرتبہ دیکھیں، دل مرتبہ دیکھیں، دل مرتبہ دیکھیں، دل مرتبہ دیکھیں، دل مرتبہ دیکھیے کے دل بھر جائے گا حتی کہ اُسے دیکھنے کو جی نہیں جاہے گا، لیکن اس کالے کالے پھروں والے کمرے میں کیا عجیب مقناطیسیت ہے کہ نظروں کو اپنی طرف تھینچ لیتا ہے، دل موہ لیتا ہے کہ گھروں کو آئے گئین گھروں کو آئے گئین کے باوجود دل وہیں لگا رہتا ہے۔ اور یوں لگتا ہے کہ خود تو آگئے لیکن دل وہیں چھوڑ آگے۔

منافع بفترراخلاص وتقويل:

اس لئے جج کے منافع بتلانے کے بجائے یوں کہا گیا کہ'' وہ خود آکر اس کے منافع کا مشاہدہ کریں۔'' اور ہر شخص اپنی اپنی صلاحیتوں کے مطابق ان منافع کا مشاہدہ کریں۔' اور جتنا زیادہ اخلاص، تقوی اور جذبہ ہے اور جتنی زیادہ اخلاص، تقوی اور جذبہ ہے اور جتنی زیادہ احتیاط کے ساتھ وہ حج کررہا ہے۔ استے ہی اس کو منافع زیادہ نظر آئیں گے۔

ہربار نئے منافع:

اور پھر ایک بات یہ ہے کہ جتنی بار حج پر جاؤ گے۔ ہر مرتبہ نے فائد نظر آئیں گے۔ ہر مرتبہ نے فائد کے منافع آئیں گے۔ ہر سال نظر آنے والے منافع بڑھتے ہی رہیں گے کیونکہ اس کے منافع کی کوئی حد وانتہاء نہیں ہر شخص اپنی صلاحیت کے مطابق منافع کا مشاہدہ کرکے اپنے ایمان کے اندر تازگی پیدا کرتا ہے۔

قبوليتِ ج اوراس كي علامات:

میں آپ حضرات کو اس مبارک فریضے کی ادائیگی پر مبارک باد دیتا ہوں اور

یہ دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کے جج کو قبول فرمائے۔

تهای علامت:

قبولتیت کی ایک علامت احادیث کے اندر یہ آئی ہے کہ جمرات پر شیطان کو جوکنگریاں ماری جاتی ہیں۔ ان کے بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فر مایا کہ'' جن کا حج قبول ہوجاتا ہے، ان کی یہ کنگریاں اٹھالی جاتی ہیں۔'اور جو کنگریاں پڑی رہ جاتی ہیں یہ ان لوگوں کی ہوتی ہیں جن کا حج قبول نہیں ہوتا۔ اس کنگریاں پڑی رہ جاتی ہیں جن کا حج قبول نہیں ہوتا۔ اس لئے علاء کرام نے یہ مسئلہ لکھا ہے کہ وہاں کی کنگریاں اٹھا کر رمی نہ کی جائے کیونکہ یہ ان لوگوں کی کنگریاں اٹھا کر رمی نہ کی جائے کیونکہ یہ ان لوگوں کی کنگریاں ہیں جن کا حج مقبول نہیں ہوا۔

قرآن مجید میں بیت اللہ شریف کے بارے میں یہ کہا گیا ہے:

﴿ فِيهِ آيَاتُ بَيِّنَاتِ ﴾ (آل عمران: ٩٧) وواس ميس كلي موئي نشانيال بين "...

ان کھلی کھلی نشانیوں میں سے ایک نشانی بیبھی ہے کہ جن کا جج قبول ہوجا تا ہے۔ ان کی کنگریاں اٹھالی جاتی ہیں۔

دوسری علامت:

قبولیتِ ج کی دوسری علامت وہ ہے جوہم نے اپنے بزرگوں سے سی، وہ
یہ کہ ج سے واپس آنے کے بعد آدمی کے اعمال میں بہتری پیدا ہوجائے۔فرائض
وواجبات کی ادائیگی میں جتنا اہتمام پہلے ہوتاتھا۔ اب اس سے زیادہ ہونے گی اور
گناہوں سے نیخے کی پہلے جتنی کوشش کی جاتی تھی، اب اس سے زیادہ ہونے لگے۔
اگرکسی کے اندر یہ بات پیدا ہوجائے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ '' جج مقبول''

لے کر آیا ہے۔

تىسرى علامت:

ایک علامت اور بھی ہے۔ یہ بھی ہم نے اپنے بزرگوں سے سی ہے۔ وہ یہ کہ دوبارہ وہاں جانے کا شوق بڑھ جاتا ہے۔

لہذا ہمیں چاہئے کہ اپنے اعمال کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ جج کے بعد ہمارے اعمال میں کیا تبدیلی آئی ہے۔ فرائض وواجبات کی اوائیگی میں جو اہتمام جج سے پہلے ہوتا تھا۔ اس اہتمام میں بہتری آئی ہے یا نہیں؟ گناہوں سے بچنے کی جو کوشش جج سے پہلے ہوتی تھی۔ اس کوشش میں بچھ اضافہ ہوا ہے یا نہیں؟ اگر یہ تبدیلیاں ہوئی ہیں تو پھر یہ جج مقبول کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسا جج نصیب فرمائے۔

ما يوسى كى كوئى بات نېيىن:

لیکن اگرخدانخواستہ اعمال میں بہتری پیدانہیں ہوئی اور وہی کیفیت برقرار ہے جو جج سے پہلے تھی۔ تو بھی مایوسی کی کوئی بات نہیں، تو بہ کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ اب تو بہ کرلیں تو بچھلے سارے گناہ معاف۔

ولى الله بننے كا آسان طريقه:

حکیم الامت مولانا انشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے ہتھے کہ لوگ سیجھتے ہیں کہ ولی اللہ بننا بہت مشکل کام ہے۔ اس کے لئے برسوں کے مجامدوں اور ریاضتوں کی ضرورت ہے۔ حالانکہ یہ بات بالکل درست نہیں۔'' ولی اللہ'' کا مطلب

ے" اللہ كا دوست۔ "اور ولى اللہ بننا ہر آ دمى كے اختيار ميں ہے۔ جب جاہے ولى اللہ بن جائے۔ ابھى آ پ جائيں تو ابھى ولى اللہ بن سكتے ہيں۔ فرمايا كہ أيك منك ميں آ دمى اللہ رب العزت كے سامنے شرمندہ ہوكرا پنے سب گناہوں پر توبہ كر لے تو گناہوں سے باك ہوجائے كا كيونكہ حديث شريف ميں آتا ہے:

﴿ اَلتَّائِبُ مِن الذَّنْبِ كَمَنُ لَاذَنْبَ لَهُ ﴾

(مشكوة باب الاستغفار والتوبه حديث: ٢٣٦٣)

'' گناہ سے توبہ کرنے والا گناہوں سے ایبا پاک ہوجاتا ہے جیسے اس نے بھی کوئی گناہ ہی نہ ہو'۔

توبہ وہ کلید کیمیا ہے جومٹی کوسونا اور جوہر بنادیتی ہے۔منٹوں میں آدمی گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے۔

جج قبول ہونے کا مطلب؟:

یہاں ایک بات سمجھ لیجئے۔ ایک ہے جی کا قبول ہونا، اور ایک ہے جی کا ادا ہونا۔ دونوں با تیں الگ الگ ہیں۔ جی تو اس وقت ادا ہوجائے گا جب آپ جی کے سارے اعمال قاعدے کے مطابق ادا کرلیں گے۔ جی کے دو ہی رکن ہیں۔ ایک وقوفِ عرفہ خواہ ایک منٹ کے لئے ہواور دوسرے، طواف زیارت۔ باتی کچھ واجبات ہیں، کچھ شرائط ہیں اور کچھ سنن وستجبات ہیں۔ لہذا اگر جی کے شری طریقہ کار کے مطابق فرائض وواجبات ادا کرلیں تو جی کا فریضہ ادا ہوگیا۔لیکن اگر وہ جی مقبول نہیں تو اس لئے جی مقبول ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس پر قواب نہیں سلے گا۔ اس لئے جی مقبول ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس پر اجروثوا۔ بھی مرتب ہو۔

شکر کرنے کے ثمرات:

گناہ مزے کی چیز نہیں:

ی بات سے کہ گناہ مزے کی چیز ہے ہی نہیں۔ اگر روحانی طور پر انسان شدرست ہے تو اُسے گناہ کرنے سے ہمیشہ وحشت اور نفرت ہوگی کیونکہ گناہ کرنے سے پہلے اس پر بینصور غالب ہوجائے گا کہ اپنے حقیقی خالتی ومالک کی نافر مانی کررہا ہوں اور تاجدار دو عالم سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونے کے باوجود ان کے حکم کی خلاف ورزی کررہا ہوں۔ بینصور ایسا ہے کہ اس کی وجہ سے اُسے گناہ میں مزہ نہیں قطاف ورزی کررہا ہوں۔ بینصور ایسا ہے کہ اس کی وجہ سے اُسے گناہ میں مزہ نہیں آئے گا۔

كناه ميں لذّت آنے كى مثال:

لیکن اگر خدانخواسته گناه میں مزه آنے گئے تو به تندرتی کی علامت نہیں بلکه بیار ہونے کی نشانی ہے۔ حکیم الامت مولا نا اشرف علی تھانوی رحمته الله علیه نے اس کی بردی اچھی مثال دی ہے۔ فرمایا کہ دیکھو! تندرست آدمی اگر کھجلائے تو اُسے اس میں کوئی مز ہبیں آئے گالیکن اگر اس کے خون میں تیز ابیت پیدا ہونے سے خارش کی بیاری لگ جائے تو کھجلانے میں کتنا مزہ آتا ہے۔ مقولہ مشہور ہے:

"جومزہ ہے کھاج میں نہیں ہے وہ راج میں"

خارش کے مریض کو جو مزہ تھجلانے میں آتا ہے، اور کسی چیز میں نہیں آتا کیاں اس مزے کا آنا اس کے بیار ہونے کی علامت ہے۔ اسی لئے وہ ڈاکٹروں کے پاس جاکراپی بیاری کا علاج کراتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ میرے خون کی خرابی سے جو مجھے تھجلانے میں مزہ آنے لگا ہے، میرے اس مزے کوختم کردو۔ اسی طرح اگر گناہوں میں مزہ آنے لگا ہے، میرے اس مزے کے لئے بھی علاج ضروری ہے۔

انسان ماحول سے متأثر ہوتا ہے:

بہان کی فطرت ہے کہ وہ ماحول سے متأثر ہوتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کیفیت بھی یہ قص کہ ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کرتے کہ یارسول اللہ! جب ہم آ ب کی خدمت میں ہوتے ہیں تو ہمیں یوں محسوں ہوتا ہے کہ گویا ہم جنت اور جہنم کو اپنی آ تکھوں سے دکھ رہے ہیں لیکن جب گھر چلے جاتے ہیں اور بیوی بچوں کے ساتھ باتوں میں لگ کر اس کو بھول جاتے

يل ك

جے کے اثرات دراصل تقویٰ کی کیفیت ہے:

آپ حضرات مج پرتشریف لے گئے تو وہاں کے ماحول کے اثرات آپ پر پڑے اورابھی تک وہ آ ٹارموجود ہیں۔ اس سے پہلے کہ وہ اثرات ماند پڑیں۔ ان کی حفاظت سیجئے۔ یہ اثرات دراصل تقویٰ کی کیفیت ہے۔ اس کی حفاظت بہت ضروری ہے۔ قرآن مجید میں اس کی حفاظت کا طریقہ بتایا گیا۔ اللّٰدرب العزت کا ارشاد ہے:

﴿ یَاۤ آیُّهَا الَّذِیۡنَ امَنُوا اتّقُو اللّٰهَ و کُونُوا مَعَ الصَّادِقِیُنَ ﴾

(التو۔: ١١٩)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرواور سے لوگوں کے ساتھ رہو'۔ اس آیت میں پہلے میہ کہا گیا کہ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو۔ اللہ سے ڈرنے کا مطلب ہے۔ اس کی نافر مانی نہ کرو،اور گناہوں سے بچو۔

تقوی کیسے اختیار کریں؟:

یہاں بیسوال بیدا ہوتا ہے کہ ہمارا ماحول گناہوں سے بھرا ہوا ہے، ادھر جاؤ

صحیح مسلم میں اس سے متعلق حضرت حظلہ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہا کا ایک واقعہ ندکور ہے۔ اس میں ہے بھی ہے کہ حضرت حظلہ کو اپنی کیفیت بدلنے پر نفاق کا ڈر ہوا جس کا تذکرہ انہوں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سامنے کیا۔ اور اپنی حالت بتلائی انہوں نے جواب میں بتلایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے اٹھنے کے بعد تو ہماری بھی کیفیت بدل جاتی ہے۔ دونوں آخضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ آپ کے اطمینان دلانے پرتسلی ہوئی۔ انسظر صحبح مسلم: باب فضل دوام الذکر و الفکر فی أمور الآخرة والمراقبہ و جواز ترك ذلك فی بعض الأوقات والاشتغال بالدنیا۔ رقم الحدیث: ۲۷۰۔

أيضاً في جامع الترمذي، رقم الحديث: ١٤، ٢٥، و في مسند احد بن حنبل: ٣٤٦/٤

گناہوں کی دعوت، اُدھر جاؤ گناہوں کی کثرت، نگاہوں کو گناہوں سے بچانا آسان نہیں، کہیں کانوں کو گناہوں سے بچانا آسان نہیں، کہیں گانے باہے ہیں، کہیں فیبت ہے،

کہیں گالیاں ہیں اور کہیں جھوٹ ہے۔ اپنے بیٹ کوحرام مال سے بچانا آسان نہیں،

کہیں رشوت ہے، کہیں سود ہے، کہیں ناجائز ملاز متیں ہیں، کہیں کام چوری ہے (کہ تخواہ تو پوری نے رہے ہیں لیکن ڈیوٹی پوری نہیں دے رہے) وغیرہ خلاصہ یہ کہ تقوی اختیار کرنے کا تھم تو بہت مختصر ہے لیکن جب اس کا عملی پہلو سامنے آتا ہے تو گناہوں سے بچنا آسان نظر نہیں آتا۔ گویا معاشرے کی حالت الی ہے کہ ہرطرف گناہوں سے بچنا آسان نظر نہیں آتا۔ گویا معاشرے کی حالت الی ہے کہ ہرطرف کیچڑ بی کیچڑ بھری ہوئی ہے اور آپ کو اسی کیچڑ میں چانا ہے لیکن اپنے بدن، کیچڑ بی کیچڑ بھری ہوئی ہے اور آپ کو اسی کیچڑ میں چانا ہے لیکن اپنے بدن، کیٹر وں اور جوتوں کو اس کیچڑ سے بچانا ہے۔ یہ کوئی آسان کام نہیں۔

قرآن مجيد كاخاص اسلوب:

لیکن بی محم دینے والا رب الأرباب ہے، ہمارا خالق و مالک ہے، ہمارے اندر گناہوں کے جذبات بھی اُسی نے بیدا کئے۔ وہ ہماری کمزوریوں سے بھی واقف ہے اور ان کمزوریوں کاعلاج بھی جانتا ہے چنانچہ قرآن مجید کا بیاسلوب ہے کہ جہاں کہیں بھی اللہ تعالیٰ کوئی ایسا تھم دیتے ہیں جس میں کچھ مشقت یا مشکلات ہوں تو ساتھ ساتھ ساتھ ایک اور تھم بھی دیتے ہیں۔ اس دوسرے تھم پر عمل کرنے سے پہلے تھم پر عمل بیرا ہونے میں آسانی بیدا ہوجاتی ہے۔

تقوى اختيار كرنے كا طريقه الله والوں كى صحبت اختيار كرنا:

یہاں پر جب پہلے بیتکم دیا کہتم تقویٰ اختیار کرو(بینی گناہوں ہے بچو) تو ساتھ ہی ایک حکم دیے دیا جس سے اس پڑمل کرنا آ سان ہوگیا۔ وہ حکم بیہ ہے:

﴿ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ﴾ " " اور بيول كے ساتھ رہو'۔

یعنی اللہ والوں کے ساتھ رہا کرو، اللہ والوں سے تعلق جوڑ لو۔ ان سے محبین بیدا کرلو۔ ان کے باس جایا کرو۔ ان سے ملا کرو، ان کی باتیں سنا کر، وغیرہ۔ جب بیہ ہوگا تو تقویٰ خود بخو د بیدا ہوجائے گا۔ اللہ والوں کے ساتھ تمہارا ملنا جانا جتنا زیادہ ہوگا۔ تمہارے لئے گناہوں سے بچنا اتنا ہی آ سان ہوجائے گا۔

ایک واقعه:

الله والول کے ساتھ رہنے ہے منزل اتنی آ سانی سے طے ہوتی ہے کہ راستہ میں آنے والی مشکلات کا پیتہ ہی نہیں چلتا کہ کب مشکل آئی تھی اور کب چلی گئی۔ ہم ایک مرتبه این مرشد حضرت و اکثر عبدالحی عار فی صاحب رحمته الله علیه کی خدمت میں تھے۔ وہاں میہ بات چل رہی تھی کہ اللہ والوں کے ساتھ رہنے کا کتنا فائدہ ہوتا ہے۔ اسی پر انہوں نے اپنا ایک قصہ سنایا، فرمایا کہ ہندوستان میں رہائش کے زمانے میں ایک مرتبہ گرمی کے موسم میں ہم تفریح کے لئے مسوری گئے ہوئے تھے(مسوری ہندوستان کا ایک تفریخی مقام ہے اور بیان قد دوسرے علاقوں کے مقابلے میں سرد بھی ہے) وہاں جس صاحب کے ہال تھہرے ہوئے تنھے۔ وہ ایک روز ہمیں صبح سوہرے تھمانے کے لئے لے کر نکلے، پروگرام پیتھا کہ آج دن بھرسیر کریں گے۔ پہاڑوں میں ایک جگہ اینی تھی کہ ایک پہاڑ اور دوسرے بہاڑ کے درمیان کھائی تھی اور دونوں پہاڑوں کے درمیان مشکل سے صرف ایک فٹ کا فاصلہ ہوگا۔اگر غلطی سے قدم ایک بہاڑ سے اٹھ کر دوسرے بہاڑ پر بڑنے کے بجائے درمیانی خلاء پر بڑجائے تو کئی ہزار فٹ گہرے خلامیں چلا جائے۔ ہم بھلانگتے ہوئے جارہے تھے۔ جب اس جگہ کے قریب پہنچے تو میزبان نے بتلایا کہ یہاں ایک جگہ ایسی آنے والی ہے جہاں دو پہاڑوں کے درمیان کھائی ہے۔ ذرا خیال رکھیں۔ جب وہ آئے گی تو میں آپ کو بتاؤں گا۔ جب وہ جگہ آگئ تو اس نے بتلادیااور ہم آسانی سے پار ہوگئے کیونکہ فاصلہ تاؤں گا۔ جب وہ جگہ آگئ تو اس نے بتلادیااور ہم آسانی سے پار ہوگئے کیونکہ فاصلہ تاؤی وہ نہ تھا۔ (صرف ایک فٹ کا فاصلہ تھا)

لیکن میرے ذہن میں واپسی کے وقت کا خیال لگار رہا کہ شام کے قریب واپسی ہوگی تو اس وقت اسے کیسے پار کیا جائے گا۔ چنانچہ مغرب کے بعد ہماری واپسی ہوئی۔ چلتے چلتے میں نے میزبان سے کہا کہ ذرا اس جگہ کا خیال رکھئے گا جہاں خطرناک کھائی ہے۔ اس نے جواب دیا صاحب! وہ تو گذر بھی گئی۔

معلوم ہوا کہ اگر رہبر کامل ہوتو اس کے ساتھ جلتے ہوئے کہیں مشکل پیش نہیں آتی بلکہ پہتہ بھی نہیں جلتا کہ کہیں مشکل تھی بھی سہی یانہیں؟

تو قرآن مجید نے بھی تقویٰ کے راستے پر جلنے کا نسخہ سے بتلایا کہ اللہ والوں کے ساتھ ہوجاؤ، راستہ کی مشکلات خود بخو د دور ہوجا ئیس گی۔

الله والے قیامت تک رہیں گے:

بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ آج کل اللہ والے کہاں ملتے ہیں؟ ہمارے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اس زمانے میں اگرتم اللہ والوں کو ڈ مونڈ و گے تو تہمیں شخ عبدالقادر جیلانی بایزید بسطامی اور مولانا روم جیسے لوگ نہیں ملیں گے۔ تہمیں اس زمانے کے اللہ والے ملیں گے اور الحمدللہ وہ موجود ہیں، قیامت تک رہیں گے۔ کیوں؟ خوداسی آ بہت میں اس کی دلیل ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لوگوں کو بیتکم دیا ہے کہتم اللہ والوں کے ساتھ رہو۔ اور اگر اللہ والے موجود نہ ہوں تو ان کے ساتھ رہو۔ اور اگر اللہ والے موجود نہ ہوں تو ان کے ساتھ رہوا

نہیں۔(اور اللہ تعالیٰ ایسا تھم نہیں دیتے جس پر عمل کرناممکن نہ ہو) لہذا خود یہ آیت بتلار ہی ہے کہ قیامت تک اللہ والے رہیں گے۔تمہارا کام بیہ ہے کہ تلاش کرو۔

صراطِ منتقيم مين الله والول كاحواله ديا كيا:

سورة فاتحہ جسے ہم ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھتے ہیں، اس میں اللہ تعالیٰ فی ہمیں اللہ تعالیٰ فی میں اللہ تعالیٰ فی کہ یوں کہو:

﴿ إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسُتَقِيمَ ﴾ (الفاتحة)
ا الله الله المسيد هے راستے کی ہدایت عطا فرمائے۔
اور پھرسید هے راستے کی تشریح یول نہیں کہ صِسراطَ القُسر آن (قرآن کا راستہ) عِراطَ الحدیث (حدیث کا راستہ) یا صراطَ الإسلام (اسلام کا راستہ) بلکہ الله والوں کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا:

﴿ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمُتَ عَلَيْهِمُ ﴾ ان لوگول كاراسته جن پرآب نے انعام كيا۔

انعام يافتة لوك:

اور انعام یافتہ لوگوں کی نشاندہی بھی فرمادی۔ چنانچہ قرآن مجید میں ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿ فُ اُولَٰ عِنَ النَّهِ عَلَيْهِم مِنَ النَّهِ عَلَيْهِم مِنَ النَّهِ عِنَ النَّهِ عِنَ النَّهِ عِنَ النَّهِ وَالصَّالِحِينَ ﴾ وَالصَّالِحِينَ أَنْهَا وَالصَّالِحِينَ أَنْهَا وَالصَّالِحِينَ وَالصَّالِحِينَ أَنْهَا وَالصَّالِحِينَ اللَّهُ اللّهُ اللّ

لوگ''_

انعام یافتہ لوگ چارت کے ہیں۔ اس آ بت سے معلوم ہوا کہ این بین سے معلوم ہوا کہ سے بین سے معلوم ہوا کہ بین سے مع

اگرچہ آج انبیاء موجود نہیں لیکن اللہ والوں کے باقی تین طبقے موجود ہیں تو قرآن یہ بتلار ہا ہے کہ ان کا راستہ ڈھونڈو اور ان کے پیچھے لگ جاؤ، سیدھے جنت میں پہنچ جاؤگ۔

الله والول کے ساتھ رہنے کا ایک خاص فائدہ:

الله والوں کے ساتھ رہنے میں ایک خاص فائدہ یہ ہے کہ اگر اعمال میں پہنچیں گوگی ہوئی تو اس سے درجات تو کم ہوجائیں گےلین پہنچیں گے وہیں جہاں وہ پہنچیں گے۔ حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی رحمۃ الله علیہ اس کی ایک مثال دیا کرتے تھے کہ مثلاً کراچی سے ایک اعلی قتم کی ریل پشاور کے لئے چلی، اس میں عمدہ اور شاندار قتم کی بوگیاں گی ہوئی ہیں اور ہر طرح کی سہوتیں موجود ہیں۔ اس میں اونچ درجے کے حکام اور افسران سفر کررہے ہیں۔ اس ریل کے آخر میں ایک پرانا زنگ آلود ڈبہ بھی لگادیا گیا، تو اگرچہ اس ڈب میں اور ان بوگیوں میں زمین وآسان کا فرق ہے کیکن اس ڈب میں بیٹھا ہوا مسافر بھی وہیں پہنچ گا۔ جہاں وہ پہنچیں گے۔ رسول الله علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

﴿ المرء مَع مَن أَحَبُ ﴾ (مثلوة) "(آخرت میں) آ دمی ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن سے وہ محبت کرتا ہوگا''۔

الله والول کے ساتھ رہنے سے اثرات جج کی حفاظت:

الله والوں کے ساتھ رہنے کا ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ ہم جج سے جو نیک جذبات لے کرآئے ہیں۔ تاجدار دو عالم سرور کونین صلی الله علیہ وسلم کے روضہ اقدس کی فضاؤل کے اثرات اپنے اندر لے کرآئے ہیں۔ ان کی حفاظت رہے گی کیونکہ یہ اللہ والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ غلام ہیں جنہوں نے اپنی زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نقالی میں لگار تھی ہے۔

كيسے لوگول كى صحبت ميں رہيں:

الله والوں سے مراد بھی وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنی زندگی شریعت کے سانچ میں ڈھال رکھی ہوتو اس کی صحبت سانچ میں ڈھال رکھی ہے۔ اور ایبا شخص اگر متندعالم دین بھی ہوتو اس کی صحبت اختیار کرنا ہزارغنیمت ہے۔

لیکن اگرکسی کواپنے قریب میں متندعالم دین اللہ والانہیں ملالیکن ایسا شخص مل گیا جو با قاعدہ سندیافتہ عالم دین تو نہیں لیکن علاء کی صحبت میں رہا ہے اور علاء کرام نے اس پر اعتماد کیا ہے تو اس کی صحبت بھی غنیمت ہے۔ ہمارے مرشد حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی صاحب رحمتہ اللہ علیہ ضابطے کے عالم نہیں تھے۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے چودہ سال تک صرف ایک کتاب پڑھی ہے، اور وہ کتاب میرا مرشد ہے۔ میں نے اپنے مرشد کو پڑھا ہے۔

دوسرا راستہ: تبلیغی جماعت کے ساتھ وفت لگانا:

اور اگر اللہ والوں سے سی کا تعلق سی وجہ سے قائم ہونا مشکل ہور ہا ہو۔مثلاً

الله والا بہت دور رہتا ہے۔ اس سے تعلق قائم کرنے کا موقع نہیں مل رہا تو پھر دوسرا راستہ ہے۔ وہ یہ کہ الحمدلللہ ہمارے تبلیغی جماعت کا کام ہورہا ہے۔ یہ ایک خاموش و بنی انقلاب ہے۔ اس وقت پوری دنیا میں کوئی کمحہ ایسانہیں گذر رہا کہ جس میں یہ تبلیغی قافلے اللہ کا پیغام نہ پہنچار ہے ہوں۔

یہ بات اپنی جگہ ہے کہ اس میں علاء کرام کی کی ہے، کین جتنے کام میں وہ گئے ہیں ، اتنا کام علاء پر موقوف نہیں۔ ان کا کام چھ نمبروں کی حد تک ہے البتہ اس کی برکت سے انہیں اور بھی بہت سی چیزیں ہوجاتی ہے۔ تو جسے اللہ والوں کی صحبت میسر نہ ہور ہی ہو وہ تبلیغی جماعت میں زیادہ سے زیادہ وقت دے۔

تبلیغ میں لگنے کے لئے بھی حدود وقیود کی یابندی ضروری ہے:

لیکن خوب یاد رکھئے کہ تبلیغی جماعت میں لگنے کے لئے بھی حدود وقیود کی ضرورت ہے۔ لہذا تبلیغ میں اس طرح وقت لگائے کہ اس سے سی کاحق تلف نہ ہو، نہ ماں باپ کا اور نہ بیوی بچوں کا۔ اگر ان کے حقوق تلف ہوئے تو قیامت کے روز اس سے مواً خذہ ہوگا۔

حضرت والدصاحب رحمته الله عليه كا واقعه:

حضرت والدصاحب رحمته الله عليه اپنی آخری عمر میں ایک مرتبہ فرمانے گے کہ الحمد لله الله تعالیٰ نے مجھ پر استے احسانات کئے ہیں کہ میں ان کا شکر ہی اوا نہیں کرسکتا۔ میں ونیا سے کوئی حسرت لیکر نہیں جارہا۔ الله تعالیٰ نے میری ساری ضرور تیں اور حسرتیں پوری فرمادیں لیکن صرف ایک حسرت لے کرجارہا ہوں۔ وہ حسرت ایک حسرت کہتے وقت ایک حسرت ایک کے دوہ میرے ساتھ قبر تک جائے گی۔ (یہ بات کہتے وقت ایک حسرت ایک کے دوہ میرے ساتھ قبر تک جائے گی۔ (یہ بات کہتے وقت ایک

چبرے پر انتہائی عم کے آثار نمایاں تھے) ہم بڑی توجہ سے سننے لگے۔ فرمایا کہ جب میری والدہ مرض الموت میں مبتلا تھیں۔ اس وقت میں نے ان کی خدمت کے لئے تمام ممکنہ انتظامات کرر کھے تھے۔ خود بھی دن میں بارہا حاضر ہوکر خود اپنے ہاتھوں سے خدمت کرتا۔ علاج معالجہ کا مکمل انتظام کررکھا تھا۔ ان کا ایک نواسہ جس کو انہوں نے بالاتھا اور جس سے انہیں بے پناہ محبت تھی۔ اسے چھٹی دلوا کر انہیں میں نے خدمت میں مقرر کررکھا تھا۔ ان کی بہت چہتی میں مقرر کررکھا تھا۔

ی ۔ یں ہے اسے لاہور سے بوا کر ان می حدمت کے سے سری والدہ کی خواہش یہ اگرچہ میں نے بیسب انظامات کرر کھے تھے لیکن میری والدہ کی خواہش یہ تھی کہ شفیع میری چار پائی کی پٹی سے لگا بیٹھا رہے کیونکہ میں ان کا اکلوتا بیٹا تھا۔ میں یہ سوچتا تھا کہ میرے ذھے فتوی کا کام ہے، دارالعلوم کی انتظامی ذمہ داری بھی ہاری ملک وملت کے بھی کئی کام سرانجام دے رہا ہوں۔تفییر معارف القرآن بھی جاری ہے۔ یہ دین کے اہم کام ہیں۔ اس لئے میں سمجھتا تھا کہ میں مجبور ہوں۔لیکن'' کاش! آپ سارے کاموں کوآگ واگا دیتا اور اپنی والدہ کی پٹی سے لگ کربیٹھ جاتا۔'' کی سارے کاموں کوآگ واگا دیتا اور اپنی والدہ کی پٹی سے لگ کربیٹھ جاتا۔'' اور ہندوستان و پاکتان کے علماء نے اسے مفتی اعظم پاکتان کا لقب دیا۔ اعتدال اس سے معلوم ہوا کہ دین کے کاموں میں مختلف درجات ہیں۔ اعتدال اس سے معلوم ہوا کہ دین کے کاموں میں مختلف درجات ہیں۔ اعتدال کے ساتھ ان سب کو انجام دیتا ہے۔ ان حدود کے ساتھ تبلیغی جماعت کا کام کریں۔



ا_ ديني كتب كامطالعه:

فارغ اوقات میں دینی کتابوں کا مطالعہ کریں۔ الحمدللہ ہرزبان میں دینی

کتابیں موجود ہیں، جس کی جوزبان ہے، وہ اسی میں انکا مطالعہ کرسکتا ہے۔

٢- تلاوت قرآن مجيد:

روزانہ تلاوت قرآن کا اہتمام کریں۔ اس میں ناغہ نہ ہو۔ اگر زیادہ نہ ہو سکے تو کم از کم ایک رکوع ہی کی تلاوت کرلیں۔ فجر کی نماز کے بعد جنتی فرصت ملے ، خواہ دو تین منٹ ہی کیوں نہ ہو، تلاوت قرآن کی کوشش کریں۔

٣_مناجات مقبول كى دُعا ئيس بره هنا:

اس کے علاوہ مناجات مقبول ہیں سے بھی ہر روز کی دُعا کیں اس روز کے ہوت اس کے علاوہ مناجات مقبول ہیں سے بھی ہر روز کی دُعا کیں اس روز کے اعتبار سے مانگیں۔ اس میں وہ ساری دُعا کیں موجود ہیں جوقر آن مجید میں آئی ہیں۔ حکیم اور رسول اللہ سلی اللہ علیہ وسلم کی ما تگی ہوئی اور امت کو سکھائی ہوئی دُعا کیں ہیں۔ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے ان دعاوں کو جمع کیا ہے۔ ان دُعاوَں کو سات حصوں میں تقسیم کردیا اور ہر جھے کا نام رکھا '' منزل' مثلاً ہفتے کی منزل، اتوار کی منزل، پیر کی منزل وغیرہ۔ دُعا کیں عربی میں ہیں، نیچے اردو میں ترجمہ بھی ہے۔ علاوت کے لئے کوشش کریں کہ روزانہ ایک منزل پڑھ لیں۔ اگر شروع میں پڑھنے میں دقت ہو اور پوری ایک منزل نہ پڑھی جاسکے تو آدھی منزل پڑھ لیں، آدھی منزل پڑھا ایک منزل پڑھا ہو تو پاؤ منزل پڑھا لیں۔ مجھے ایک منزل پڑھا میں چھ منٹ گلتے ہیں جس جب آپ کو عادت ہو جائے گل تو آپ بھی چھ منٹ میں ایک منزل پڑھالیا کریں گیے۔

اس منزل میں بہت جامع دُعا ئیں ہیں۔ اپنے اور اپنے متعلقین کے دین ودنیا میں ہراعتبار سے مانگنے کی چیزیں موجود ہیں۔ اگر ہم چوہیں گھنٹے سوچیں کہ ہم کیا کیا چیزیں اللہ تعالیٰ سے مانگیں ، تو بھی ہم وہ باتیں نہیں سوچ سکتے جو اس کے اندر آگئی ہیں۔

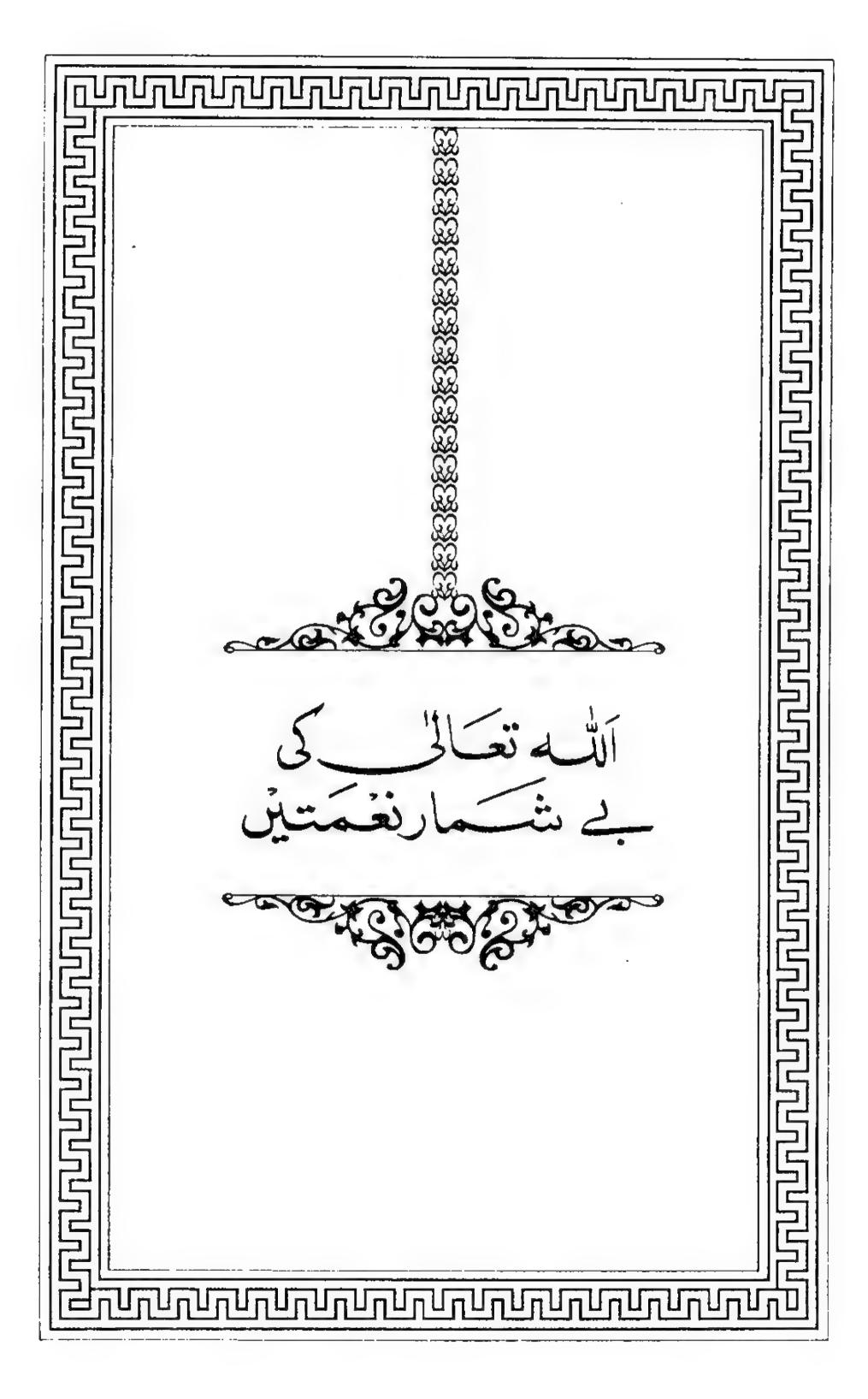
دوكام برحال مين:

ان کے علاوہ دو کام ایسے ہیں کہ جو ہر حال میں کرنے ہی ہیں۔ ا۔نماز کی پابندی اور وہ بھی جماعت کے ساتھ اور اگر کسی وجہ سے جماعت نہل سکے تو جہاں ہوں، جس حال میں بھی ہوں، نماز نہ چھوڑیں۔ ۲۔مال حرام سے بیچنے کی کوشش۔

مال حرام سے ممل اجتناب ضروری ہے:

مال حرام کو اپنے لئے زہر قاتل سمجھیں۔ اپنے گھر میں ہرگز مال حرام نہ آنے دیں خواہ کسی بھی شکل میں ہو، رشوت کی شکل میں ہو، سود کی شکل میں ہو، بینک کی ملازمت میں اگر سودی معاملات سے واسطہ پڑتا ہوتو وہ کام بھی حرام اور اس سے ملنے والی شخواہ بھی حرام ہے۔ اسی طرح کام چوری کرکے پوری شخواہ لینا بھی حرام ہے۔ حرام کی ایک صورت ہے بھی ہے کہ آ دمی زکو ۃ کامشخی نہ ہو اور زکو ۃ لے لے اسی طرح کاروبار میں جھوٹ بول کر، کم ناپ کراور کم تول کر پینے کمانا بھی حرام ہے۔ اسی طرح کاروبار میں جھوٹ بول کر، کم ناپ کراور کم تول کر پینے کمانا بھی حرام ہے۔ اور نماز کی پابندی کرلیں تو اللہ رب العزت کی رحمت سے توقع ہے کہ انشاء اللہ اور نماز کی پابندی کرلیں تو اللہ رب العزت کی رحمت سے توقع ہے کہ انشاء اللہ سیدھے جنت میں جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ جمیں اس پرعمل کرنے کی توفیق نصیب سیدھے جنت میں جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ جمیں اس پرعمل کرنے کی توفیق نصیب شریا۔ (آ مین)

وآخردعوانا أن الحمد لله رب العالمين



﴿ جمله حقوق تجق ناشر محفوظ میں ﴿

موضوع القدتعالي كي بي شار تعميل مقرر معرف عثماني مدخلا مقرر معدد ارالعلوم كراتي مولا نامفتي محدد ارالعلوم كراتي مولا نااعباز احمر صمداني معدد ارالعلوم كراتي مولا نااعباز احمر صمداني بابتمام محمد ناظم انثرف

﴿ الله تعالى كى بے شارتعتیں ﴾

خطبه:

نحمدة ونصلى على رسوله الكريم،

امالعد:

قال النبى صلى الله عليه وسلم "الايمان بضع و ستون أو سبعون شعبة اعلاها قول لا اله الا الله و ادناها اماطة الأذى عن الطريق و الحياء شعبة من الايمان"

''ایمان کے ساٹھ یا ستر سے زیادہ شعبے ہیں، جن میں سب سے اعلیٰ شعبہ لا اللہ الا اللہ کہنا ہے اور سب سے ادنی شعبہ راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے اور حیا ایمان کا ایک عظیم شعبہ ہے'۔

ایمان کے شعبے:

اس حدیث میں بیہ بتلایا گیا کہ ایمان کے ساٹھ یا ستر سے زیادہ شعبے ہیں۔

اس بارے میں دو روایات ہیں۔بعض میں بضع وسنون کے الفاظ ہیں جس کا مطلب ہے ساٹھ سے زیادہ اور بعض میں بضع وسبعون کے الفاظ موجود ہیں جس کے معنی ہیں ستر سے زیادہ ایک اور روایت میں آیا ہے کہ ایمان کے ستتر شعبے ہیں۔ ان ستتر (۷۷) شعبول میں سے یہاں صرف تین شعبوں کا ذکر کیا گیا،

سب سے افضل ، سب سے ادنی اور ایک درمیانے اور عظیم شعبے کا ذکر کیا گیا ہے۔

حيا_ ايمان كا ايك عظيم شعبه:

حیا ایمان کا ایک عظیم شعبہ اور انسان کی ایک شریفانہ صفت ہے۔خوب سمجھ الجئے کہ اس حدیث میں حیا ہے مراد اللہ تعالیٰ سے حیا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے حیا كرنے كا مطلب بيہ ہے كہ آ دمى بيرتصور كرے كه الله رب العزت كى نعمتيں مجھ يركتني زیادہ ہیں اور میری طرف سے ان نعمتوں کے شکر میں کتنی کوتا ہیاں ہوتی ہیں، نماز میں سستی ہو جاتی ہے، جیموٹے بڑے گناہ بھی ہو جاتے ہیں وغیرہ، بیسوچ کر گناہ کرنے سے شرمانے لگے اور بیرسوچ کر گناہ جھوڑ دے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنی نعمتیں عطا کر رکھی ہیں، میں اللہ تعالیٰ کی نافر مانی کیسے کروں۔ اِسے حیاءِ شرعی کہتے ہیں۔

اور بیرحیا ایسی عظیم نعمت ہے کہ جس شخص کو بیرنصیب ہو جائے ، وہ گناہوں ہے نے جائے گا اور متقی، یر ہیز گار شخص بن جائے گا کیونکہ ہر گناہ کرتے ہوئے اُسے الله تعالیٰ ہے شرم آئے گی نیتجیّا وہ گناہ اس ہے چھوٹ جائے گا۔

اس بات کو ایک مثال کے ذریعے یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ آپ کا کوئی میزبان ہے وہ آپ کی تمام راحتوں کاہر لحاظ سے خیال رکھتا ہے، بیٹھنے، لیٹنے، کھانے، پینے وغیرہ ہر چیز کا آرام دہ اور بہتر سے بہتر انظام موجود ہے، اتنے انظامات کرنے کے بعد وہ آپ سے کوئی معمولی بات کہتا ہے مثلاً یہ کہتا ہے کہ ہمارے لئے دعا کر دیجئے ، ہمارے بیچے کے لئے دُعا کر دیجئے وغیرہ تو آپ اس سے انکار کرتے ہوئے شرمائیں گے کہ اس نے اتن راحت و آرام کا سامان کر رکھا ہے اور میں یہ چھوٹا ساکام بھی نہ کروں تو یہ بری برتمیزی اور بے حیائی کی بات ہوگ۔

الله تعالى كى نعمتوں كوسوينے كا فائده:

بالکل ای طرح انسان جب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے بارے میں سوچے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ہم پر کتنی زبردست بارش ہے۔ ہر وقت اور ہر آن ہم اس کی نعمتوں میں ڈوبے ہوئے ہیں جب کہ اللہ رب العزت نے ہمیں کچھ آسان اعمال کرنے کے لئے کہاہے، اگر ہم انہیں نہیں کریں گے تو یہ بھی بے حیائی کی بات ہوگی۔ تو یہ سوچنے کے بعدا ہے گناہ کرتے ہوئے شرم آئے گی۔

سانس لینا۔ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے:

ہم پر اللہ رب العزت کی تعمیں اس قدر ہیں کہ ان کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ ہم جو سانس لیتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، جس ہوا ہے ہم سانس لیتے ہیں، وہ چارگیسوں کا مجموعہ ہے، جب ہم سانس لیتے ہیں تو صرف آسیجن استعال کرتے ہیں۔ اِس آسیجن کی ہمیں ہر آن ضرورت ہے، دن میں بھی ضرورت ہے، رات میں بھی ضرورت ہے، جاگتے ہوئے بھی ضرورت ہے، سوتے ہوئے بھی ضرورت ہے، سوتے ہوئے بھی ضرورت ہے، سوتے ہوئے بھی ضرورت ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کا انعام و کرم دیکھئے کہ ہم سو جاتے ہیں لیکن دینے والا ہمیں آسیجن فراہم کرتا رہتا ہے، اگر اللہ تعالیٰ تھوڑی دیر کے لئے آسیجن روک لیں تو ہمیں آسیجن فراہم کرتا رہتا ہے، اگر اللہ تعالیٰ تھوڑی دیر کے لئے آسیجن روک لیں تو

دم گھٹ جائے گا اور موت واقع ہو جائے گی۔

بینعمت مفت میں ہروفت ملی ہوئی ہے:

ذرا اندازہ لگائے! بیرسانس لینا بظاہر کتنی حجوثی سی چیز ہے لیکن اس پر انسانی زندگی موقوف ہے اور کوئی انسان اِس ہوا کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔

يانی کی نعمت:

اسی طرح پانی اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ یہ ایسی عظیم نعمت ہے کہ دنیا کے قیمتی سے قیمتی اور اعلیٰ سے اعلیٰ مشروبات ایک طرف اور پانی ایک طرف۔ یہ سب مشروبات مل کر پانی کامقابلہ نہیں کر سکتے۔ کوکا کولا، پیپسی کولا، روح افزاوغیرہ وغیرہ پانی کے مقابلہ میں کچھ نیس مالانکہ ان کے خرید نے میں رقم بھی خرچ کرنا پڑتی ہے۔ شربت کا ایک گلاس پئیں یا دو چارگلاس یا اس سے زیادہ پی لیس، لیکن کھی دیر بعد جی بھر جائے گا، پینے کو جی نہیں جا ہے گا۔ ایک روز سارا دن پیاس گلنے پر پیتے رہوا گلے دن نہیں بی سکو گے۔ لیکن بانی الیم نعمت ہے کہ آپ اسے ہر گھنے،

آدھے گھنٹے بعد پئیں تو مزہ آئے گا، دل نہیں اکتائے گا۔ دنیا میں اتنا لذیذ مشروب کوئی اور ہے ہی نہیں جتنا لذیذ پانی ہے۔ اگر آپ کو تین دن تک پانی نہ ملے اور آپ مسلسل بوتلیں استعال کریں تو تھک ہار کر کہیں گے کہ خدا کے لئے اِن بوتلوں سے میری جان چھڑاؤ، مجھے کہیں سے یانی لاکر دو۔

لیکن اندازہ لگائے کہ بیہ بوللیں تو کتنی مہنگی ملتی ہیں جب کہ پانی جیساعظیم مشروب کہ جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا، وہ اللہ تعالیٰ نے مفت دے رکھا ہے اور ہر جگہ دے دیتا ہے۔

بارون الرشيد كا ايك واقعه:

ہارون الرشید بنوعباس کے مشہور خلیفہ ہیں۔ ان کے اردگرد اہل علم ، دانا اور حکمت والے لوگ بھی ہوتے تھے، تاکہ بدلوگ وقتاً فوقتاً ان کے کانوں میں الیی باتیں ڈالتے رہیں، جس سے ان کے علم میں اضافہ ہو، ان کی بصیرت میں اضافہ ہو، ایمان میں قوت بیدا ہو، عمل میں اصلاح ہو۔ انہی اہل علم لوگوں میں سے ایک مشہور عالم اور فقیہ یجی ابن اشم بھی بادشاہ کے مصاحبین میں سے تھے۔

ایک روز خلیفہ کی مجلس میں بیٹے تھے کہ امیر المونین نے پانی طلب کیا، پانی آگیا، اُسے پینے کے لئے جب وہ گلاس کو منہ کے قریب لے گئے تو یحیٰ بن اکثم نے کہا: اے امیر المونین ان کی عزت واحترام کہا: اے امیر المونین ان کی عزت واحترام کرتے تھے، یہ بہت دانا اور مجھدار شخص تھے۔ ان کی بات س کر امیر المونین رک گئے۔ جب انہوں نے گلاس منہ سے ہٹا لیا تو یجیٰ بن اکثم نے سوال کیا: اے امیر المونین! ایک بات بتلائے وہ یہ کہ اگر آپ سے گلاس کا پانی روک لیا جائے تو اسے المونین! ایک بات بتلائے وہ یہ کہ اگر آپ سے گلاس کا پانی روک لیا جائے تو اسے آپ کتنے میں خریدنے کے لئے تیار ہو جائیں گے؟۔

خلیفہ ہارون الرشید نے بیکیٰ بن آئم کے اس سوال کرنے پرغور کیا اور پھر فرمایا کہ اس کے بغیر تو زندگی ہی نہیں، اگر اس کے لئے جھے اپی آدھی سلطنت بھی دین پڑے تو وہ بھی دے دول گا۔غور سیجے ایہ کوئی معمولی بات نہیں، اس وقت پوری دنیا میں اتن وسیع حکومت کوئی نہیں تھی، جتنی بڑی وہ حکومت تھی۔ ایشیا کا تقریباً سارا علاقہ ان کے زیرنگین تھا۔ چین، جاپان اور مشرقِ بعید کے چند علاقوں کے علاوہ تمام علاقہ ان کی حکومت تھی، مشرقی افریقہ اور شالی افریقہ کے سارے ممالک بنوعباس کے زیر حکومت تھے، اور اسلامی حکومت اسپین اور فرانس تک بہنی ہوئی تھی تو وہ اتن بڑی سلطنت کو ایک گلاس یانی پر قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

امیر المونین کا یہ جواب س کر یکی بن آتم نے فرمایا! ٹھیک ہے اے امیر المونین! نوش فرمائے۔ ہارون الرشید نے پانی پی لیا اور گلاس رکھ دیا۔ یکی بن آتم نے پھر عرض کیا کہ اے امیر المونین ایک سوال کرناچاہتا ہوں۔ خلیفہ نے کہا: فرمائے، یکی بن آثم نے فرمایا: اے امیر المونین! جو پانی آپ نے بیا ہے، اگر اُس کو بیشاب کے راستے سے ہاہر نکلنے سے روک دیا جائے تو اُسے نکا لئے کے لئے آپ کیا پچھ خرچ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ امیر المونین نے غور کیا اور پھر فرمایا کہ اگر بیشاب بند ہو جائے تو زندگی ہی جاتی رہے گی لہذا اس کے لئے میں آدھی سلطنت بھی دینے کے لئے تیار ہوں۔

یوس کر بیخی بن اکثم نے فرمایا: اے امیر المومنین! بیدایک گلاس کا پانی جو ہر غریب سے غریب آدمی کو دستیاب ہے، آپ کی پوری حکومت اس کی برابری نہیں کر سکتی اور حقیقت بھی یہی ہے کہ پانی واقعی اتنی ہی عظیم الشان نعمت ہے۔ اور اس کا جسم سے اخراج بھی بہت بڑی نعمت ہے۔

جسم سے بیشاب نکلنا بہت بڑی نعمت ہے:

اس کی قدر و قیمت ان لوگوں سے پوچھے جن کے گردے بیار ہو گئے ہیں۔ وہ لوگ پانی پیتے ہیں لیکن ان کے گردے اس پانی کی صفائی نہیں کر سکتے ، پیشاب نہیں بنتا اورجم سے باہر نہیں نکتا، نتیجہ یہ ہے کہ ہفتہ میں تین مرتبہ ڈائلیسر (Dylessis) کرنا پڑتا ہے۔ ایک دن کی ڈائلیسر کی فیس تین ہزار روپے ہوتی ہے اس طرح ہفتہ میں نوہزار روپے کا خرچہ ہے، اگر بہت ہی ستا ہوتو ایک ہزار میں ہو جاتا ہے، اس طرح ہفتہ میں کم از کم تین ہزار روپے کا خرچہ ہے صرف ایک ہفتے کے جاتا ہے، اس طرح ہفتہ میں کم از کم تین ہزار روپے کا خرچہ ہے صرف ایک ہفتے کے اللّٰہ بیشاب کا انتظام کرنے کے بدلے میں۔ اور زندگی اس طرح گذر رہی ہے۔ اللّٰہ رب العزت کا ہم پر یہ کتنا احسان ہے کہ اس نے ہمارے جم میں ایسا فظام بنا رکھا ہے کہ ہمارے جم کو جتنے پانی کی ضرورت ہوتی ہے، اتنا پانی ہمارا جم خذب کر لیتا ہے، جس سے نشو ونما میں یہ دماتی ہے اور زائد یانی کو نکال دیتا ہے۔

گردوں کے ہسپتال کا دورہ:

یہاں کراچی میں سول ہیتال کے قریب گردوں کے امراض سے متعلق ایک بہت بڑا ادارہ ہے۔ اس ادارے کے سربراہ ملک کے مایہ ناز گردوں کے امراض کے سپیشلسٹ اور عالمی شہرت کے حامل ہیں۔ انہوں نے ایک مرتبہ اپنے ادارے میں آنے کی دعوت دی اور دعوت دینے کی غرض بیتھی کہ وہ ہم سے بیفتوی مانگنا چاہتے تھے کہ کیا کسی ایک آدی کا گردہ دوسرے آدمی کو لگانا جائز ہے یا نہیں؟ فتوی دینے سے پہلے آپ اس عمل کا مشاہدہ کرلیں۔

ہم وہاں گئے، انہوں نے ہیتال میں بہت سے انظامات کررکھے تھے۔

ہم نے دیکھا کہ وہاں بہت سے لوگ موجود ہیں، جن کا ڈائلیسز ہورہا ہے۔ ڈائلیسز کاطریقہ یہ ہے کہ ایک بہت بڑی مشین ہوتی ہے جو گردے کا کام کرتی ہے بعنی جسم کا پوراخون ایک طرف سے نکالا جاتا ہے اور دوسری طرف سے جسم میں داخل کیا جاتا ہے اور دوسری طرف سے جسم میں داخل کیا جاتا ہے اور وہ مشین اس خون میں موجود بیثاب کے جھے کو نکال کر باہر پھینگتی ہے بیمل چار گھنٹوں میں مکمل ہوتا ہے تو جو کام ایک معمولی سائز کا گردہ کرتا ہے، وہ کام ایک بہت بڑے جم کی مشین سے لیاجاتا ہے۔

ہمیں بہت سے ایسے لوگ بھی دکھائے گئے جن کے گرد ہے تبدیل کئے گئے سے سے ایسے لوگ بھی دکھائے گئے جن کے گرد ہے تبدیل کئے گئے سے سے ایک آدمی کا گردہ نکال کر دوسرے کے جسم میں لگایا گیاتھا، ہم نے وہ مریض بھی دیکھے جن کے میھے جن کے جسموں سے گرد ہے نکالے گئے تھے اور وہ مریض بھی دیکھے جن کے جسموں میں گردے لگائے گئے تھے۔

كيا مصنوعي كروه بنايا جاسكتا ہے؟:

میں نے ان سے سوال کیا کہ اب تو ہر چیز مصنوی بنے لگی ہے کیا ابھی تک سائنس کو اس میں کامیا بی نہیں ہوئی کہ کوئی ربڑیا پلاسٹک وغیرہ کا مصنوی گردہ بنا لیاجائے اور پھر اسے انسان کے جسم میں لگا کر اس سے مطلوبہ مقصد حاصل کیاجائے تاکہ کسی انسان کے گردے کو نکال کر دوسرے انسان کے جسم میں لگانے کی نوبت ہی نہ آئے۔

انہوں نے جواب دیا کہ ایباہونا تقریباً ناممکن ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ گردہ ایک چھلنی ہے، اس میں پانی چھنتا ہے، خراب پانی مثانے کی طرف چلا جاتا ہے اورصاف پانی انسان کی تروتازگی کا سبب بنتا ہے۔ اس پانی کے چھننے کے لئے گردوں کے اندر انہائی باریک نالیاں لگی ہوئی ہیں، یہ نالیاں اتن باریک ہیں کہ عام نگاہ سے

دکھائی نہیں دیتیں بلکہ انہیں خورد بین کے ذریعے سے دیکھا جاتا ہے اور ایک انسان کے گردے میں اِن نالیوں کی تعداد اتن زیادہ ہے کہ اگر انہیں انسان کے جسم سے نکال ایک دوسرے سے جوڑ کر لمبائی میں بھیلایا جائے تو یہاں (کراچی) سے لے کر حیدرآباد تک بہنچ جائیں۔ اس قدر باریک باریک نالیاں کوئی مشین بنا سکتی ہے کہ انہیں تیار کر کے انسانی جسم میں لگا وے، ابھی تک ایسی ٹیکنالوجی ایجاد نہیں ہوئی۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر بالفرض سائنس اس قدر باریک نالیاں بنانے میں کامیاب ہوبھی جائے تو ان پر اتنا زیادہ خرچہ آئے گا کہ انہیں لگایا ہی نہیں جاسکے گا۔

اور پھر ایک اور بات یہ ہے کہ گردہ صرف بہی کام نہیں کرتا کہ وہ پانی کو چھانتا ہے بلکہ وہ ایک لمبا چوڑا حساب بھی کرتا ہے۔ وہ حساب یہ ہے کہ انسان کے جسم میں تیرہ لٹر پانی ہر وقت موجود رہنا چاہئے ، اگر اس سے کم ہوگا تو انسان کی نشوونما رک جائے گا، یہاں تک کہ جان جانے کا بھی خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ چنا نچہ جب پانی گردے سے گزرتا ہے تو وہ حساب لگا تا ہے کہ اس وقت جسم میں کتنا پانی موجود ہے اور اس وقت جسم میں کتنا پانی موجود ہے اور اسے مزید کتنے پانی کی ضرورت ہے اور اس وقت کتنا پانی زائد ہے وغیرہ جو پانی زائد ہوتا ہے اسے باہر نکال دیتا ہے اور باتی واپس جسم کی طرف بھیج دیتا ہے۔ اگر ہم نے کوئی ایسا مصنوعی گردہ تیار بھی کر لیا کہ جس میں باریک باریک ہوں تو اِس گردے کو اس حساب و کتاب کے کرنے کے لئے عقل کہاں سے دیں گے؟ لہذا ہمارے لئے اس طرح کا گردہ بنانامکن نہیں۔

غور سیجئے کہ بیرگردہ کتنی بڑی نعمت ہے جوا تنا بڑا اور باریک کام کرتا ہے اور مسلسل کرتا رہتا ہے۔

دل ـ الله تعالى كى بهت بروى نعمت:

اس کے علاوہ ہمارے جسم میں اللہ کی ایک اور نعمت ''دل'' کی صورت میں

موجود ہے۔ دل ایک پہپ کرتا ہے، یہ ہر وفت دھڑ کتا رہتا ہے۔ دنیا میں آج تک کوئی ایبا پہپ تیار نہیں ہوا جو ستر اسی سال تک کسی وقفے کے بغیر مسلسل پمپنگ کا کام کرتا رہے۔

یدول روزانہ کئی من خون پہپ کرتا ہے۔ جب ایک مرتبہ دل دھڑ کتا ہے تو جسم میں موجود سارا خون پہپ ہوتا ہے، پھر دوسری مرتبہ دھڑ کتا ہے تو اس طرح دوسری مرتبہ سارا خون پہپ ہوتا ہے۔ ایک منٹ میں کتنی مرتبہ دل دھڑ کتا ہے اور ہر مرتبہ سارا خون پہپ ہوتا ہے۔ ایک منٹ میں کتنی مرتبہ دل دھڑ کتا ہے اور ہر مرتبہ کتنے خون کو پہپ کرتا ہے، اگر اس کا حساب لگایا جائے تو معلوم ہوگا کہ دن بھر میں ٹنول اور منول کے حساب سے خون کی مقدار کو یہ دھکا دیتا ہے۔

دنیا کا کوئی پہیا اس طرح کام نہیں کرسکتا

اور پھرایک اہم بات ہے کہ یہ پہپ سالہا سال تک مسلسل چاتا رہتا ہوا ہے۔ دنیا والوں کے بنائے ہوئے بہپ مسلسل کام نہیں کر سکتے، فولاد یالوہ کا بنا ہوا بہپ بھی مسلسل کئی سال تک نہیں چل سکتا بلکہ ایک، دو سال بعد گھنے لگتا ہے، دنیا میں آج تک ایسا بہپ ایجاد نہیں ہوا جو ستر، اسی سال تک کسی وقفے کے بغیر مسلسل چلتا رہے؟ عام طور پر پہپنگ سٹیشن پر کئی بہپ رکھے جاتے ہیں کہ جب ایک بہپ تھک جائے گا تو دوسرا چلایا جائے گا۔ ہمارے دارالعلوم میں پہپنگ سٹیشن (Pumping) جائے گا تو دوسرا چلایا جائے گا۔ ہمارے دارالعلوم میں پہپنگ سٹیشن کو پورے دارالعلوم میں بہپنگ سٹیشن عبانی کو پورے دارالعلوم میں بھیخے کے لئے ایک بہت بڑا کمرہ بنایا گیا ہے، جس میں چار پہپ لگ ہور دو تین دارالعلوم میں بھیخے کے لئے ایک بہت بڑا کمرہ بنایا گیا ہے، جس میں چار پہپ لگا کیں گے تو دو تین گھنٹوں میں گرم ہوکر بے کار ہو جائے گا، البذا اس کی بجائے گئی پہپ لگا نیں گا نے پڑیں گا اور ان کے اوقات مقرر کرنا ہوں گے کہ اتی دیر یہ پہپ چلے گا، پھر دوسرا چلے گا،

پھر تیسرا جلے گا وغیرہ اس طرح کرنے سے کام ہوگا ورنہ ہیں ہوسکتا۔

ریروہ بی دریرہ کے ہوئے ہے دل کتنی بڑی نعمت ہے کہ لوہ کے لگے ہوئے بہپ بھی مسلسل کام نہیں کر سکتے جب کہ بیہ دل مسلسل کئی سالوں تک کام کرتا ہے، ایک منٹ کاوقفہ بھی نہیں کرتا، اگر یہ تھوڑی دیر کے لئے رک جائے تو انسان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ اللہ رب العزت نے اپنے فضل و کرم سے یہ نعمت غریب سے غریب آدمی کو بھی دے رکھی ہے۔ اللہ رت العزت نے اپنے فضل و کرم ہوا، اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی اور بھی لامحدود نعمیں ہیں۔

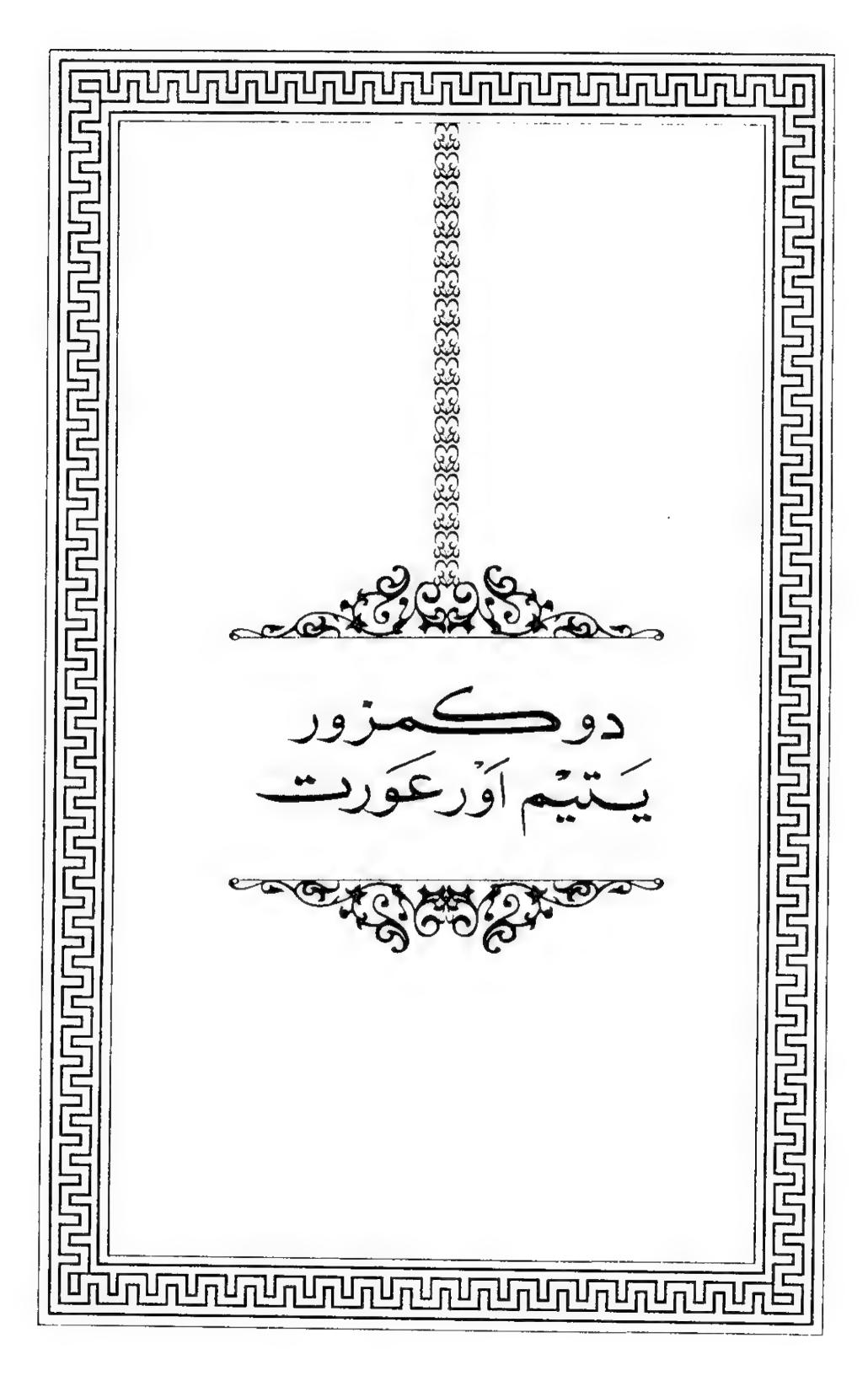
خلاصه:

خلاصہ بید کہ جب انسان اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کی طرف دھیان کرے گا اور اپنی کوتا ہیوں برنظر ڈالے گا تو اُس سے جو کیفیت پیدا ہوگی اس کا نام حیا اور شرمندگی ہے۔

اس حیا اور شرمندگی کی وجہ سے وہ گناہوں سے بیجے گا، اسی لئے حیا کو ایمان کاشعبہ قرار دیا گیا۔

الله تعالیٰ ہمیں اِس حیا کے تمام تقاضوں برمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين



﴾ جمله تقوق تجق ناشر محفوظ میں ﴿

موضون و منزور بيتيم اورغورت مقرر شنان مفتی محمد فع منانی مدخله مقام مدرسة البنات ، جامعه دار العلوم مرابي طبط وتر ترب موازنا وازاحم صعدانی با بهتمام مینان شنان فارد احمد صعدانی

﴿ دو كمزور عليم اور عورت ﴾

خطبه:

نحمده ونصلي على رسوله الكريم ٥

امالعد:

عن أبى شريح خويلد بن عمرو الخزاعى رضى الله عنه قال: قال النبى صلى الله عليه وسلم "اللهم" إنى أحرّج حق الضعيفين ، اليتيم والمرأة" (حديث حسن رواه النسائى باسناد جيد وايضاً في مسند احمد بن حنبل

(۲/ ٤٣٩) وابن ماجه رقم الحديث: ٣٦٧٨)

حديث كا مطلب:

رسول الله صلى الله عليه وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:
'' اے اللہ! دوشم کے ضعیفوں کی حق تلفی کرنے کو میں گناہ قرار دیتا ہوں۔''

مطلب ہیر کہ جوشخص ان دوشم کے ضعیفوں کا حق پامال کریگا، وہ سخت گنہگار ہوگا اور سزا کامستحق ہوگا۔ان میں ایک بیٹیم کا ذکر فر مایا اور دوسر ہے،عورت کا۔

ينتم اورعورت دونوں ضعیف ہیں:

یتیم بھی ضعیف ہے کہ وہ اپنے مال، جان اور آبرو کی خود حفاظت نہیں کرسکتا، وہ اپنا حق بھی خود وصول نہیں کرسکتا۔ یتیم ہے، باپ کا انتقال ہو چکا ہے، خود بجہ ہے، باپ کا انتقال ہو چکا ہے، خود بجہ ہے، بعلا وہ کیسے اپنے حقوق وصول کرسکتا ہے۔

دوسرے عورت ، کہ وہ بھی جسمانی، خلقی اور پیدائشی طور پر کمزور ہے۔ اگر کوئی مرد اس کاحق مارلے تو عموماً وہ بیجاری اپناحق وصول کرنے پر قادر نہیں ہوتی۔

يتيم كا مال كھانے كى وعيد:

یتیم کے بارے میں قرآن مجید کی متعدد آیات اور کئی دیگرا حادیث بھی وارد ہوئی ہیں۔قرآن مجید میں ایک جگہ ارشاد باری ہے:

﴿ إِنَّ اللَّذِينَ يَأْكُلُونَ آمُوالَ الْيَتْمَى ظُلُماً إِنَّمَا يَأْكُلُونَ الْمُوالَ الْيَتْمَى ظُلُماً إِنَّمَا يَأْكُلُونَ الْمُوالَ الْيَتْمَى ظُلُماً إِنَّمَا يَأْكُلُونَ الْمُولِ فِي الْمُلُونِ سَعِيْراً ﴾ (النماء:١٠) "جولوگ يتيمول كا مال ناحق طور پر كھاتے ہیں، وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھررہے ہیں اور عقریب وہ جہنم كی آگ میں داخل ہول گئے۔

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیدار شاد مروی ہے کہ:
'' یتیم کا مال ناحق کھانے والاشخص قیامت کے روز اس حالت میں اٹھایا جائے گا کہ بیٹ کے اندر سے آگ کی کیٹیں اس کے

منه، ناک، کانوں اور آئکھوں تک نکل رہی ہوں گی'۔ (ابن کثیرار۴۰۳)

ينتيم كا مال كھانے كى ايك صورت، جس كى طرف دھيان نہيں جاتا:

ویسے تو یتیم کے مال کو کھانا، اس کے حق کو مارنا، اس کے ساتھ بدسلوکی کرنا اوراس کے ساتھ ناانصافی کرنے کو عام طور پر ہرانسان براسمجھتا ہے اور بے رحمی قرار دیتا ہے لیکن اس کی بعض صورتیں ایسی ہیں کہ عام طور پرلوگوں کا انکی طرف دھیان نہیں جا تا اور یہ خیال تک نہیں گذرتا کہ ہم تیموں کا مال کھا رہے ہیں۔ حالانکہ وہ خود بھی تیموں کا مال کھارہے ہوتے ہیں۔ طالانکہ وہ خود بھی تیموں کا مال کھارہے ہوتے ہیں بلکہ بسا اوقات دوسروں کو بھی تیموں کا مال کھلا دیتے ہیں۔

ان میں سے ایک بات وہ ہے جو ناواقف لوگوں اور طرح طرح کی رسموں

کے شکار افراد میں پائی جاتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب ان میں سے کسی کے میت
ہوجائے تو تعزیت کے لئے اس کی برادری کے لوگ اور دیگردوست واحباب آتے
ہیں۔ اور اس کے گھر میں آ کر پڑاؤ ڈال دیتے ہیں۔ یا صبح شام آتے رہتے ہیں۔
دوبہر کا کھانا بھی یہیں کھاتے ہیں اور شام کا کھانا بھی میت والوں کے ہاں کھاتے
ہیں۔کئی گئی دن تک ان کا یہ معمول چاتا رہتا ہے۔ بجائے اس کے کہ میت والوں کی مدد کی جاتی ہاں پر بوجھ بن جاتے ہیں۔

شريعت كا بتلايا موا ادب اور بهارا طرزعمل:

حالانکہ بیہ بات آ داب میں سے ہے اور بڑھے لکھے لوگوں میں بھی عام طور پر سے کھے لوگوں میں بھی عام طور پر سے مرائج ہے کہ جن کے ہاں میت ہوجاتی ہے کہ ان کے دوست احباب اور قریبی رشتے دار ان کے بال بکا ہوا کھانا بھیجتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

ہدایت بھی یہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ غم میں مبتلا ہوتے ہیں، کھانے کا سامان اور اسے تیار کرنے کا کام اب ان کے لئے آسان نہیں رہا۔ بلکہ غم کی وجہ سے ان کا کھانا کھانے کو جی بھی نہیں چاہتا تو شریعت نے یہ ادب بتلایا کہ تم پکاپکایا کھانا لیے جاکر اپنے سامنے کھلا دو تو کھانا کھالیں گے ورنہ بیچارے روتے پیٹتے ہی رہ جا کر اپنے سامنے کھلا دو تو کھانا کھالیں گے ورنہ بیچارے روتے پیٹتے ہی رہ جا کیں گے۔ بھوکے پڑے رہ جا کیں گے۔

شریعت کا بتلایا ہوا طریقہ تو بیرتھا جو ابھی بیان ہوالیکن ناواقف لوگوں نے میت والوں پر الٹا بوجھ ڈال دیا۔ اب وہ غریب آ دمی نہ صرف اپنے کھانے کا انتظام کرتا ہے بلکہ مہمانوں کا انتظام بھی کرتا ہے اور بیرغریب بھی وہ ہے جو میت ہوجانے کی وجہ سے غمز دہ مجھی ہے۔

غلط طرزيمل كالتبجه:

اس میں بیا اوقات ایبا ہوتا ہے کہ مثلاً گھر کے سربراہ کا انقال ہوگیا۔ اس کے ورثاء میں اس کی بیوی اور چھوٹے بڑے بیچ شامل ہوتے ہیں۔ بعض مرتبہ ایسے وارث بھی ہوتے ہیں جو اُس وقت وہاں نہیں ہوتے ، کسی سفر میں ہوتے ہیں یا بیرون ملک مقیم ہوتے ہیں وغیرہ۔ اب انقال کے بعد میت کے گھر میں موجود سامان جیسے آٹا، گھی، دل ، مرج مصالحے وغیرہ ہے ہی کھانا تیار کیا جاتا ہے۔ حالانکہ جو نہی میت کا انقال ہوا فوراً اس کا مال اس کی ملیت سے نکل گیا ، اب اس کی ملیت میں بچھ نہیں رہا، اس کا بچھونا، اس کے کپڑے، کھانے پینے کا سامان حتی کہ جو دوا کیں اس کی زیر استعال تھیں، اب وہ بھی اس کی ملیت نہیں رہیں بلکہ وارثوں کی ملیت میں آگئیں۔ ان وارثوں میں بیا اوقات بیٹیم بھی ہوتے ہیں، بعض مرتبہ ایبا وارث بھی ہوتا ہے جو وہاں موجود نہیں ہوتا ہے جو وہاں موجود نہیں ہوتا ہے جو وہاں موجود نہیں

ہوتا۔ اب یہاں یہ ہوا کہ غیر موجود وارث کی مرضی اور اجازت کے بغیر اس کا مال
مہمانوں کو کھلا دیا، نابالغ بچے کی تو اجازت کا شرعاً اعتبار ہی نہیں، اس طرح د ماغ سے
معذور شخص اگر کسی کو پچھ دے دے تو لینے والا اس کا ما لک نہیں بنتا جبکہ اس صورت
میں نابالغ اور د ماغ سے محروم وارث کا مال مہمان کو کھلا دیا گیا، اور کھانے والوں نے
بھی بلا جھجک یتیم کا مال کھالیا حالانکہ قرآن میں یہ وعید ہے کہ:
"جولوگ تیموں کا مال ناحق طور پر کھاتے ہیں، وہ اپنے پیٹوں
میں آگ کھررہے ہیں اور جہنم میں داخل کئے جائیں گئے۔

میں آگ کھررہ ہیں اور جہنم میں داخل کئے جائیں گئے۔
(النہاء:۱۰)

غرباء کے لئے پریشانی

مجھے ایک گاؤں کے لوگوں نے بتلایا کہ ہمیں ڈرلگا رہتا ہے کہ اگر کسی کا انتقال ہوگیا تو اس کی وجہ سے ہونے والے غم کے علاوہ ہزاروں روپے کے مہما نداری کے خرچے کی رقم کہاں سے لائیں گے۔ انہوں نے بتلایا کہ ہمارے ہاں شادی پر اتنا خرچہ نہیں ہوتا جتنا کہ میت ہونے پر ہوجا تا ہے۔ اور پھر عجیب بات یہ ہے کہ اس طرف کسی کا دھیان بھی نہیں جاتا کہ ہم یتیم کا مال کھار رہے ہیں۔ یہ بڑی افسوس ناک بات ہے۔

ہمارے مرشد کی احتیاط

ہمیں یاد ہے کہ جب ہمارے حضرت والدصاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی تو ہمارے مرشد حضرت والدصاحب رحمۃ اللہ علیہ (جو ہمارے ہوئی تو ہمارے مرشد حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (جو ہمارے لئے باب کی طرح تھے وہ) تشریف لے آئے، کمزور اورضعیف تھے۔ میں نے دیکھا

کہ حضرت تھے ہوئے ہیں تو میں گھر میں رکھے ہوئے ایک خمیرہ کو لے کر حضرت کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ اس سے کچھ کھالیجئے۔ فرمایا کہ بیتر کے کا تونہیں ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت! بیہ والد صاحب کا نہیں، بیا تو ہمارا ہے تو حضرت نے تناول فرمالیا۔ اگر بیہ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہوتا تو ہم گزنہ کھاتے۔

عورتول سيمتعلق چنداحكام

دوسراضعیف، جس کا ذکر شروع میں آیا تھا، وہ'' عورت' ہے۔عورتوں کے بارے میں شریعت نے بہت سے احکام دیئے ہیں۔ ایک تھم تو یہ ہے کہ:
﴿ وَعَا شِرُو هُنَّ بِالْمَعُرُو فِ ﴾ (النہاء: ١٩)
﴿ وَعَا شِرُو هُنَّ بِالْمَعُرُو فِ ﴾ (النہاء: ١٩)
﴿ عورتوں کے ساتھ الجھے طریقے سے زندگی گذارو۔''

مراد یہ ہے کہ ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ اور محبت وشفقت کا برتاؤ کرو، خیر خواہی اور ہمدردی کا برتاؤ کرو۔

دوسراتھم میہ ہے کہ اگرایک سے زائد نکاح کروتو پھران کے درمیان برابری کرو، اگر مید ہو کہ ایک سے زائد بیویوں کی صورت میں ان کے درمیان برابری نہیں کرو، اگر میہ خطرہ ہو کہ ایک سے زائد بیویوں کی صورت میں ان کے درمیان برابری نہیں کرسکو گے تو پھرایک ہی کو نکاح میں رکھو۔ چنانچہ ارشاد باری ہے:

﴿ فَا إِنْ خِفْتُمُ أَلَّا تَعُدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوُمَا مَلَكَتُ اللَّهُ اللَّلَّا اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ ا

"اگرتمہیں اندیشہ ہو کہ (سب عورتوں ہے) کیماں سلوک نہ کرسکو گے تو ایک عورت (کافی ہے) یا باندی جسکے تم مالک ہوئ۔

فرض كريں اگركسى كے پاس دو بيوياں ہيں كداس كے لئے ضرورى ہے كہ

ایک رات ایک بیوی کے پاس گذارے اور دوسری رات دوسری بیوی کے پاس۔ بیہ جائز نہیں کہ ایک بیوی کے پاس ایک جائز نہیں کہ ایک بیوی کے پاس اور راتیں گذارے اور دوسری بیوی کے پاس ایک رات۔ رسول الله صلی الله علیہ وسلم اپنی از واج کے ساتھ برابری کرتے تھے۔

حضرت تفانوى رحمة الله عليه كاطرزعمل

کیم الامة حفرت تھانوی رحمة الله کی دو بیویاں تھیں۔ آپ ان کے درمیان برابری کا پورا اہتمام فرماتے۔۔ چنانچہ خانقاہ میں ترازور کی ہوئی تھی۔ جب بھی کہیں سے کوئی تخد آتا تو تول کر آدھا آدھا کرتے اور پھر اسے ہر ایک کے گر میں بھیجے۔ محض اندازہ سے کام نہ چلاتے۔ کس نے عرض کیا کہ حضرت آپ نے دوشادیاں کرکے زیادہ شادیوں کا راستہ کھول دیا۔ فرمایا: راستہ کھول دیا بند کردیا؟ میں نے تو راستہ بند کردیا۔ مجھے دیکھنے والا بھی دوشادیاں نہیں کریگا۔ مجھے جو تکلیف اور مخت ومشقت اٹھانی پڑتی ہے۔ اسے دیکھ کر کسی کو دوشادیاں کرنے کی جرائت نہیں ہوگی۔

محبت کے اعتبار سے برابری کرناممکن نہیں

البتہ ایک بات ہے کہ بیت کم مل میں برابری سے متعلق ہے۔ دل کی محبت میں برابری سے متعلق ہے۔ دل کی محبت میں برابری کے متعلق نہیں۔ قرآن میں برابری کرنا ممکن نہیں۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿ وَلَنُ تَسُتَطِيعُوا أَنُ تَعُدِ لُوابَيْنَ النِّسَاءِ ﴾ (النهاء:١٢٨) "تم خواه كتنا بى جابهو،عورتوں میں ہرگز برابری نه کرسکو گئے'۔ لیکن اس کا بیمطلب نہیں کہ ایک ہی کی طرف زیادہ جھک جاؤ، چنانجہ اسی آیت کے اگلے حصے میں اس سے منع کیا گیا کہ:

﴿ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوُهَا كَالُمُعَلَّقَةِ ﴾ ''ابیانه کرنا که ایک ہی طرف ڈھل جاؤ اور دوسری کو (ایسی حالت میں) جھوڑ دو کہ گویا وہ لٹک رہی ہے'۔

''معلقہ'' کا مطلب ہے کہ وہ نہ شادی شدہ کی طرح ہواورنہ غیر شادی شدہ کی طرح۔ شادی شدہ کی طرح۔ شادی شدہ کی طرح تو اس لئے نہیں کہ تم اس کا حال ہو چھتے نہیں اور غیر شادی شدہ (کنواری) کی طرح اس لئے نہیں کہ تمہارے نکاح کے بندھن میں بندھی ہوئی ہے کسی اور سے نکاح نہیں کر سکتی ہے۔ ایسا رویہ اختیار کرنا ناجائز ہے۔

عورت پہلی سے پیدا کی گئی

ایک روایت میں جناب رسول الله صلی الله علیه وسلم کا ارشاد منقول ہے:
استوصوا بالنساء خیرا فإن المرأة خلقت من ضلع
وإن اعوج مافی الضلع اعلاه فإن ذهبت تقیمهٔ
کسرتهٔ وإن ترکتهٔ ، لم يزل أعوج فاستوصوا بالنساء
(متفق علیه)

" بیش آنے کی ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنے کی نصیحت قبول کرو، اس لئے کہ عورت پہلی سے بیدا کی گئی ہے اور پہلی کا سب سے زیادہ میڑھا حصہ اس کا اوپر والا حصہ ہوتا ہے پسلی کا سب سے زیادہ میڑھا حصہ اس کا اوپر والا حصہ ہوتا ہے پس اگرتم اُسے سیدھا کرنے کی کوشس کرو گے تو اُسے تو رُ بیٹھو گے اور اگر اُسے چھوڑ دو گے تو وہ اسی طرح ٹیڑھی ہی رہے گی۔ پس عورتوں سے اچھا برتاؤ کرو'۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو پہلی سے پیدا کیا گیا۔ لہذا جس طرح پہلی کے اندر ٹیڑھ بن ہوتا ہے، اس کے اندر بھی مرد کے مزاج کے اعتبار ٹیڑھ بن ہوگا۔ مرد کے لئے ضروری ہے کہ وہ اسے بن ہوگا یعنی مرد سے اس کا مزاج مختلف ہوگا۔ مرد کے لئے ضروری ہے کہ وہ اسے اس حال میں برداشت کرے ورنہ اگر اسے سیدھا کرنے کی کوشش کریگا تو وہ ٹوٹ جائیگی اور ایک روایت میں ہے کہ:

''تکسُرُ هَا طَلَا قُهَا''(ملم) ''اس کا ٹوٹنا اس کوطلاق دینا ہے''۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسے سیدھا کرنے کی کوشش سے طلاق کی نوبت آ سکتی ہے۔

بيغورت كاعيب نهيس

یہاں پرخوب بیجھنے کی بات یہ ہے کہ اس حدیث میں عورت کے پہلی سے پیدا ہونے کا ذکر کرکے اس کا عیب بیان نہیں کیا جارہا، اس لئے ہر ٹیڑھی چیز بری نہیں ہوتی۔ اگر ساری چیزیں سیدھی ہوا کرتیں تو کوئی حسن وجمال باقی نہ رہتا۔
مثلاً اگر سارے درخت سیدھے اور چوکور ہوتے تو کوئی حسن وجمال باقی رہتا؟

اگر بہاڑ عمارتوں کی طرح بالکل مربع یامستطیل ہوتے تو ان میں سے کوئی دیکھنے کے قابل نہ ہوتا؟

اگر بھول بیتیاں بالکل سیدھی یا چوکور ہوتیں تو ان میں کوئی حسن پیدا ہوتا؟ جس طرح ان سب کے اندر حسن وجمال اور خوبی اسی ٹیڑھ بن میں ہے، اسی طرح پہلی کا حسن اس کے ٹیڑھ بن میں ہے۔ اگر پہلیاں بالکل سیدھی ہوتیں تو کیا انسان کی ساخت ایسی مناسب ہو سکتی تھی؟ ہرگز نہیں، معلوم ہوا کہ فطرت کا تقاضا یہ ہے کہ پہلی میڑھی ہو۔

بیلی سے پیدا ہونے کا مطلب

اوراس کا مطلب ہے ہے کہ بینیں ہوسکتا کہ عورت سو فیصد تمہاری مرضی اور مزاج کے مطابق ہو بلکہ اس کے اور تمہارے مزاج کے درمیان فرق رہے گا۔ جس کی وجہ سے تمہیں اس کی بعض باتیں مزاج کے خلاف نظر آئیں گی۔ تمہیں ان باتوں کو برداشت کرنا ہوگا۔ اگر برداشت نہیں کرو گے تو پہلی ٹوٹ جائے گی لیعن طلاق دینے کی نوبت آ ہینچے گی۔

ہیوی کی جائز ضد بوری کردینی جاہئے

اور بات یہ ہے کہ اعلیٰ ظرف انسان عورتوں کی ناز برداریاں کرکے خوش ہوتا ہے۔ اس کو اس میں مزہ آتا ہے۔ ہاں البتہ ناجائز امور میں تو اس کی بات نہیں۔ مانی جائے گی تاہم جائز امور میں ان کی بات نہیں۔ ایک مرتبہ کسی میاں ہوی میں جھڑا تھا۔ انہوں نے جھے بلایا۔ وہاں ساس اسر بھی موجود تھے۔ شوہر نے یہ شکوہ کیا کہ میری ہیوی ضد بہت کرتی ہے۔ میں نے اسے سمجھا یا کہ چلوتم اس کی ضد بوری کردیا کرو۔ تم مرد ہو، اللہ تعالیٰ نے تمہیں طاقت دے رکھی ہے ہاں اگر تمہارے بس سے باہر ہوجائے تو اس پر معذرت کردو۔ لیکن جو مطالبے بآسانی بورے کر سکتے ہو، اور وہ جائز بھی ہوں تو آئییں بورا کردو۔ تمہارے مطالبے بہ بورے کرتی ہے۔

عورت کی قربانیاں

عورت کی حالت و کیھئے، یہ اپنے شوہر کے لئے کتنی قربانیاں ویت ہے۔ جن ماں باپ نے اسے پیدائش سے لے کر جوانی تک پالا، جن بہن بھائیوں کے ساتھ پیارومجت سے اس نے زندگی گذاری۔ ان سب سے جدائی اختیار کرکے ایک بالکل اجنبی مرد کے ساتھ ہمیشہ کی زندگی گذار نے کے لئے آ جاتی ہے اور پھر اس نئے گھر میں اپنے شوہر کے ماں باپ سے وہ معاملہ کرتی ہے جو اپنے ماں باپ کے ساتھ کرتی میں اپنے شوہر کے ماں باپ سے ساتھ کرتی ہے جو اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ کرتی تھی۔ اور پھر شوہر کی بے شار ضرورتوں کو پورا کرتی ہے، اس کی خدمت کرتی ہے۔ اب اگر کسی جائز معاملے میں ضد کرتی ہے تو تم اس کی ضد پوری کردو، پھر وہ تہماری ضدیں بھی پورا کرنے گی اور اس سے تمہارے درمیان محبت اور بڑھ جائے گی۔ اس طریقے سے بی آپس میں محبتیں بڑھا کرتی ہیں۔ محض قاعدے اور قانون گی۔ اس طریقے سے بی آپس میں محبتیں بڑھا کرتی ہیں۔ محض قاعدے اور قانون کے اندر رہتے ہوئے میاں ہوی کی زندگی خوشگوارنہیں ہوگتی۔

ہمارے معاشرے میں عورت کے ساتھ برتاؤ کی کیفیت

ہمارے معاشرے میں عام طور پرعورت کے ساتھ بدسلوکی کی جاتی ہے،
ان کے ساتھ بے رحمی کامعاملہ کیاجاتا ہے۔ انہیں باندی اور ملمٹی بنا کر رکھا جاتا ہے
یوں سمجھا جاتا ہے کہ بجائے اس کے کہ کسی عورت کو شخواہ دے کر گھر میں رکھتے، مفت
میں خادمہ آگئ۔ اور پھر اس سے خادمہ کی طرح گھر کے سارے کام لئے جاتے
ہیں۔

كيابيوى كے حصہ میں صرف سسرال والے ہى آئے ہیں؟

بہت سے گھروں میں یہ ہوتا ہے کہ شادی کرنے کے بعد شوہر چند دن گھر رہتا ہے۔ اس کی ملازمت کی باہر ملک مثلاً برطانیہ، سعودی عرب، امریکہ وغیرہ میں ہوتی ہے۔ چند روز بعد وہ اپنی ملازمت بر چلا جاتا ہے اور بیوی یچاری سسرال میں رہتی ہے۔ وہاں رہتے ہوئے ساس کے نخرے بھی برداشت کرتی ہے۔ سسر کے نخرے بھی جھی جھیلتی ہے، نندوں اور دیوروں کے احکام کی بھی پابندی کرتی ہے لیکن وہ شوہر جس کے ساتھ اس کی شادی ہوئی تھی، وہ غائب ہے۔ جس کی خاطر اس نے اپنے سارے خاندان کو چھوڑا، اپنا سب کچھ قربان کیا تھا، وہ تو غائب ہے لیکن اس کے متعلقین کی خدمت اس کے ذمہ لگ گئے۔ یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ ساس ، سسروغیرہ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آ نا اور ان کی خدمت کرنا اچھی بات ہے لیکن کیا اس کے حصہ میں سسرال والے ہی آ کے ہیں، شوہر نہیں آ یا۔

بیرتو جانوروں کاساسلوک ہے!

یہاں اس علاقے میں ایک غریب عورت رہتی ہے۔ بھی بھی ہمارے ہاں ، بھی آتی رہتی ہے۔ اس کا شوہر سال ، بھی آتی رہتی ہے۔ اس کا شوہر باہر ملک ملازمت کرتا ہے۔ اس کا شوہر سال ، دوسال بعد یہاں آتا ہے۔ اس نے یہاں شادی کی اور شادی کے چند روز بعد وہ باہر چلا گیا۔ وہ حاملہ ہوگئی۔ نوماہ بعد بچہ پیدا ہوگیا اور ابھی تک شوہر نامراد باہر تھے۔ وہ بچے کو اکیلی پالتی رہی۔ سال کے بعد صاحب بہادر آئے۔ ایک ہفتہ تھہرے اور دوسرے بچے کو اکیلی پالتی رہی۔ سال کے بعد صاحب بہادر آئے۔ ایک ہفتہ تھہر اور دوسرے بچے کا انتظام کر کے چلے گئے۔ نوماہ بعد دوسرا بچہ پیدا ہوا۔ وہ اس کو پالتی رہی۔ پھر سال دوسال بعدشو ہرآئے اور تیسرے بچے کا انتظام کر گئے۔ ان کا یہی طرز

عمل رہا، اب کئی بیچے پیدا ہو چکے ہیں۔خود شوہر کا بیہ حال سے ہے کہ اس نے وہاں دوسری شادی کرلی ہے۔ وہ خود عیش وعشرت کی زندگی گذار رہا ہے اور بیوی کو ساس سسر کے پاس چھوڑا ہواہے۔وہ ان کی خدمت بھی کرتی ہے اور اپنے بچوں کو بھی پالتی ہے۔ یہ یہ ہے۔ یہ تو جانوروں کا ساسلوک ہے!

ایک اور سنگین غلطی

ہارے معاشرے میں ایک سکین غلطی اور بھی ہورہی ہے۔ وہ بھی بڑی خطرناک ہے۔ وہ بھی جگہوں پر ایسا ہوتا ہے کہ مرد گھروں میں رہتے ہیں اور عورتیں محنت مزدوری کرکے کما کر لاتی ہیں۔ شہروں میں گھروں کے اندر جو ماسیاں کام کرتی ہیں۔ یہ بچاری محنت کرکے دو وفت کا کھانا کھاتی ہیں، کچھ کھانا بچوں کیلئے کے جاتی ہیں اور ان کے شوہر اور جوان بیٹے گھر پر آ رام کرتے ہیں اور آ وارہ پھرتے رہے جاتی ہیں۔ یہ بڑی بے غیرتی کی بات ہے اور عورت پر بہت بڑا ظلم ہے۔

بيراسلام كاقصورتبيس

اپی باتوں کی وجہ سے دشمنان اسلام کو اسلام کو بدنام کرنے کا موقع ملا ہے اور انہیں یہ کہنے کا موقع ملا ہے کہ اسلام میں عورتوں کے ساتھ انصاف نہیں کیا جاتا۔ عورتوں کو چارد یواری میں قید کردیا جاتا ہے۔ عورتوں کو انسانی حقوق سے محروم کردیا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ وغیرہ۔ یہ اسلام کا قصور نہیں ، اسلام نے تو عورتوں کے حقوق کی ادائیگ کا حکم دیا تھا لیکن ظلم کیا ہے مسلمان مرد نے کہ اس نے اپنے دین کا پاس نہ کیا، اللہ اور اس کے رسول اللہ ایکن عورت جو اینا حق زردی وصول نہیں کر سکین عورت جو اینا حق زردی وصول نہیں کر سکتی۔ اس کو مصیبت میں ڈال کرخود عیاشی کا مرتکب ہوا۔ اور اس

کے اس عمل کی وجہ سے اسلام بدنام ہوا اور مغرب کواسلام کے خلاف زبان کھولنے کا موقعہ ملا۔

مغرب نے عورتوں پر بے حدظلم کیا ہے

ورنہ حقیقت یہ ہے کہ جتناظلم اہل مغرب نے عورت کے ساتھ کیا ہے، وہ اتنا زیادہ ہے کہ اہل مشرق نے بھی اتنا نہیں کیا۔عورت کو جیسا بیوقوف بنا کر جس طرح اس سے محنت کی جاتی ہے ، اور صبح سے لے کر شام تک اُسے جس طرح گھن چکر میں رکھا جاتا ہے ، اس کے مقابلے میں تو مشرق کی عورت بدر جہا بہتر حالت میں ہے۔ (لیکن یہ وہ گھرانے ہیں جہال دین پر مجھ نہ مجھ کل ہوتا ہے۔)

امریکہ میں عورتوں کے مسلمان ہونے کی وجہ

امریکہ کے سفر میں جھے وہاں کے لوگوں نے بتلایا کہ وہاں عورتیں زیادہ مشرف باسلام ہورہی ہیں۔ میں نے وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ زیادہ تر وہ عورتیں مسلمان عورت اپنی پڑوس مسلمان عورت اپنی پڑوس مسلمان عورت کو دیکھتی ہے کہ وہ کتنی عزت کے ساتھ اپنے گھر میں زندگی گذار رہی ہے، اسے ملازمت کے لئے جانا نہیں پڑتا، گھر میں بچوں کی و کھے بھال کرتی ہے، آ رام کرتی ہے، شوہر آتا ہے تو شام کو کہیں تفریح وغیرہ کے لئے بھی چلے جاتے ہیں جبکہ غیرمسلم عورت کا یہ حال ہوتا ہے کہ بیچاری صبح سویرے اٹھی۔ سب سے پہلا کام یہ کیا کہ بیچوں کو نہلا دھلا کرسکول کے لئے تیار کیا، شوہر کا ناشتہ تیار کیا، اپنی تیاری کی ۔ عام طور پر وہاں سات بیج ڈیوٹی شروع ہوجاتی ہے دفتر چہنچنے سے کم از کم گھنٹہ، ڈیڑھ گھنٹہ پہلے نکانا پڑتا ہے۔ لہذا کم از کم چھ بیج گھر سے نکانا پڑتا ہے۔ چنانچہ خود ناشتہ پہلے نکانا پڑتا ہے۔ چنانچہ خود ناشتہ

نہیں کریاتی، برگر وغیرہ اپنے پاس رکھ لیتی ہے اورراستے میں کھاتے ہوئے جاتی ہے۔

صبح سات بجے سے لے کرشام پانچ بجے تک ڈیوٹی دیت ہے اور ڈیوٹی کے دوران کھانا کھانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ شام پانچ بجے عورت بھی واپس آئی، بچے اور شوہر بھی آئے۔ شوہر کو تو کوئی کام نہیں۔ یہ آتے ہی کھانا پکانے میں لگ جاتی ہے۔

بعض مرتبہ ایما ہوتا ہے کہ شوہر اور بیوی کی ڈیوٹی کا وقت مختلف ہوتا ہے۔ شوہر ڈیوٹی سے واپس آرہا ہوتا ہے تو عورت جارہی ہوتی ہے اور جب بیوی واپس آتی ہے تو شوہر ڈیوٹی کے لئے نکل رہا ہوتا ہے۔

لندن كاايك واقعه

لندن میں ہمارے ایک دوست رہتے ہیں۔ مجھ سے بہت مرتبہ کہا ہے کہ جب بھی لندن آ نا ہوتو مجھے بھی اطلاع ہوجائے تا کہ میں خدمت میں حاضر ہوجاؤں۔ میرا قیام عام طور پرلندن میں کم ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ میں ایک دن کے لئے لند ن میں تھا۔ سوچا کہ فون کرلوں ،فون کیا تو کہنے لگے کہ کیا کروں میرا دل بے تاب ہے میں تھا۔ سوچا کہ فون کرلوں ،فون کیا تو کہنے لگے کہ کیا کروں میرا دل بے تاب ہے آ ہے گئی ہی آ ہے گئی رہا ہوں اور میری بیوی ڈیوٹی سے واپس آ رہی ہے۔ اور مجھے آ ج جانے کے لئے نکل رہا ہوں اور میری بیوی ڈیوٹی سے واپس آ رہی ہے۔اور مجھے آ ج ڈیوٹی پرضروری پہنچنا ہے۔

مغرب نے عورت کو بیوقوف بنایا

اس طرح مغرب نے عورت کو بیوتوف بنایا اور نعرہ یہ لگایا کہ عورتوں اور

مردول کے حقوق برابر ہیں۔ حالانکہ اس عمل کا حاصل بیہ ہے کہ گھر کے جو کام کاج مشرقی عورت کے ذمہ ہیں، وہ تو مغربی عورت پر برقرار رہے، مزید بیاضافہ ہوا کہ مرد نے کہا کہ تیراخر چہ میں برداشت نہیں کرول گا، تو اپنا خرچہ خود کما کر لا۔

مغرب میں عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق حاصل نہیں

اور پھر دوسری بات ہے کہ وہاں عورتوں کے پاس وہ عہدے نہیں ہیں، جو مردوں کے پاس وہ عہدے نہیں ہیں، جو مردوں کے پاس ہیں، امریکہ میں آج تک بھی عورت صدر نہیں بن، وہاں کی آ بادی میں عورت کا جو تناسب ہے، اس تناسب سے عورت کو ایوان (اسمبلی) میں نمائندگی حاصل نہیں بلکہ قمام مغربی ممالک کا یہی حال ہے۔ اور نزلہ ہم پر گراتے ہیں کہ عورتوں اور مردوں کے درمیان مساوات کرو۔

اسلام نے عورت کو جو مرتبہ دیا، وہ کسی اور مذہب میں نہیں

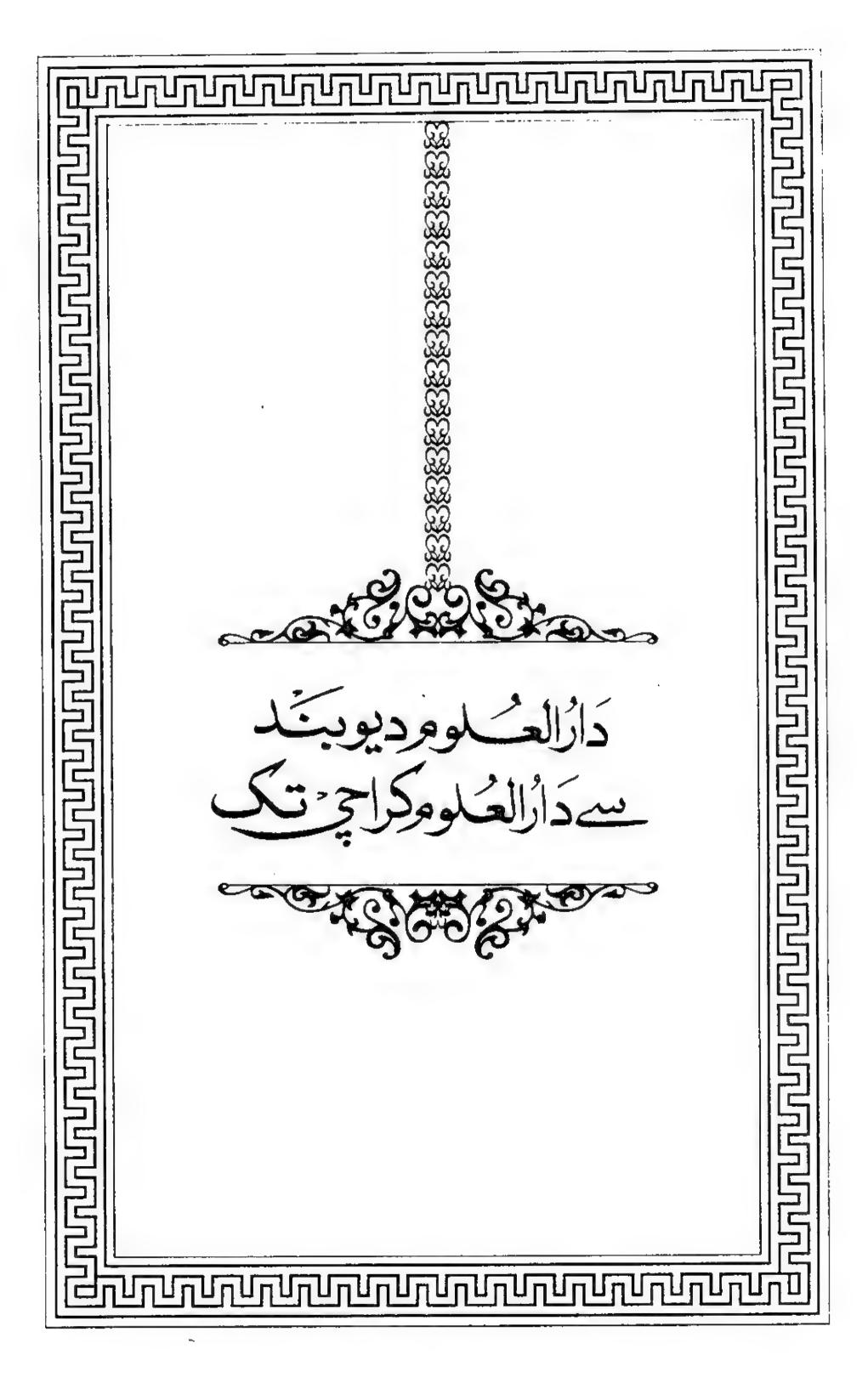
حالانکہ عورتوں اور مردوں کے درمیان مساوات ممکن نہیں، عورتوں کی ساخت الگ ہے، مرد کی ساخت الگ ہے، عورت کی ذمہ داریاں الگ ہیں، مرد کے فرائض الگ ہیں، عورت کا مزاج الگ ہے، مرد کا مزاج الگ ہے، عورت کو اس طرح بنایا گیا ہے کہ وہ گھر کے متعلق اپنی ذمہ داریوں کوا چھے طریقے سے نبھا سکے اور مرد کی ساخت ایس ہے کہ وہ بیرونی معاملات کوسلجھا کیں، اس لئے دونوں میں برابری نہیں ہوسکتی۔ دونوں کے درمیان زمین آ سان کا فرق ہے۔

البنتہ اسلام نے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور ان کے حقوق او اکرنے کا حکم دیا ہے اورعورت کو وہ مرتبہ دیا کہ سی دوسرے دین ومذہب نے وہ مقام نہیں دیا۔ اسلام نے تو عورت کو بہت بلند مرتبہ عطا فرمایا تھا، کیکن ہمارے ناواقف لوگوں نے بیح کہ وہ عورتوں پرظلم اور شختیاں کرتے ہیں، جس کی وجہ سے دین بدنام ہوتا ہے۔ اس سے بچنا ضروری ہے۔ آپ خود بھی اس سے بچیں اور بیا بیغام دوسروں تک بھی پہنچا کیں۔

الله رب العزت ہمیں بیتم اور عورت دونوں کی حق تلفی کرنے ہے محفوظ فرمائے اور ان کمزوروں کے حقوق کی ادائیگی اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آبین)

وآخردعوانا أن الحمد لله رب العالمين





﴿ جمله حقوق تجق ناشر محفوظ ہیں ﴾

موضوع دارالعلوم دیوبندسے دارالعلوم کراچی تک مقرر حضرت مولا نامفتی محمد رفیع عنمانی مدخله مقام و جامع مسجد، جامعه دارالعلوم کراچی تاریخ ۱۰۰۰ و ۱۳۰۰ و ۱۳۰۰ و ۱۳۰۰ و منبط وترتیب مولا نااعجاز احمد صدانی باجتمام محمد ناظم اشرف

﴿ وارالعلوم و يو بند سے دارالعلوم کرا جی تک ﴾

خطبه مسنونه:

الحمدلله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له ونشهد ان لا إله إلا الله وحده لاشريك له ونشهد أنّ سيدنا ومولانا محمداً عبده ورسوله صلى الله تعالىٰ عليه وعلىٰ آله وصحبه وسلم تسليماً كثيراً .

امالعد:

قال النبى صلى الله عليه وسلم" انّ العلماء ورثة الانبياء وانّ الأنساء لهم يورّثواديناراً ولا درهمًا انّما ورّثوا العلم فمن أخذ به اخذ بحظٍ وافرٍ (رواه الرّندى، كتاب العلم، باب ماجاء في فضل الفقه على العبادة رقم الحديث ٢٦٨٥)

تمهید:

گذشہ چند جمعوں سے اس بات کا بیان چل رہا ہے کہ یہ تعلیمی سلسلہ کن کن مراحل سے گذر کر ہم تک پہنچا ہے اور علاء امت نے اپنے اپنے زمانے میں کس کس قدم کی قربانیاں دی ہیں۔ یہ قربانیوں کی تاریخ ہے جس کا مختصر جائزہ میں نے آپ حضرات کے سامنے پیش کیا۔ آج کی مجلس میں دارالعلوم دیو بند اور اس کے بعددار العلوم کرا جی کی بچھ تاریخ بیان کرنا مقصود ہے۔

جنگ آزادی کے بعدمسلمانوں کی حالت:

اپنا تسلط قائم کرلیا اور مسلمانوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ مغلیہ خاندان کے آخری ایشا تسلط قائم کرلیا اور مسلمانوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ مغلیہ خاندان کے آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر کو گرفتار کر کے رنگون پہنچا دیا گیا تھا۔ اور عام مسلمانوں کو شختہ دار پر لاکایا جارہا تھا۔ جگہ جگہ بھانی کے بھندے لاکا کے گئے تھے۔ جس کے بارے میں ذرا سابھی شبہ ہوجاتا کہ یہ تحریک آزادی میں شریک تھا۔ اُسے بھانی چڑھا دیا جاتا، اور اگرکسی کے بارے میں جھوٹا الزام بھی لگایا جاتا کہ یہ جنگ آزادی میں شریک ہوا تھا تو بلاتحقیق اُسے بھی تختہ دار پر لاکا دیا جاتا۔ ہمارے بہت سے اکابر بھی اس جہاد میں شریک تختہ دار پر لاکا دیا جاتا۔ ہمارے بہت سے اکابر بھی اس جہاد میں شریک تھے خصوصاً مولانا رشید احمد گنگوشی رحمہ اللہ اور عاصم نانوتوی رحمہ اللہ اور حافظ ضامن شہید رحمہ اللہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

اس شکست کے بعد اب مسلمانوں میں اسلحہ کے ذریعے مقابلہ کرنے کی سکت باقی نہ رہی تھی اور یہ اندازہ ہورہا تھا کہ اگر مزید طاقت کامظاہرہ کیا گیا تو مسلمانوں اور ان کے دینی اداروں کو بالکل نیست ونابود کردیا جائے گا۔

انگریزوں کے دواہم کام:

انگریزوں نے جنگ آزادی کے بعد دو بڑے کام کئے۔ ایک یہ کہ سرکاری زبان فاری کوختم کرکے انگریزی کوسرکاری زبان بنایا دوسرے یہ کہ لارڈ میکالے کے ذریعے ایک ایسا نظام تعلیم مرتب کرایا گیا۔ جس میں دین اسلام کا کوئی گذرنہیں تھا۔ صرف انگریزی زبان کے ذریعے سے آنے والے علوم وفنون کو داخلِ نصاب کیا گیا تھا۔

جنگ آزادی سے بل مسلمانوں کے علیمی اداروں کی کیفیت:

برصغیر میں انگریزوں کے قدم جمانے سے پہلے عصری اور دینی علوم میں کوئی تفریق نہیں تھی۔ مسلمانوں کے سرکاری تعلیم اداروں میں دونوں قتم کے علوم کی تعلیم دی جاتی تھی اور پرائیویٹ تعلیم اداروں کا بھی یہی حال تھا۔ ان اداروں سے فارغ التحصیل ہونے والے حکومت کے اعلیٰ اعلیٰ عہدوں پر بیٹھتے تھے۔ وزیر بھی بنتے، گورز بھی بنتے اور دیگر اعلیٰ عہد یدار بھی بنتے۔ انگریزوں کے آنے پران اداروں سے دین کو نکالا گیا۔

لارڈ میکالے کے نظام تعلیم کی خصوصیات:

لارڈ میکالے نے جب اپنا نظام تعلیم پیش کیا تو اس کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے اس نے کہا:

'' اس نظام ِ تعلیم ہے جو سل تیار ہوگی وہ چرزے اور چہرے کے اعتبار سے انگریز اعتبار سے انگریز اعتبار سے انگریز ہوگی۔''

اس نظام تعلیم میں ایک بات ہے بھی رکھی گئی کہ مسلمانوں کو تعلیم صرف اتنی ہی دین ہے کہ یہ ہماری نوکری چاکری کرسکیں۔ ہمارے کلرک بن جا ئیں، ہیڈ کلرک بنیں، ہیڈ کاری ڈپٹی کمشنر بھی ہے۔ اس سے مقصود یہ تھا کہ مسلمانوں کو صرف اوپر کے عہدے مسلمانوں کے لئے بند تھے۔ اس سے مقصود یہ تھا کہ مسلمانوں کو صرف انگریزوں کی نوکری کرنا ہی آئے۔ حکومت کرنے کا سلقہ نہ آئے۔ اپنے افسر کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑے رہیں، جو تھم ملے، ایس سر (Yes Sir) کہہ کر اس کی باتھ وری کریں۔

عيسائيت اور مندومت کي تبليغ:

اس کے علاوہ انگریزوں نے ایک اور کام بڑے پیانے پر کیا، وہ یہ کہ عیسائی مشنریوں کوعیسائیت کی تبلیغ پر لگایا چونکہ اس وقت مسلمان ناداری کا شکار ہور ہے سے حکومت ان کے ہاتھوں سے چھن چکی تھی۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں میں غربت اور افلاس پھیل رہا تھا۔ سرکاری زبان انگریزی بننے کے بعد اچھے پڑھے لکھے مسلمان جواعلی اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے، جاہل قرار پائے تھے اور ملازمت نہ ہونے کی وجہ سے انہیں بھی مالی پریشانی کا سامنا تھا۔ اس حالت میں عیسائی مشنریوں نے اپنا کام شروع کیا اور مسلمانوں کو مرتد بنانے کی بڑے پیانے پرکوششیں کی گئیں۔ ادھر ہندوؤں نے ایا اور مسلمانوں کو مرتد بنانے کی بڑے پیانے پرکوششیں کی گئیں۔ ادھر ہندوؤں نے انگریزوں کے ساتھ گھ جوڑ کر کے اپنے ندہب کی تبلیغ کے لئے '' سدھی تحریک' چلا اگریزوں کے ساتھ گھ جوڑ کر کے اپنے ندہب کی تبلیغ کے لئے '' سدھی تحریک' چلا دالی جس کے ذریعے غریب اور بسماندہ علاقوں کے مسلمانوں کو ہندو بنایا جانے لگا۔

اندلس کے حالات پیدا ہونے کا اندیشہ:

ال صور تحال میں مسلمان سخت ترین خطرے میں پڑ گئے تھے اور قوی اندیشہ

ہوگیا تھا کہ کہیں یہاں بھی وہی داستان نہ دہرا دی جائے جو آج سے پانچ سوسالہ اقتدار چھن پہلے اپین (اندلس) میں دہرائی گئی تھی کہ وہاں مسلمانوں کا آٹھ سوسالہ اقتدار چھن گیا اور پھروہاں کسی ایک کلے والے کو زندہ نہیں چھوڑا گیا، یا تو مسلمانوں کوقتل کیا گیا، یا پچھ لوگ مراکش وغیرہ کی طرف بھاگ کر پناہ گزین ہوگئے۔ اس کے علاوہ اس زمانہ میں امریکہ نیا نیا دریافت ہوا تھا اور وہ نئی دنیا کہلاتا تھا۔ وہاں پر ایسے لوگوں کی ضرورت تھی جو اس زمین کو آباد کریں تو اس مقصد کیلئے اپین (اندلس) کے بہت کی ضرورت تھی جو اس زمین کو آباد کریں تو اس مقصد کیلئے اپین (اندلس) کے بہت سے مسلمانوں کو جہازوں میں بھر بھر امریکہ پہنچایا گیا اور جو باقی نیج گئے آئیس عیسائی بنادیا گیا۔ وہاں کوئی مسلمان باقی نہیں بیا اور کوئی مسجد وہاں باتی نہیں چھوڑی گئی۔

اندلس کے موجودہ ندہبی حالات:

چار پانچ سال پہلے کاواقعہ ہے کہ ہم لوگ اپین گئے۔ ہم فرانس سے اپین کے ایک کنارے میں داخل ہوئے اور دوسرے کنارے تک سفر کیا۔ بائی روڈ (زمین) سفر کیا۔ کئی روز تک سفر کرتے ہے۔ رات کو جب تھک سفر کیا۔ کئی روز تک سفر کرتے ہے۔ رات میں جوشہر یاجو چھوٹی یا بڑی بستی جاتے تو کہیں دو تین گھٹے کیلئے آ رام کر لیتے۔ راستہ میں جوشہر یاجو چھوٹی یا بڑی بستی آتی تو سب سے پہلے جو چیز نظر آتی وہ مسجد کامینارہ ہوتا تھا۔ اسے دیکھ کرخوشی ہوتی کہ یہ مسجد ہوگی۔ یہاں جا کرنماز پڑھیں گے۔ وہاں پہنچتے تو معلوم ہوتا کہ اسے چرچ بنادیا گیا ہے۔

نماز برط صنے کی دفت:

دنیا کے کسی ملک میں ہمیں نماز بڑھنے کیلئے اتنی دشواری پیش نہیں آئی۔ ایک مرتبہ غرناطہ میں ہمارے لئے عشاء کی نماز بڑھنا مصیبت بن گیا۔ وضو کرنے اور نماز بڑھنے کے لئے کوئی جگہ نہیں مل رہی تھی۔ بہت پریشانی کاسامناتھا۔ ایک ریسٹورنٹ میں اس خیال سے داخل ہوئے کہ کچھ چائے پی لیس گے اور اس بہانے وضو کرنیکی جگہ مل جائیگی۔ لیکن جائے پی کر جب وضو کرنے کیلئے گئے تو وہاں ایک آدمی کھڑا ہوا تھا۔ اس نے کہا کہ یہاں وضو کرنے کی اجازت نہیں۔

قرطبہ کی جامع معجد میں لمبا سفر کرکے یہ شوق لے کر پہنچے کہ یہاں پر صدیوں تک بڑے درجے کے علاء اولیاء اللہ اور حدثین نے نمازیں پڑھی ہیں۔ جامع قرطبہ اسلام کامشہور مرکز تھا۔ معجد کے قریب پہنچ تو پتہ چلا کہ اندر جانے کے لئے علی خرید ناضروری ہے۔ ٹکٹ لے کر اندر پہنچ تو دیکھا کہ اس کے بہت سے حصوں میں جی مختلف چیزیں بنی ہوئی ہیں البتہ میں چرچ بنا ہوا ہے اور دوسر بعض حصوں میں بھی مختلف چیزیں بنی ہوئی ہیں البتہ محراب اور اس کے اردگردتقریباً دی بارہ فٹ کی جگہ پر قالین ڈالا ہوا ہے۔ اس کے گرد زنجیر گی ہوئی ہے۔ یہ اس بات کی علامت کے طور پر کہ یہ بھی مجتھی۔ ہم نے اس جگہ پر نماز پڑھنے کی کوشش کی تو وہاں بھی نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی گئے۔ اس جگہ پر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی گئی۔

واپسی پر جب ہم بار شلونا کی طرف آ رہے تھے تو ایک جگہ عصر کی نماز کاوقت ہوگیا' نماز کاوقت تنگ ہونے لگا تو ہم ایک بستی میں گھس گئے۔ وہاں بھی میں ان نظر آ رہا تھا۔ یہ امیدلگائی کہ ہوسکتا ہے کہ یہ سجد ہوتا کہ نماز پڑھ لیس لیکن پہنچنے پر معلوم ہوا کہ وہ چرچ ہے اور وہ بھی بند پڑاتھا۔ قریب ایک ریسٹورنٹ میں واخل ہوئے۔ وہاں پچھنو جوان تھے۔ ہم نے ان سے کہا کہ ہم مسلمان ہیں اور ہم نماز پڑھنا چاہتے ہیں۔ تو ان جا ہیں ۔ کیا آ پ میں سے کوئی ہمیں بتا یکھا کہ ہم کہاں نماز پڑھ سکتے ہیں۔ تو ان میں دولڑ کے کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ہم مسلمان ہیں۔ ہم الجزائر کے رہنے میں دولڑ کے کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ہم مسلمان ہیں۔ ہم الجزائر کے رہنے والے ہیں اور یہاں مزدوری کے لئے آئے ہیں۔ یہ ریسٹورنٹ جہاں وہ بیٹھے تھے۔ والے ہیں اور یہاں مزدوری کے لئے آئے ہیں۔ یہ ریسٹورنٹ جہاں وہ بیٹھے تھے۔ ایک شراب خانہ تھا۔ ہم ریسٹورنٹ سمجھ کر اس میں داخل ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک شراب خانہ تھا۔ ہم ریسٹورنٹ سمجھ کر اس میں داخل ہوئے تھے۔ ان میں سے

ایک نے کہا کہ فلال جگہ میرے دوست کا گھر ہے۔ آب اس کے گھر میں نماز بڑھ سکتے ہیں۔ میں آپ کو لیے جا اجازت سکتے ہیں۔ میں آپ کو لیے جاتا ہوں۔ ہم نے کہا اس ریسٹورنٹ والے سے اجازت دلوا دو ہم جائے بھی پی لیں گے۔ اس نے کہا کہ بینماز نہیں بڑھنے دیں گے۔

ہم نے سوچا کہ نجانے یہ ہمیں کہاں لے جائیگا۔ ہمیں کوئی دھوکہ نہ دے دے۔ قریب میں ایک اورریسٹورنٹ نظر آیا۔ ہم اس میں داخل ہوئے۔ اسے چائے کا آرڈر دیا۔ ہم آٹھ دس آ دمی تھے۔ ہم نے سوچا کہ اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ جن ساتھیوں کا وضو تھا انہوں نے اسی ریسٹورنٹ کے فٹ پاتھ پر نماز پڑھ کی اور جن کا وضو نہیں تھا انہوں نے ایک ایک دو دو کر کے خسل خانے میں جاکر وضو کیااور نماز پڑھی۔ جب ہم نماز پڑھ رہے تھے تو بستی کے لوگ جمع ہوکر آگئے اور ہمیں چرت سے دیکھنے گئے۔

غرناطہ میں مسلمان دورکی ایک مشہوریادگار''الحمراء' کے نام سے ایک کل ہے۔ اسے دیکھنے کیلئے وہاں پہنچ تو نماز کا وقت ہوگیا۔ تو وہاں جب ہم نماز با جماعت پڑھنے گئے تو مختلف ملکوں سے آئے ہوئے انگریز سیاح ہمارے گرد جمع ہوگئے۔ ہمارے فوٹو اتارنے اور مووی بنانے گئے۔

دارالعلوم د يو بند كيول قائم كيا گيا؟:

یہ اپین کے موجودہ حالات کا مختمر جائزہ ہے۔ہارے برزگوں نے اپنی فراست کی بنیاد پر اس خطرے کو بھانپ لیا۔ اس لئے انہوں نے بیکام کیا کہ سیاست سے بالکل کنارہ کش ہوکر اپنی مساجد اور خانقا ہوں کی حفاظت کی اور مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ نے دارالعلوم دیو بند کی بنیاد رکھی۔ یہ بنیاد کسمپری اور ناداری کے عالم میں رکھی گئی۔ انار کے ایک درخت کے بنچے ایک استاد اور ایک شاگرد کے ساتھ

دارالعلوم دیو بندکا آغاز ہوا۔ استادکا نام بھی محمود اور شاگردکا نام بھی محمود۔ شاگردمحمود بعد میں شخ الہند بنا۔ وہ انارکا درخت آج بھی موجود ہے۔ میری پیدائش بھی وہیں کی ہعد میں شخ الہند بنا۔ وہ انارکا درخت آج بھی موجود ہے۔ میرا بچین بھی وہیں گذرا۔ وہاں ایک چھتے کی معجد مشہورتھی۔ وہ مسجد بھی ابھی تک موجود ہے۔

دارالعلوم دیو بند کی بنیاد رکھنے کا مقصد یہ تھا کہ اگر چہ اب ہماری حکومت نہیں رہی، کبھی تو ہندوستان آزاد ہوگا۔ اس عرصے میں ہمارے اسلامی علوم محفوظ رہ جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس دارالعلوم کی برکت سے ہندوستان میں مسلمان اقلیت اپنے دین کو بچانے میں کامیاب ہوگئے۔ اگر دارالعلوم دیو بندکی خدمات نہ ہوتیں اور وہاں دین محفوظ نہ ہوتا تو پاکستان بننے کا سوال ہی پیدائہیں ہوتا تھا۔ پاکستان تو اس بنیاد پر بنایا گیا کہ ان علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے لیکن وارالعلوم کی کوششیں نہ ہوتیں تو مسلمانوں کی اکثریت باتی نہ رہتی۔ اس عرصے میں مسلمانوں کو باور کو باور کو باتان کا وجود دارالعلوم دیو بندکا فیض ہے۔

على كرم يونيورشي بنانے كا مقصد؟:

دارالعلوم دیو بند کے بالمقابل علی گڑھ میں سرسید احمد خان نے ایک تعلیمی ادارہ قائم کیا۔ ان کے بیش نظریہ تھا کہ مسلمانوں کی دنیا کی حفاظت ہوجائے۔ معاشی میدان میں انہیں سرکاری ملازمتیں مل سکیس اور اگر بھی سیاست میں موقع ملے تو اس میں حصہ لے سکیس۔

اس ادارے میں وہی علوم پڑھائے جاتے تھے جو انگریزوں کے ذریعے آئے تھے۔ فرق صرف بیدتھا کہ بیدادارہ مسلمانوں کے تخت تھا اور دوسرے ادارے اگریزوں کے تحت تھا اور دوسرے ادارے انگریزوں کے ماتحت تھے۔ ایک خاص بات بیہ ہے کہ مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ

اور سرسید احمد خان ایک استاذ کے شاگرد ہیں کیکن مولانا قاسم نانوتوی نے دارالعلوم دیو بند قائم کیا اور سرسید احمد نے علی گڑھ قائم کیا۔

سرسید کی ذہنی مرعوبیت

سرسید احد خان پرانگریزوں کی مرعوبیت سوار ہوگئی اور ان کے دماغ میں یہ بات بیٹھ گئی تھی کہ سلمانوں کی ترقی اگر ہوسکتی ہے تو صرف انگریزوں کی نوکری جاکری کے ذریعے ہوسکتی ہے اور یہ بات بھی ذہن میں آ گئی تھی کہ انگریز جوبات سوچتا ہے، وہ صحیح ہوتی ہے، اس کے خلاف جوبات ہوتی ہے، وہ غلط ہوتی ہے۔ اس ذہن کی وجہ سے انہوں نے قرآن مجید کی جوتفیر کھی، اس میں تحریفات کیں، مجزات اور جحیت صدیث کا تقریباً انکار کردیا، جہاد اقدامی کا انکار کرکے اسے صرف دفاعی حد تک تنایم کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس ادارے سے تیار ہونے والی نسل وہنی طور پر انگریزوں سے مرعوب تھی۔ آزاد ذہنیت نہیں تھی اور نہ ہی اس کے اندر آزاد قوم کی رہنمائی کرنے کی صلاحیت تھی۔

وارالعلوم د ہو بند میں تیار ہونے والا ذہن

اس کے برعکس دارالعلوم دیو بند والوں نے سوچا کہ اگر دنیا ہمیں نہیں ملتی تو کوئی بات نہیں۔ ہم فقر وفاقہ کرکے اور روکھا سوکھا کھا کر گذارا کرلیں گے۔ تنگ وتاریک حجروں میں زندگی گذار لیں گے لیکن انگریز کی غلامی کرنے اور اپنے دین میں ترمیم کرنے کے لئے ہم تیار نہیں اور اپنی قوم کو مرعوب بنانے کے لئے ہم تیار نہیں۔ اور دارالعلوم اپنے اس مقصد میں پوری طرح کامیاب ہوا۔ آج تک انگریزوں اور یور پی لوگوں کی مرعوبیت ہمارے دین مدارس میں نہیں آسکی۔ ابھی ماضی قریب میں بور پی لوگوں کی مرعوبیت ہمارے دین مدارس میں نہیں آسکی۔ ابھی ماضی قریب میں بیر پی لوگوں کی مرعوبیت ہمارے دین مدارس میں نہیں آسکی۔ ابھی ماضی قریب میں

جب افغانستان پر امریکی حملے ہوئے تو بیاعاء ہی تھے۔ جنہوں نے سینہ تان کر کہا کہ امریکی طاعون کے خلاف جہاد ضروری ہے اور ان کے مقابلے میں ہر شخص پر اس کی قدرت کے فلاف جہاد ضروری ہے۔ اور ان کے مقابلے میں ہر شخص پر اس کی قدرت کے بقدر طالبان کی حمایت فرض ہے۔ یہ اس ذہن کی پیداوار تھی جو دیو بند میں تیار نہیں ہوا۔

سرسید کامعجزات سے انکار

علی گڑھ میں یہ ذہن تیار ہوا کہ انگریزوں کی ہر بات صحیح ہے مثلاً اس زمانے میں انگریزوں نے کہا کہ یہ جو مجزات کی باتیں کی جاتی ہے۔ یہ دیو مالائی قشم کی باتیں ہیں، جو سمجھ میں آنے والی نہیں، مسلمان کیسی پرانی اور دقیا نوسی باتیں کرتے ہیں۔ تو سرسید احمد خان نے اپنی تفییر میں مجزات کی الی تعبیر کی کہ وہ مجزہ ہی نہ رہے۔ مثلاً قرآن مجید میں حضرت موسی علیہ السلام کا یہ مجزہ بیان کیا گیا کہ جب وادی تیہ میں بانی کی قلت کا مسئلہ پیش آیا اور موسی علیہ السلام نے اللہ تعالی سے پانی کی درخواست کی تو اللہ تعالی نے حکم دیا کہ:

﴿ فَاضُرِبُ بِعصَاكَ الحَجَرِ ﴾ وفَاضُرِبُ بِعصَاكَ الحَجَرِ ﴾ "" وأي ايناعصا يقرير ماريخ" ـ

جب آپ نے اللہ کے تھم سے اپنا عصا پھر پر مارا تو وہاں سے پانی کے بارہ چشمے پھوٹ بڑے۔ موکی علیہ السلام کے ساتھ بارہ قبائل تھے گویا ہر قبیلے کے لئے ایک الگ چشمہ اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمادیا۔

قرآن مجید نے حضرت موی علیہ السلام کا بیظیم الشان معجزہ کی مقامات پر ذکر کیا لیکن سرسید احمد خان نے اس میں بیہ تاویل کی کہ''فَ اضُرِ بُ بعَصَاك الحجر" کا مطلب ہے کہ'' اپنی لاٹھی ٹیک کر بہاڑ پر چڑھ جا'' چنانچہ موی علیہ السلام بہاڑ پر

چڑھ گئے۔ وہاں بارہ چشمے پہلے سے موجود تھے جو پستی پر ہونے کی وجہ سے نظر نہیں آرہے تھے اوپر چڑھنے کے بعد وہ نظر آنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے اس طرح مولیٰ علیہ السلام کی مدد کی۔ خلاصہ میہ کہ میہ جمزہ نہیں بلکہ میہ ایک واقعہ تھا جس کاعلم مولیٰ کونہیں تھا۔ انہیں بتانے کیلئے بہاڑ پر چڑھایا گیا۔

اقدامی جہاد کا انکار:

کھیں یہاں کے مسلمان دوبارہ علم جہاد بلندنہ کریں تو اس وقت وہ ذہن جو سرسید احمد کھیں یہاں کے مسلمان دوبارہ علم جہاد بلندنہ کریں تو اس وقت وہ ذہن جو سرسید احمد کے متب میں تیار ہور ہا تھا۔ اس نے بیہ بات چلائی کہ اسلام میں جسے جہاد کہا جاتا ہے۔ یہ وہ نہیں جس سے آپ کو خدشہ ہے بلکہ اسلام میں صرف دفاعی جہاد ہے یعنی اگر کوئی قوم تم پر حملہ آور ہوجائے تو تم اس کا مقابلہ طاقت سے کر سکتے ہولیکن اس بات کی اجازت نہیں کہ کسی سے لڑائی میں ابتداء کی جائے۔

حالانکہ یہ بات بھی بالک غلط ہے۔ شریعت میں دفائی اور اقدامی دونوں قتم کے جہاد ہیں۔ البتہ حملہ کرنے کے لئے پچھ شرائط ہیں۔ ان شرائط وقیود کے ساتھ اقدامی جہاد بھی مشروع ہے مثلاً کسی ملک کے بارے میں اندیشہ ہوکہ وہ ہمارے لئے خطرہ بن جائے گا کہ اس نے ابھی تک حملہ تو نہیں کیا لیکن وہ حملے کی تیاریوں میں مصروف ہے تو ایسی صورت میں اس ملک پر ابتداء حملہ کیا جاسکتا ہے۔ غزوہ تبوک میں بوا تھا۔ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ جزیرہ نماعرب کے قریب شام کے علاقے کا حکمران قیصر روم کے ساتھ مل کر جملے کی تیاری کررہا ہے تو آپ نے جہاد کا اعلان عام کیا اور تمیں ہزار کا لشکر لے کر تبوک کے میدان میں تشریف لے جہاد کا اعلان عام کیا اور تمیں ہزار کا لشکر لے کر تبوک کے میدان میں تشریف لے

ہمارے اکابرنے سکول کی تعلیم کی مخالفت کیوں کی؟:

سرسید کے قائم کردہ سکول کی ایک خوبی ضرور تھی کہ وہ مسلمانوں کے زیرا تظام تھالیکن یہاں کا نظام تعلیم وہی تھا جو لارڈ میکا لے نے دیا تھا اور یہاں وہ سوچ تیار ہوئی جو ایک غلام قوم کی سوچ ہوا کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے اس زمانے کے بزرگوں نے سرکاری سکولوں میں بچوں کو بھیجنے کی مخالفت کی۔ ان کا خیال بیتھا کہ سکولوں میں جا کر عصری تعلیم تو حاصل ہوجائے گی اور ملاز متیں بھی مل سکتی ہیں لیکن اس سے دین چلے جانے کا اندیشہ ہے حالانکہ ایمان زیادہ قیمتی ہے۔

علماء دين كے خلاف جھوٹا برو پيگنڈه:

اس کی وجہ سے اوگوں نے جھوٹا پروپیگنڈہ بید کیا کہ علاءِ دین عصری تعلیم کے خلاف ہیں۔ بیہ بات بالکل غلط ہے۔ علاءِ دین نے دنیاوی علوم کی بھی مخالفت نہیں کی۔ وقت کے عصری علوم ہمارے مدارس میں پڑھائے جاتے تھے چنانچہ اس زمانے کی سائنس، فلفہ علم ہیئت، علم فلکیات، علم طب، ہندسہ (انجینئر نگ) جغرافیہ وغیرہ تمام علوم پڑھائے جاتے تھے اور جب علاء تیار ہوتے تو یہ دیناوی علوم سے بھی اچھی واقفیت رکھنے والے ہوتے تھے۔ اگریز نے آ کر سب سے پہلے سرکاری مدرسوں کو دینی علوم سے مجروم کیا۔ مجبوراً علاء نے یہ فیصلہ کیا کہ اگر چہ اب ہم تمام عصری علوم نہیں پڑھا سکتے لیکن مسلمانوں کے زمانے کے عصری علوم اور دینی علوم پڑھائیں گے جنانچہ دارالعلوم دیوبند میں علم طب، علم فلکیات، جغرافیہ، الجبراء، اقلیدس اور جیومیٹری وغیرہ جسے علوم پڑھائیں۔

علماء کوعصری علوم سے محروم کرنے کی انگریزی سازش:

انگریزوں نے آنے کے بعد نے علوم حاصل کرنے کے لئے یہ پہرہ بھا دیا تھا کہ اس کے ساتھ ساتھ دین دیا تھا کہ اس کے لئے سب سے پہلے انگریزی سیھنا ہوگی اور اس کے ساتھ ساتھ دین سے عملی لاتعلقی تو کرنی ہی پڑیگی کیونکہ ان اداروں میں دین کا کوئی گذرنہیں۔ اس لئے علماء جدیدعصری علوم کو حاصل نہ کر سکے۔

قیام پاکستان کے بعد نظ متعلیم کی ضرورت:

پاکستان بننے کے بعد ضرورت اس بات کی تھی کہ ایک نیا نظام تعلیم قائم کیا جائے۔ جس میں موجودہ زمانے کے ترقی یافتہ تمام عصری علوم اور دینی علوم کی تعلیم دینی ماحول میں دینی تربیت کے ساتھ اعلی معیار پر دی جائے۔ لیکن برشمتی سے انگریز نے یہ اقتدار ان لوگوں کو نتقل کیا جو ان کے نظام تعلیم کے تربیت یافتہ تھے۔ وہ یوروکریی جنہوں نے عمر بحر نوکری چاکری کی تربیت حاصل کی تھی اور جن کے ذہنوں میں بیشا ہوا تھا کہ کامیابی اس میں ہے کہ انگریز کی ہر بات پر (Yes Sir) کہہ کر عمل کیا جائے، وہ یہاں منتقل ہوگئ اور اس نے نظام حکومت سنجالا۔ پاکستان بنانے والے لیڈر تو تھوڑے ہی عرصے میں رخصت ہوگئے۔ قائد اعظم بھی رخصت ہوگئے۔ اللہ ایا شیر احمد عثانی رحمہ قائد ملت لیافت علی خان بھی شہید کردیئے گئے۔ شخ الاسلام مولا نا شبیر احمد عثانی رحمہ اللہ بھی چلے گئے۔ اللہ اللہ مولا نا شبیر احمد عثانی رحمہ اللہ بھی چلے گئے۔ البت سردارعبدالرب نشتر پر بیوروکر لیی غالب آگئی۔

نے نظام تعلیم کے لئے علماء کرام کی تجاویز اور کوششیں:

پاکتان بننے کے بعد حضرت والد صاحب انڈیا سے یہاں تشریف لائے۔

یخ الاسلام مولا ناشیر احمد عثانی، مولا نا ظفر احمد عثانی، والد ماجد مفتی محمد شفیع صاحب اور دیگر علاء نے سرتوڑ کوشش کی کہ یہاں کا نظام تعلیم درست ہوجائے اور اس کے لئے یہ تجویز دی کہ ایسے تعلیمی ادارے قائم ہوں جس میں میٹرک تک دین اور دنیا کی تفریق نہ ہو۔ میٹرک کے بعد الگ الگ شعبے قائم کئے جائیں۔ ان میں کوئی انجیئر بن، کوئی مفسر ڈاکٹر بن، کوئی سائنس دان بن، کوئی عالم دین بن، کوئی محدث بن، کوئی مفسر بن می کوئی مجتهد بن غرضیکہ مختلف شعبوں میں ماہرین تیار ہوں۔ نظام تعلیم کی اصلاح کے لئے کئی کمیٹیاں اور کمیش تفکیل دیئے گئے اور ہمارے بزرگ ان میں شامل رہے اور کوشش بھی کرتے رہے۔

وین مدارس قائم کرنے کی وجہ

لیکن ان تھک محنت کے بعد ہمارے بزرگوں نے محسوس کیا کہ انکا ارادہ نظام تعلیم میں تبدیلی لانے کا نہیں ہے تو مجبوراً انہوں نے وہی کام کیا جو انگریزوں کے دور حکومت میں مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ نے کیا تھا کہ الگ سے دینی مدارس قائم کئے تا کہ ضروری عصری علوم کے ساتھ ساتھ اپنی نسلوں کو دینی علوم پڑھا ئیں چنانچہ الحمدللہ بہت سے دینی مدارس میں آٹھویں جماعت تک اور بڑے بڑے مدارس میں آٹھویں جماعت تک اور بڑے بڑے مدارس میں آٹھوی کی جانبی کے اندرعصری علوم کے اس وقت تک درس نظامی میں داخلہ نہیں ملتا جب تک طالبعلم کے اندرعصری علوم کے اعتبار سے میٹرک کی صلاحیت پیدانہ ہوجائے۔

دارالعلوم كراجي كا قيام:

والد صاحب اور جم ١٩٨٨ء ميس بإكستان آكئے۔ دو تين سال تو اسي كوشش

میں گذر گئے کہ نظام تعلیم میں تبدیلی آ جائے کیکن جب مایوی ہوئی تو والد صاحب نے ایک دین مدرسہ قائم کرنے کا ارادہ کیا۔ اس زمانے میں پورے کراچی کے اندر دینی تعلیم کا کوئی مدرسہ نہیں تھا۔ صرف ایک چھوٹا سا مدرسہ '' کھڈہ'' میں تھا جو بہت پرانا چلا آ رہا تھا لیکن اب وہ بھی گمنام سا ہوگیا تھا۔ والد صاحب نے نا تک واڑہ کے محلے میں ایک مدرسہ قائم کیا۔

پاکتان بنے سے پہلے یہاں سکھ رہتے تھے۔ نائک وارہ کا نام بھی اس مناسبت سے ہے۔ اس محلے میں سکھوں کے زمانے کے پرائمری سکول کی ایک عمارت تھی جو وزرات تعلیم کے کنٹرول میں تھی لیکن اس وقت ہندوستان سے آئے ہوئے مہاجرین قیام پذیر تھے۔ جب وہ عمارت خالی ہوئی تو والدصاحب رحمہ اللّٰہ نے کوشش کرکے اُسے دارالعلوم کے لئے حاصل کرلیا۔ دو تین کمروں اور چھوٹے سے صحن پر مشتمل بیایک چھوٹی سی عمارت تھی۔ وہاں دارالعلوم قائم ہوا۔

دارالعلوم کی سب سے پہلی جماعت:

اور اس سال سب سے پہلی جماعت جو دارالعلوم کراچی میں تعلیم کے لئے داخل ہوئی ، اس میں الحمدللہ میں اور میر ہے بھائی مولا نا محد تقی عثانی صاحب بھی شامل عضے۔ اسی سال میں درجہ حفظ سے فارغ ہوا تھا اور پہلی تراوی سائی تھی۔ ہمیں بھی فکر تھی کہ اب ہم کیا پڑھیں گے۔ اللہ تعالی کے فضل و کرم سے دارالعلوم کراچی کی بنیاد رکھی گئی جس سے ہماراتعلیمی سلسلہ بھی برقر ار رہا۔ ہماری رہائش شہر میں برنس روڈ کے یاس تھی۔ روزانہ آنا جانا ہوتا تھا۔

طلبه كا ججوم اور جكه كالمم يرِّجانا:

جیسے ہی یہ مدرسہ قائم ہوا تو مشرقی ومغربی پاکستان کے تمام صوبول بلکہ

دوسرے ملکوں سے بھی جوق درجوق طلبہ آنا شروع ہو گئے کیونکہ اس وفت مدارس کے اعتبار سے بورے ملک کی کیفیت بیتھی کہ ایک مدرسہ ملتان میں تھا۔ ایک مدرسہ لا ہور میں تھا۔ ایک مدرسہ اکوڑہ خٹک میں تھا۔ اور شاید چھوٹے چھوٹے دو چار مدرسے اور ہول گے۔

طلبہ کی کثرت کی وجہ سے یہ جگہ تنگ پڑگئی۔ اب اس بات کی ضرورت محسوں ہوئی کہ کوئی کشادہ حاصل کر کے وہاں دارالعلوم نتقل کیا جائے کیونکہ اس مدرسہ میں بہت تنگی تھی طلبہ جہاں پڑھتے تھے۔ انہیں کمروں میں ان کے بستر لگے ہوتے تھے۔ صبح کو اٹھتے تو بستر لیسٹ کر رکھ دیتے۔ یہ درسگاہ بن جاتی۔ سبق ختم ہونے کے بعد دو پہر یا رات کو لیٹنے کا وقت ہوتا تو بستر بچھا دیتے، یہ سونے کے کمرے بن حاتے۔

دارالعلوم کے لئے بڑے میدان کا حصول (علامہ عثانی کی یادگار کے طور بر):

شیخ الا سلام علامہ شیر احمہ عنانی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد جہاں انکامزار بنایا گیا۔ وہ ایک بہت بڑا میدان تھا۔ ہم بجین میں جب حضرت کے ہاں جاتے توا ن کے نواسوں کے ساتھ مل کر اس میدان میں کھیلا کرتے تھے۔ یہ میدان خالی پڑا تھا۔ حضرت والدصاحب نے یہ خواہش ظاہر کی کہ علامہ شیراحمہ عثانی رحمہ اللہ علیہ اتن بڑی شخصیت تھے، حکومت نے ان کے لئے کوئی یادگار قائم نہ کی، ہم کوشش کر کے وہ میدان حاصل کرلیں اور اس میں علامہ عثانی کی یادگار کے طور پر بڑا دارالعلوم قائم کریں۔ اس مقصد کے لئے والدصاحب نے کوشش کی اور بالآخر یہ میدان مل گیا۔ کریں۔ اس مقصد کے لئے والدصاحب نے کوشش کی اور بالآخر یہ میدان مل گیا۔ یہ وہی جہاں آج اسلامیہ کالج (کراچی) بنایا ہوا ہے۔ وہاں دارالعلوم کے لئے نقشہ منظور کرایا گیا۔ اس میدان کے اندر علامہ عثانی رحمہ اللہ کی اہلیہ اور ان کے دو

بھائیوں کے لئے جھے چھ سوگز کے بلاٹ مالکانہ حقوق کے ساتھ منظور کرائے گئے۔ بیہ سب کچھ مشوروں سے ہوا۔ علامہ شبیراحمد عثانی کے بھائی بھی اس مشورہ بیں شریک تھا۔

مدرسه كاسنكِ بنياد اور علامه عثاني كي امليه كي مخالفت:

والد صاحب رحمہ اللہ علیہ نے اس مدرسہ کا سنگِ بنیاد رکھنے لئے تین روزہ کا نفرنس اس میدان میں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس میں مشرقی ومغربی پاکستان اور ہندوستان کے بڑے بڑے علماء اور اکابر کو دعوت دی گئی۔ دارالعلوم کے طلبہ اور اسا تذہ نے اس میدان میں اپناکیمپ ڈالا ہوا تھا اور دن رات ہم اس کی تیاریوں میں گئے ہوئے تھے۔

بالآخر کانفرنس شروع ہوگئی۔ بنیادیں بھی کھد گئیں۔ ان میں روڑی بھی ڈال دی گئی اور بزرگوں نے اپنے ہاتھوں سے اس کا سنگ بنیاد بھی رکھ دیا، کانفرنس کے ایک روز اچا تک یہ ہوا کہ ایک طرف کچھلوگ جمع تھے۔ ان میں اخباری نمائندے بھی شامل تھے۔ وہ تصویریں اتارہ تھے۔ پنہ کرنے پرمعلوم ہوا کہ ایک سیاسی لیڈر علامہ عثانی کی اہلیہ صلابہ کو بہلا کر یہاں لے آیا، ان سے کہا کہ دیکھئے علامہ عثانی کے نام پر انہوں نے اس میدان پر قبضہ کرلیا ہے۔ لہذا آپ اس کی مخالفت سیجئے۔ وہ اسی لئے آئی تھیں۔ اخبار میں اگلے دن یہ ساری تصویریں اور خبریں لگ گئیں۔

والدصاحب كاوبال دارالعلوم قائم كرنے سے انكار:

والدصاحب رحمہ اللہ کو اس کا بڑاغم ہوا۔ آپ علامہ عثانی کی اہلیہ کے باس تشریف لے گئے۔ میں بھی ساتھ تھا۔ والدصاحب نے اپنی ٹو بی ان کے قدموں میں ڈال دی۔ (علامہ عثانی والد صاحب کے قریبی رشتہ دار بھی تھے ہزرگ بھی تھے اور استاذ بھی تھے) والد صاحب نے ان سے کہا کہ اگر آپ راضی نہیں ہوگی تو ہیں یہاں دارالعلوم نہیں بناؤں گا۔ یہ شخص آپ کو بہکارہا ہے۔ آپ اس کی باتوں میں نہ آئیں۔ علامہ عثانی کے نام ہی پر تو یہ سارا دارالعلوم قائم ہوا ہے۔ گر وہ خاتون تھیں۔ عورت زاد تھیں۔ علامہ عثائی اس سیاسی لیڈر کے ہاں رہتے تھے۔ ان کی وفات کے بعد یہ بھی وہاں رہتی تھیں۔ یہ اس کے بہکاوے میں آچکی تھیں۔ والد صاحب کے بعد یہ بھی وہاں رہتی تھیں۔ یہ اس کے بہکاوے میں آچکی تھیں۔ والد صاحب کے باوجود ان کی سمجھانے کے باوجود ان کی سمجھانے کے باوجود ان کی سمجھ میں نہ آیا اور انہوں نے والد صاحب کی بات مانے سے انکار کردیا۔ اس حال میں تین دن گذر گئے۔ تیسرے روز والد صاحب کی بات مانے جلسہ میں اعلان کیا کہ جب تک علامہ عثانی کی اہلیہ صلحبہ راضی نہیں ہوں گی، جلسہ میں اعلان کیا کہ جب تک علامہ عثانی کی اہلیہ صلحبہ راضی نہیں ہوں گی، عبل یہاں دارالعلوم نہیں بناؤں گا۔

ا نكار كى وجه:

دارالعلوم کے تمام اساتذہ وطلبہ اور دور دراز سے آنے والے اکابر اور علاء جرت میں پڑگئے۔ جن طلبہ اور اساتذہ نے دن رات لگ کر اس انظام کو سنجالا تھا۔ وہ دھاڑیں مار مار کر رونے گے۔ لوگوں نے بہت اصرار کیا لیکن آپ نے انکار فرمایا۔ اس زمانے میں کراچی کا چیف کمشنر ابوطالب نقوی تھا۔ یہ شیعہ تھا۔ یہ بڑا مضبوط اور سخت گرخض تھا۔ اس نے اپنے ہاتھ سے ایک خط والد صاحب کی طرف لکھ مضبوط اور سخت گرخص تھا۔ اس نے اپنے ہاتھ سے ایک خط والد صاحب کی طرف لکھ کر بھیجا کہ جھے پتہ چلا ہے کہ کچھلوگ آپ کی مخالفت کررہے ہیں۔ قانون کی پوری طاقت آپ کے ساتھ ہے کہ کچھلوگ آپ نئین کا با قاعدہ اللہ منٹ کرایا ہے اور طاقت آپ کے ساتھ ہے کہ ونکہ آپ نئیس کو نئین کا با قاعدہ اللہ منٹ کرایا ہے اور وک نہیں سکتی۔ والد صاحب اس کے باوجود بھی دارالعلوم کی تغییر پر آمادہ نہ ہوئے اور وجہ یہ بتلائی کہ والد صاحب اس کے باوجود بھی دارالعلوم کی تغییر پر آمادہ نہ ہوئے اور وجہ یہ بتلائی کہ

دارالعلوم بنانا فرض عین نہیں ہے جبکہ مسلمانوں کو خلفشار سے بچانا فرض عین ہے۔
علامہ عثانی کی اہلیہ صاحبہ اگر مطمئن نہیں ہونگی تو پچھ لوگ میرا ساتھ دیں گے اور پچھ
لوگ ان کاساتھ دیں گے جس سے مسلمانوں میں خلفشار بیدا ہوگا۔ میں امت کو
خلفشار میں نہیں ڈالنا جا ہتا۔

دارالعلوم کے لئے موجودہ زمین کا ملنا:

ایک دو مہینے گذرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے بیہ زمین دارالعلوم کے لئے دے دی، جنوبی افریقہ کا ایک تاجر اس پوری زمین کا مالک تھا۔ بیہ پورا علاقہ ریگتان تھا۔ یہاں سے سات میل دور تک زندگی کے کوئی آ ثار نہیں تھے۔ نہ کوئی سڑک تھی نہ آ بادی، نہ بجلی، نہ پانی نہ گیس اور نہ کوئی سہولت۔ یہاں سے کلفٹن تک درمیان میں کوئی آٹر نہیں تھی، صرف ریت کے ٹیلے تھے۔

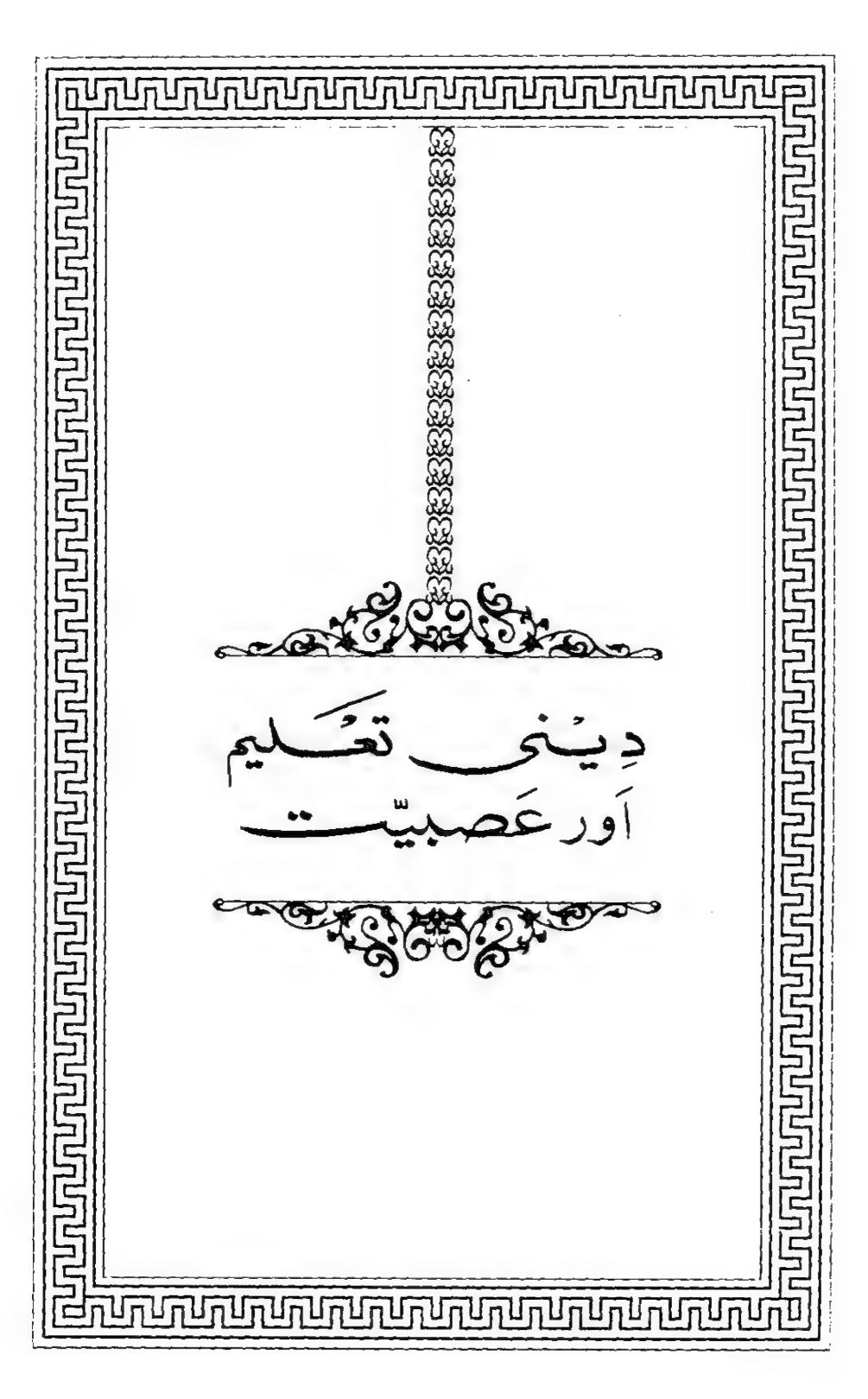
والد صاحب رحمہ اللہ کو تر دّ د ہوا کہ اگر اس ریگتان میں جاکر میں طلبہ کو دُال دوں تو یہ زندہ کیسے رہیں گے۔ مگر احباب نے کہا کہ آپ زمین قبول فرمالیں، تغییر ہم کرائیں گے، جب تغییر ہوجائے گی تو پھر آپ منتقل ہوجائیں۔ والد صاحب آ مادہ ہوگئے۔

دارالعلوم کی ابتدائی اورموجودہ حالت

دارالعلوم ۱۹۵۵ھ میں یہاں آیا۔ آج اسے اڑتالیس سال ہو چکے۔ ہم نے پانچ سال تک نائک واڑہ میں تعلیم حاصل کی تھی۔ بقیہ تین سال یہاں پڑھا۔ یہاں کا حال یہ تھا کہ روزانہ دو تین طلبہ کو بچھو کا منتے تھے۔ ایک دوسانپ روزانہ نکلتے تھے۔ ایک دوسانپ روزانہ نکلتے تھے۔ گیدڑ کمروں میں گھس کرانکا کھانا کھا جاتے۔ طرح طرح کرے پریشانیاں تھیں۔ اس

وقت تک قریب کوئی آبادی نہیں تھی لیکن دوسال کے بعد کورنگی کی آبادی شروع ہوگئی اور چار بھی ترقی کرتا رہا۔ یہان تک کہ آج وار العلوم بھی ترقی کرتا رہا۔ یہان تک کہ آج وار العلوم اس حالت میں پہنچا ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ یہ اللہ رب العزت کا فضل وکرم ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قیامت تک کیلئے صدقہ جاریہ بنائے۔ (آبین)

وآخردعوانا أن الحمدلله رب العالمين



ره جمله حقوق مجن نا تترمحفوظ بین به موضوع دین تعلیم اور عصبیت مقرر محضور فیع عثانی مدخله مقرر محمد ناظم اشرف محمد ناظم اشرف

وين تعليم اور عصبيت

خطبهمسنونه

الحمدالله الحمدالله نحمده ونستعينه ونستغفره و نؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا، من يهده الله فلا مضل له و من يُضلل فلا هادى له ونشهدان لا اله الا الله وحده لاشريك له ونشهدان سيدنا ومولانامحمد اعبده ورسوله صلى الله تعالى عليه وعلى آله وصحبه اجمعين وسلم تسليماكثيرا كثيرال

أمالعد

ف اعوذ بالله من الشطين الرجيم ط بسم الله الرحمن الرحيم الله الرحيم الرحيم الله الرحيم الرحيم الله الرحيم الرحيم الله على المُؤمِنِينَ إِذْبَعَتَ فِيهِمُ رَسُولًا مِنُ لَقَدُ مَنَّ اللهُ عَلَى المُؤمِنِينَ إِذْبَعَتَ فِيهِمُ رَسُولًا مِنُ

أَنُفُسِهِمُ يَتُلُو عَلَيُهِمُ آيَاتِهِ وَيُزَكِيهِمُ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَيُزَكِيهِمُ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِحُكَمَةَ وَإِنْ كَا نُوا مِنُ قَبُلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ٥ وَالْحِكُمَةَ وَإِنْ كَا نُوا مِنُ قَبُلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ٥ وَالْحِكُمَة وَإِنْ كَا نُوا مِنُ قَبُلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ٥ (الْحِمُوان:١٦٣)

بزرگان محترم، حضرات علمائے کرام، محترم اساتذہ اور عزیز طلبہ!
حیدر آباد میں میری حاضری اس مرتبہ سالہا سال کے بعد ہوئی ہے اپنے
والد ماجد مفتی اعظم پاکتان حضرت مولانا مفتی محد شفیع صاحب رحمة اللہ علیہ کے ساتھ
اپنی طالب علمی کے زمانہ میں اور لڑکین کے زمانہ میں بار ہا یہاں حاضری ہوئی۔ اس
کے بعد آنا کم ہوا۔ بعض مرتبہ تورات کو آیا اور رات ہی کو واپس چلا گیا۔

۱۳۸ء میں ہم نے پہلی بار اس حیدر آباد کو دیکھا جب ہجرت کرکے پاکستان کہنچے تو پاکستان میں ہماری سب سے پہلی منزل یہی حیدر آباد تھی ، یہاں ایک رات گذاری اور اس کے بعد کراجی جانا ہوا۔

حبدر آباد سندھ سے قلی تعلق

حیدر آباد سے وہنی وقبی وابنگی تو اور بھی پہلے سے تھی، پاکستان بننے سے پہلے جب تحریک پاکستان پورے عروج پرتھی تو یہاں کے بعض علاء کرام اور مشائخ عظام نے جمعیت علائے اسلام کی ایک عظیم الثان کا نفرنس یہاں منعقد کی تھی۔ جمعیت علائے اسلام سے مراد وہ جمعیت ہے جس کو شخ الاسلام علامہ شبیر احمد صاحب عثانی رحمتہ اللہ علیہ نے قیام پاکستان سے پہلے قائم کیا تھا اور اس کا سب سے پہلامقصد پاکستان کے قیام کے لئے جدوجہد کرنا تھا، چنانچہ اس جمعیت علائے اسلام کی اس عظیم الثان کانفرنس کے لئے شخ الاسلام مفسر قرآن علامہ شبیر احمد عثانی رحمتہ اللہ علیہ کو مدعو کیا گیا اور انہی کی زیر صدارت یہ کانفرنس منعقد ہوئی تھی، لیکن ان

کی علالت کے باعث انہوں نے والد ماجد رحمتہ اللہ علیہ کو اپنا نائب بنا کریہاں بھیجا اور والد صاحبؓ کی صدارت میں بید کانفرنس منعقد ہوئی بیہ پاکستان بننے سے چھ ماہ قبل جنوری ۱۹۴۷ء کا واقعہ ہے۔

یہاں جو خطبہ صدارت والد ماجد ؓ نے دیا تھا، بعد میں وہ کتابی شکل میں شائع ہوا، یہ خطبہ سیاسی مسائل پر دینی علوم کا بہت بڑا ذخیرہ ہے۔ بہر حال اس وقت سے حیدر آباد سے زہنی ولبی وابسکی تھی وہ ہمارے بچپن کا دور تھا اور اس وقت ہم دیو بند میں مقیم تھے۔

قیام پاکستان کے بعد ۴۸ء میں یہاں آئے تو اس وقت کچھ مقامی مشاکخ اور علمائے کرام موجود تھے، جو یکے بعد دیگرے اللہ کو پیادے ہوگئے، اس کے بعد وقنا فو قنا جب بھی یہاں آنا ہوا اور جب بھی حیدر آباد کے حالات اخبارات میں پڑھے یا لوگوں سے سنے، ایک کمک، ایک خلاء بڑی شدت سے محسوس ہوا۔ اور اس خلا کومحسوس کرتے کرتے۔ ۴۸ء سے لیکر اب یہ ۸۸ء شروع ہونیوالا ہے تقریباً ۴۸ سال کے اس پورے عرصہ میں وہ خلا بڑی شدت سے محسوس ہوتا رہا۔ قبل اس کے کہ میں اس خلا کا ذکر کروں، ایک بات اور ذکر کروں۔

قیام پاکستان اور مدارس عربیه

جب پاکستان قائم ہوا تو برصغیر میں جتنے بڑے بڑے مدارس اور علوم کے مراکز تھے اور جو بڑی اہم علمی شخصیتیں تھیں، وہ تقریباً تمام ہی ہندوستان میں رہ گئیں۔
پاکستان میں کوئی قابل ذکر مدرسہ یا مرکزی نوعیت کی کوئی دینی درسگاہ موجود نہیں تھی،
بالکل اسی طرح جب پاکستان بناہے تو تمام صنعتی کارخانے ہندوستان میں رہ گئے تھے،
بہاں کارخانے نہیں تھے۔ ہر چیز میں ہم دوسرے ممالک کے محتاج تھے۔ اسی وجہ سے

بہت سے اوگ مذاق اڑاتے سے کہ نگا پاکستان ہے، بھوکاپاکستان ہے لیکن جس طریقے سے کارخانوں کی کمی کو اللہ جل شانہ نے پورا کیا اور صنعتی ترقی پاکستان نے ک، اور وہ خلا پر ہوا، جو قیام پاکستان کے وقت صنعتی میدان میں موجود تھا، اسی طریقہ سے ایک خلا دینی حلقوں میں تھا، یہاں کوئی بڑا مدرسہ قابل ذکر موجود نہیں تھا۔ کراچی میں ایک خلا دینی حلقوں میں تھا، یہاں کوئی بڑا مدرسہ قابل ذکر موجود نہیں تھا۔ کراچی میں ایک پرانا مدرسہ تھا۔ مظہر العلوم کھڈہ، پورے پاکستان کی ضرورتوں کے لئے وہ کافی نہ تھا، اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ہمارے اکا برعلماء نے بڑے بڑے مدرسوں کی بنیادیں رکھیں اور بحداللہ مدارس قائم ہوتے چلے گئے۔

لاہور میں حضرت مولانا مفتی محد حسن صاحب نے جامعہ اشر فیہ کی بنیاد رکھی۔ ملتان میں حضرت مولانا خیر محد صاحب نے خیر المدارس قائم فرمایا۔ کراچی میں میرے والد ماجد رحمتہ اللہ علیہ نے دارالعلوم کراچی قائم کیا۔ ٹنڈ والہیار میں حضرت مولانا اختشام الحق تھا نوگ نے دارالعلوم الاسلامیہ کی بنیاد رکھی اور دیکھتے ہی دیکھتے ہی دیکھتے ہی دیکھتے ہی دیکھتے ہی ملک بیرے ملک میں استے مدرسہ ہوگئے کہ الحمدللہ اب مدرسوں کی تعداد میں کوئی کمی ملک میں نظر نہیں آتی۔ کراچی میں تو اب یہ حال ہے کہ محلّہ محلّہ میں مدرسہ ہے بلکہ میں کہتا ہوں اوراپنے والد ماجد سے ساتھا۔ اس لئے کہتا ہوں کہ کراچی میں درس نظامی کے مدرسے اتنی تعداد میں ہوگئے ہیں کہ اتن ضرورت وہاں نہیں تھی۔

بلکہ زیادہ تعداد سے بینقصان ہوتا ہے کہ ہرمدرسہ کے الگ مصارف ہیں۔
ایک مدرسہ میں تین طالب علم لئے بیٹے ہیں۔ بعض اسا تذہ ان کے لئے چندہ کرتے پھررہے ہیں، دوسرے مدرسہ میں پانچ طالب علم بیٹے ہیں ان کے لئے چندہ ہورہا ہے، عمارتیں بن رہی ہیں، کراچی میں تو مدرسوں کی بیافراط ہے، پنجاب اور صوبہ سرحد میں بھی آپ جا ئیں گے تو چھوٹے چھوٹے شہروں میں دو دو تین تین مؤرسے آپ کو ملیس گے ، بجمراللہ بڑے و بڑے مدرسے بھی ہیں۔

لیکن اللہ ہی کومعلوم ہے اس کا کیا سبب ہے کہ حیدر آباد میں مدرسوں کا جو خلا ۴۸ ، میں نفا وہ آج تک اس طرح ہے، یہاں کوئی ایسا تعلیمی اور تربیتی ادارہ وجود میں نہیں آسکا جو اس شہر کی اور اس کے متعلقات کی دینی ضرورتوں کو پورا کر سکے ابھی تک کوئی قابل ذکر دارالا فتاء بھی یہاں میرے علم میں نہیں ہے۔

اور علماء بید اہوتے ہیں مدرسوں سے، جب بہاں مدرسہ نہیں ہوگا تو علماء کیسے بیدا ہول گے؟ تو ۴۸ء سے یہ ایک کسک محسوس ہوتی ہے اور ایک خلا نظر آتا ہے حیدر آباد میں، یہ بہت بڑی کمی ہے اور خطرناک کمی ہے۔

دين اسلام اورعلم

وجہ اس کی بیہ ہے کہ ہمارا دین جوتا جدار عالم سرور کونین محر مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دیا، اس کی بنیادعلم پر ہے، اگر اس میں سے علم نکالا دیاجائے تو دین ختم ہوجائے۔ اس دین کا مدارعلم پر ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو فرائض منصبی قرآن کریم میں بیان کئے گئے ہیں وہ جار ہیں، وہ فرائض اسی آیت میں ارشاد فرمائے گئے ہیں جو میں نے ابھی عربی خطبہ میں پڑھی ہے۔

تورسول الله عليه وسلم كى بعثت كے مقاصد كاخلاصه دوكام بيں تعليم اور تربيت انہى دوكاموں كو آپ نے ٢٣ سال تك متواتر انجام ديا، معلوم ہوا كه دين كى بنيادعلم پر ہے اور اس كا اندازہ ايك تو اسى بات سے ہوتا ہے كه رسول الله صلى الله عليه وسلم كو اس امت كاسب سے پہلامعلم اور استاد بنا كر بھيجا گيا، دوسرے آپ اس سے اندازہ سيجئے كه وہ سب سے پہلى وحى جورسول الله عليه وسلم پر نازل ہوئى سے اندازہ سيجئے كه وہ سب سے پہلى وحى جورسول الله عليه وسلم پر نازل ہوئى لين سب سے پہلى آپ سے وغار حراميں جبريل امين لے كر آئے وہ آپ تا قراء كے لفظ سے شروع ہورہى ہے۔

اقر أباسم ربك الذى خلق، خلق الانسان من علق، اقرأ وربك الاكرم الذى علم بالقلم، علم الانسان مالم يعلم بير آيات بيل جوسب سے پہلا علم ہوئيں ان آيات ميں جوسب سے پہلا حكم ہے وہ اقراء يعنی پڑھئے۔ حضور اكرم صلی اللہ عليه وسلم كو جريل امين اللہ جل شانه كا پيغام دے رہے ہيں كه پڑھئے: اقرأ باسم ربك الذى خلق يعنی پڑھئے اس ذات كے نام سے كہ جس نے پيداكيا۔ خلق الانسان من علق اس نے جے ہوئے خون سے پيداكيا۔ اقرأ وربك پيداكيا۔ خلق الانسان من علق اس نے جے ہوئے خون سے پيداكيا۔ اقرأ وربك بيداكيا۔ خلق الانسان كو تام كرة آرہا ہے علم الانسان كو اللہ علم انسان كواليى چيزوں كى تعليم دى جو تعليم كا بھى ذكر آرہا ہے اور بالقلم جس نے انسان كوتكيم دى ہے قلم كے ذريعہ د كھئے تعليم كا بھى ذكر آرہا ہے اور بالقلم جس نے انسان كوتكيم دى ہوئے ملم انسان كواليى چيزوں كى تعليم دى جو كہلے وہ نہيں جا نتا تھا۔

توسب سے پہلی آیت اور سب سے پہلا تھم یہ ہے کہ پڑھئے۔ یہ آیت نزول کے اعتبار سے تو یہ آیت سب نزول کے اعتبار سے تو یہ آیت سب سے پہلی ہے، تر تیب قرآن کے اعتبار سے تو یہ آیت سب سے پہلی نہیں، لوح محفوظ میں قرآن کریم جس تر تیب سے لکھا ہوا ہے، اس تر تیب سے بہلی نہیں، لوح محفوظ میں قرآن کریم جس تر تیب کے مطابق آج بحداللہ سے یہ قرآن مرتب ہوا ہے اور لوح محفوظ کی اسی تر تیب کے مطابق آج بحداللہ

ہمارے مصاحف اور سینوں میں محفوظ ہے لیکن اس کا نزول لوح محفوظ کی ترتیب کے مطابق نہیں ہوا۔ بلکہ بیمختلف حالات اور ضرورتوں کے مطابق متفرق طور پر نازل ہوا ہے۔ چنانچہ نزول کے اعتبار سے سب سے پہلے آیت افر أباسم ربك الذی خلق الخ ہے۔

اور قرآن مجید کی جو ترتیب ہمارے مصاحف میں ہے اور جو لوح محفوظ کی ترتیب کے مطابق ہے اس ترتیب میں سب سے پہلے سورہ فاتحہ ہے اور اس کے بعد سورہ بقرہ ہے۔ سورہ فاتحہ بورے قرآن کریم کا دیباچہ اور مقدمہ ہے قرآن کریم مفصل متن سورہ فاتحہ کے بعد سورہ بقرہ سے شروع ہورہا ہے جس کی سب سے پہلی مفصل متن سورہ فاتحہ کے بعد سورہ بقرہ سے شروع ہورہا ہے جس کی سب سے پہلی آیت اللہ ذالك المكتب ہے۔ یہاں بھی آپ د كيم دہے ہيں كہ كتاب كا ذكر سب سے پہلی وحی میں پڑھنے كا ذكر ہے۔قلم كا ذكر ہے تعلیم كا ذكر ہے۔ وہاں سب سے پہلی وحی میں پڑھنے كا ذكر ہے۔قلم كا ذكر ہے۔

مزید دیکھے کہ قرآن مجید کا نام ہے۔ '' القرآن' یعنی وہ چیز جس کو پڑھاجائے۔ اور دوسرا نام ہے ''الکتاب' یعنی وہ چیز جولکھی جائے تو یہ دین لکھنے پڑھنے کا دین ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ۲۳ سالہ دور میں یہی کام کیا ہے کہ آپ نے قرآن پڑھایا اور اس پڑمل کرنے کی ترغیب دی، یہی حاصل ہے تاجدار دو عالم سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی یوری سیرت طیبہ کا۔

مزید اندازہ سیجئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم کو عام کرنے کا کتنا اہتمام فرمایا تھا کہ غزوہ بدر جوحق وباطل کا سب سے بہلامعرکہ ہے اس میں کفار کے برے برخ سے براے سردارقتل کئے گئے۔ اور + کے برخی شخصیتیں گرفتار ہوئیں۔ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ اور طفیل میں فتح مبین عطا فرمائی ، قید یوں کے بارے میں مشورہ ہوا کہ ان کا کیا کیا جائے۔ کسی نے مشورہ دیا کہ انہیں قید یوں کے بارے میں مشورہ ہوا کہ ان کا کیا کیا جائے۔ کسی نے مشورہ دیا کہ انہیں

قتل کردیا جائے۔ ایک رائے بیہ ہوئی کہ فدیہ اور مال لے کر ان کو چھوڑ دیا جائے تا کہ مسلمانوں کو مالی منفعت حاصل ہو۔حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیرائے پند آئی اور آپ نے اس کے مطابق فیصلہ فرمایا۔ چنا نچہ کفار مکہ مال دے کر اپنے قیدی چھڑار ہے تھے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان قید بوں میں سے جولوگ لکھنا جانتے ہیں ان کا فدیہ ہم مال ودولت کی صورت میں نہیں لیس گے۔ بلکہ ہر قیدی جو لکھنا جانتا ہے وہ مسلمانوں کے دس بچوں کو لکھنا سکھا دے اس کی جان بخشی ہوجائے گی۔ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو لکھنا سکھا نے کا اجتمام فرمایا۔

ورسگاہِ صُفّہ

ہجرت مدینہ کے بعد جب مسجد نبوی تغییر ہوئی تو اسی میں ایک صفہ تھا۔ یہ صفہ اسلام کی سب سے پہلی درسگاہ اور سب سے پہلا مدرسہ ہے۔ اس کے اندر چارسو کے قریب طلبہ صحابہ کرام فریر تعلیم رہے ہیں اورایک ایک وقت میں تقریباً اسی طالب علم رہے، انہیں میں سے ایک ہونہار طالب علم حضرت ابو ہریرہ ہیں جنہوں نے ملم رہے، انہیں میں سے ایک ہونہار طالب علم حضرت ابو ہریرہ ہیں جنہوں نے تخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ۵۳۷ مدیثیں یاد کرکے امت تک پہنچا کیں۔

یہ صفہ کیا تھا؟ یہ مسجد نبوی کے ساتھ ایک چبوترہ تھا۔ یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام گوتعلیم دیا کرتے تھے،خلاصہ یہ کہ سب سے پہلے استاد حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سب سے پہلے شاگر دصحابہ کرام ہیں اور سب سے پہلا مدرسہ صفہ ہے۔

اس سے ایک بات بیمعلوم ہوئی کہ دین علم کے بغیر نہیں آسکتا، دین موقوف ہے علم کے بغیر نہیں آسکتا، دین موقوف ہے علم پر،علم کے بغیر نہ انسان کا عقیدہ درست ہوسکتا ہے، نہ مل کی اصلاح

ہوسکتی ہے نہ فرائض ادا ہو سکتے ہیں، نہ حرام سے بچاجا سکتا ہے۔

فضائل علم

وجہ اس کی بیہ ہے کہ نجات موقوف ہے عقیدہ اور عمل پر یعنی ایمان اور عمل پر، اس واسطے بید دین علم کا اور ایمان وعمل موقوف ہے علم پر۔ تو نجات موقوف ہے علم پر، اس واسطے بید دین علم کا دین ہے ، لکھنے پڑھنے کا دین ہے چنانچہ قرآن کریم کی بہت می آیات میں اور رسول اللہ علیہ وسلم کی کتنی ہی احادیث میں علم کے اور علاء کے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔ ہیں۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ تدار س العلم ساعة مِن اللَّيٰل خَيْرٌ مِن الحياءِ مِن اللَّيٰل خَيْرٌ مِن الحياءِ هَا لَيْهِ اللَّهِ اللهِ اللهُ اللهِ اللهُ اللهِ اللهُ اللهِ اللهُ اللهِ اللهُ اللهِ اللهُ ال

رسول الله صلى الله عليه وسلم سے دوشخصوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ ایک وہ شخص جو فرائض وواجبات ادا کرتا ہے اور حرام وگناہ سے بچنا ہے ، نفلی عبادت زیادہ نہیں کرتا، مگر عالم ہے، دوسرا عالم تو نہیں ، لیکن بہت عبادت گذار ہے، صحابہ کرام ٹے نے حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ان میں سے افضل کونسا ہے۔ آپ نے فرمایا افضل وہ شخص ہے جوعلم والا ہے۔

نیز آپ نے بھی فرمایاف ضل العبالِم علی العابِدِ کفَضلِی علی ادنگم ۔ فضیلت عالم کوعابد پر ایس ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے ادنی صحابی پر، یعنی جوفرق ایک اونی صحابی اور مجھ میں ہے وہی فرق ایک عابد اور عالم میں ہے تو یہ دین علم کا دین ایک اونی صحابی اور علم کا ارشاد ہے کہ طَلَبُ ہے اس میں کمال علم کے بغیر نہیں آتا۔ رسول الله صلی الله علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلَی مُحل مُسُلمِ یعنی علم دین حاصل کرنا ہرمسلمان پرفرض ہے۔ العِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلَی مُحل مُسُلمٍ یعنی علم دین حاصل کرنا ہرمسلمان پرفرض ہے۔

علم دین فرض عین اور فرض کفاییر

علم دین بہت سے علوم پرمشمل ہے اور ظاہر ہے کہ ہرمسلمان مرد وعورت اس پر قادر نہیں کہ ان سب علوم کو بورا حاصل کرسکے، اس لئے مذکورہ حدیث شریف میں جوعلم ہرمسلمان پر فرض قرار دیا گیا ہے اس سے مرادعلم دین کا وہ حصہ ہے جس کے بغیر آ دمی نہایے عقائد سیج کرسکتا ہے نہ فرائض وواجبات ادا کرسکتا ہے اور نہ حرام وناجائز کاموں سے نیج سکتا ہے۔ باقی علوم کی تفصیلات بعنی قرآن وحدیث کے تمام معارف ومسائل اور ان سے نکالے ہوئے احکام کی پوری تفصیل کاعلم حاصل کرنا نہ ہرمسلمان کی قدرت میں ہے نہ ہرایک پرفرض عین ہے، البتہ بورے عالم اسلام کے ذمه فرض کفایہ ہے، لیعنی ہرشہر میں ایک عالم دین ان تمام علوم دین کا ماہر موجود ہوتو باقی مسلمان اس فرض سے سبدوش ہوجاتے ہیں ، اور جس شہر یا قصبہ میں ایک بھی عالم دین نہ ہوتو اس بہتی والوں برفرض ہے کہ اپنے میں سے کسی کو عالم بنائیں یا باہر سے کسی عالم کو بلاکر اینے شہر میں رکھیں تاکہ ضرورت بیش آنے پر باریک مسائل کو اس عالم سے فتویٰ لے کرسمجھ سکیس اور عمل کرسکیس ، اسلئے علم دین میں'' فرض عین'' اور'' فرض کفایه کی تفصیل به ہے:۔

فرض عين اور فرض كفايير كي تفصيل

ہرمسلمان مرد وعورت پر فرض ہے کہ اسلام کے سے عقائد کاعلم حاصل کرے

اور طہارت وناپاکی کے احکام سکھے، نماز، روزہ اور تمام عبادات جوشریعت نے ہرمسلمان پر فرض یاواجب کی ہیں ان کاعلم حاصل کرے، جن چیزوں کوشریعت نے حرام یا مکروہ قرار دیا ہے ان کاعلم حاصل کرے۔ جس کے پاس بقدر نصاب مال ہو اس پر فرض ہے کہ ذکوۃ کے مسائل واحکام معلوم کرے۔ جس کو جج کرنے کی قدرت ہے، اس پر فرض عین ہے کہ جج کے احکام ومسائل معلوم کرے۔ جس کو خرید وفروخت کرنا پڑے یا تجارت وصنعت یا مزدوری کے کام کرنے پڑیں۔ اس پر فرض عین ہے کہ بچ واجارہ کے مسائل واحکام معلوم کرے۔ جب نکاح کرے تو نکاح کے احکام کہ بچ واجارہ کے مسائل واحکام معلوم کرے۔ جب نکاح کرے تو نکاح کے احکام ومسائل اور طلاق کے احکام ومسائل اور طلاق کے احکام ومسائل کا علم حاصل کرنا بھی ہر مسلمان مرد وغرت یرفرض ہے۔

علم تضوف کا ضروری حصہ بھی فرض عین ہے

دین کے ظاہری اعمال جوہم اپنی زبان سے انجام دیتے ہیں یاجسم کے باقی ظاہری اعضا وجوارح سے انجام دیتے ہیں مثلاً نماز، روزے وغیرہ کو تو سب ہی جانے ہیں کہ فرض عین ہیں اور ان کا ضروری علم حاصل کرنا بھی فرض عین ہے لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ باطنی اعمال جو اپنے دل سے انجام دیتے ہیں اور جو ہر شخص پر فرض عین ہے۔ ہیں ان کاعلم بھی سب پر فرض عین ہے۔

اعمال باطنہ کے علم ہی کو تضوف کہتے ہیں ، آ جکل جس کو، ' علم تضوف''
کہاجاتا ہے وہ بھی بہت سے علوم ومعارف اور مکاشفات واردات کا مجموعہ بن گیا
ہے، اس جگہ فرض عین سے مراد اس کا صرف وہ حصہ ہے جس میں اعمال باطنہ فرض وواجب کی تفصیل ہے مثلاً صحیح عقائد جن کا تعلق باطن سے ہے یا صبروشکر ، توکل ،

قناعت وغیرہ ایک خاص در ہے میں فرض مین ہیں۔ ان کاعلم حاصل کرنا بھی فرض مین ہیں۔ ان کاعلم حاصل کرنا بھی فرض مین ہے یا غرور و تکبر، حسد و بغض، بخل وحرصِ دنیا وغیرہ جوازروئے قرآن وسنت حرام ہیں، ان کی حقیقت اور ان سے بیخے کے طریقے معلوم کرنا بھی ہرمسلمان مرد وعورت پرفرض ہے، علم تصوف کی اصل بنیاد اتن ہے جوفرض مین ہے۔

پورے قرآن کریم کے معانی ومسائل کو سمجھنا اور تمام احادیث کو سمجھنا اور ان
میں معتبر اور غیر معتبر کی بہچان پیدا کرنا، قرآن وسنت سے جواحکام ومسائل نکلتے ہیں،
ان سب کا علم حاصل کرنا، اس میں صحابہ وتابعین اور ائمہ مجتبدین کے اقوال وآ نار
سے واقف ہونا۔ بیدا تنابرا کام ہے کہ پوری عمر اور سارا وقت اس میں خرچ کر کے بھی
پورا حاصل ہونا آسان نہیں، اس لئے شریعت نے اس علم کوفرض کفایہ قرار دیا ہے کہ
بقدر ضرورت بچھ لوگ یہ سب علم حاصل کرلیں تو باقی مسلمان سبکدوش ہوجا کیں گے
ورنہ اس بستی کے سب لوگ گنہگار ہوں گے۔

چنانچہ حضرت تھیم الامت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی لکھا ہے کہ ہربہتی کے لوگوں پر لازم ہے کہ ہربہتی کی لوگوں پر لازم ہے کہ کم ازکم ایک ایبا عالم دین اپنی بہتی میں تیار کریں، جو اس بہتی کی علمی اور دینی ضرورتوں کو پورا کرسکے اگر ایبا عالم تیار نہیں کریں گے تو گناہ گار ہوں گے۔

میں دکھے رہا ہوں کہ حبیر آباد میں مدرسوں کا فقدان ہے۔ الحمداللہ یہاں بعض مدرسے قائم ہوئے میں لیکن ابھی یہاں کی ضرورت کما حقہ بوری نہیں ہوئی۔

رياض العلوم كى سريرستى

مجھ سے میرے عزیزوں نے محبت اور تعلق کی بناء پر فرمایا ہے کہ ہم آپ کو جامعہ کا سر پرست مقرر کرتے ہیں قبول کرلو۔ سر پرست کیا، میں توایک طالب علم

ہوں، اللہ جل شانہ میرا شار طالب علموں میں فرمادے تو اس سے بڑا کیا مرتبہ ہے،
میں تو طالب علموں کا خادم ہوں سر پرست ہونے کا تو کیا اہل ہوتا لیکن میں نے اس
امید پر اس مدرسہ کے ساتھ اس تعلق کوغنیمت سمجھا کہ ممکن ہے اس کے ذریعے سے
ہمیں پچھ موقع مل سکے اور اپنے دوستوں اور بہی خواہوں کو توجہ دلاسکیں کہ حیدر آباد
کے اندرا تنا بڑا خلا ہے جس کو پر کرنا ضروری ہے اس کے لئے پچھ سوچیں۔

یہ جامعہ عربیہ ریاض العلوم مجھے معلوم ہے کہ ابھی اس میں بالکل ابتدائی درجہ کی تعلیم ہے۔ قرآن کریم حفظ و ناظرہ کی تعلیم ہورہی ہے اور درسگاہ دینیات میں ابتدائی کتابیں عربی زبان کی اور صرف ونحو کی پڑھائی جاتی ہیں۔ مجھے اس مدرسہ کے منتظمین سے رابطہ کا تعلق اور قلبی تعلق تو پہلے سے تھالیکن ضابطہ کے تعلق کو میں نے ایپ لئے اس لئے غنیمت سمجھا کہ شاید اس جامعہ کو جو اس وقت ایک چھوٹا سا ممتب ہے اللہ تعالی واقعی جامعہ بنادے اور اس جامعہ کے خدام کی فہرست جب اللہ تعالی کے سامنے پیش ہوتو اس سیہ کار کا نام بھی اس فہرست کے آخر میں کسی گوشہ میں لکھا ہوا مل جائے جومیرے لئے ذریعہ نجات بن جائے۔

بیمت ہے مگراس کا نام جامعہ ہے۔ عربی زبان میں جامعہ یو نیورٹی کو کہتے ہیں۔ کہاں یو نیورٹی کہاں پرائمری اسکول، پرائمری اسکول کا نام اگر یو نیورٹی رکھ دیاجائے تو لوگ کیا کہیں گے؟ ممکن ہی اس ابتدائی مدرسہ کا نام '' جامعہ' دیکھ کر بعض حضرات ہنتے ہوں، لیکن میں تو اس کی بیہ تاویل کرتاہوں کہ جب طالب علم پڑھ رہا ہوتا ہے تو اس کو '' کہتے ہیں۔ نام نہیں لیتے۔ اس سے مراد یہ نہیں ہوتی کہ بیہ مولوی بن گیا ہے بلکہ یہ ہوتی ہے کہ آئیدہ مولوی بنے والا ہے۔ یہ مدرسہ بھی ابھی جامعہ نہیں ہے زبانوں پر جامعہ کا لفظ آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دلوں میں ڈالا ہے۔ کوئی عبر نہیں کہ کی وقت اللہ تعالیٰ اس کو واقعی جامعہ بنادے اور بڑا دار العلوم بن جائے۔

نیشنلزم کا بُت

مجھے آپ سے جوبات کرنی ہے وہ یہ ہے کہ اس حیدرآباد میں بدعات کابہت زور ہورہا ہے،آپ دیھ رہے ہیں، اتی شدت سے بدعتیں پھیل رہی ہیں، اس شدت سے بدعتیں پھیل رہی ہیں، جس کا اندازہ آپ حضرات کو مجھ سے بدر جہازیادہ ہوگا، میں تو کراچی میں رہتا ہوں، لیکن وہاں بیٹھ کر حیدر آباد کے حالات پڑھ کر اور س کر کڑھتا رہتا ہوں، یہ تو بدعتیں ہیں جو حرام ہیں مگر کفر نہیں۔

لیکن ایک اور بت اور اس کے ماتحت بہت سارے بت تراش کئے گئے ہیں۔کراچی میں بھی اور حیدرآ باد میں بھی اور کوشش یہ ہے کہ ان کی پوجا پاکستان کے ہیں۔ کراچی میں شروع ہوجائے حیدرآ باد اور کراچی میں تو ان کی پوجا شروع ہوگئ سے۔

ایک بڑا خطرناک بت تراشا گیا ہے اور اس کی کئی شاخیں ہیں۔اس طرح وہ کئی بت بن جاتے ہیں۔ یہ وہ بت ہے جس کو تاجدار دو عالم سرور کونین محمر مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پاش پاش کیا تھا۔ اس بت کو چکنا چور کیا تھا الحمدللہ کرا چی میں علاءاس بت کو چکنا چور کیا تھا الحمدللہ کرا چی میں علاءاس بت کو توڑنے کی کوشش میں گئے ہوئے ہیں۔

افسوس میہ ہوئی اور وہ بت ہے تو می عصبیت کا بُت، تو میت کا بُت، کہیں مہاجر قومیت مردع نہیں ہوئی اور وہ بت ہے تو می عصبیت کا بُت، تو میت کا بُت، کہیں مہاجر قومیت کے اور کہیں بنجانی قومیت کے اور کہیں سندھی قومیت اور کہیں پختون قومیت کے نعرے لگ رہے ہیں یہ نیشنلزم ہے بی قومیت کا فد بہ ہے، قومیت کا دین ہے، اس کا دین اسلام ہے کوئی تعلق نہیں، اس نیشنلزم کا حاصل یہ ہے کہ پنجانی پنجانی کا بھائی ہے مہاجر کا بھائی نہیں، پختون پختون کا بھائی ہے سندھی کا بھائی

نہیں ،سندھی سندھی کا بھائی ہے بلوج کا بھائی نہیں۔

جس کا مطلب ہے ہے کہ ایک قوم اور ایک علاقہ کے لوگ آپی میں حق پر ہوں یاباطل پر ایک دوسرے کی ہر صورت میں مدد کریں گے اور دوسری قوم کی ہر صورت میں خالفت کریں گے بیہ حاصل ہے اس نیشنلزم کا اور قومیت کے بت کا۔
خوب سمجھ لیجئے کہ وطنی قومیت، صوبائی قومیت، اسانی قومیت، نسلی قومیت، قبائلی قومیت بی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قدم مبارک قبائلی قومیت بی ہمن وطنی قومیت کی کوئی بنیاد ہوتی تو قرآن یہ اعلان نہ کرتا کہ انگ اللہ گا۔ اگر اسلام میں وطنی قومیت کی کوئی بنیاد ہوتی تو قرآن یہ اعلان نہ کرتا کہ انگ اللہ گومئوری اِخوۃ کی دنیا کے تمام مسلمان بھائی بیں، قرآن نے پوری دنیا کے اندر صرف دو قومیں بتلائی بیں، مومن اور کافر تیسری کوئی قوم نہیں قرآن کریم میں سرن

﴿ هُوَالَّذِى خَلَقَكُمُ فَمِنكُمُ كَافِرٌ وَمَنكُم مُؤْمِنٌ ﴾ (التغابن)

''وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا ایس تم میں سے پچھ لوگ کافر بیں اور پچھ لوگ مومن ہیں'۔

اسلامي قوميت

رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا الک فرکُلَّهٔ مِلَّهٔ وَاحِدَةً کفر بورا کا بورا ایک ملت ہے چاہے وہ عیسائی ہوں، یہودی ہوں، ہندوہوں، مجوسی ہوں، مشرک ہوں، بدھ مت کے لوگ ہوں کیمونسٹ ہوں، سوشلسٹ ہوں، یہ سب ایک ملت ہیں ان کی آپس میں کتنی ہی رقابتیں ہوں لیکن وہ اسلام کے مقابلہ میں ایک ہی ملت ہیں اور بوری دنیا کی تمام اقوام کے مقابلہ میں اسلام ایک ملت ہے اور تمام ملت ہیں اور بوری دنیا کی تمام اقوام کے مقابلہ میں اسلام ایک ملت ہے اور تمام

مسلمان بھائی بھائی ہیں۔

اِنَّمَا المُؤُمِنُونَ اِحْوَةً قرآن كريم نے بيہ بتلایا ہے كہ ملت دین كی بنیاد پر بنتی ہے جو كلمہ تو حديد لا الله الله محمد رسول الله كا قائل ہو وہ مومن ہے مسلمان ہو اور جو اس كلمه كا منكر كا فر ہے مشرك ہے اور جہنمی ہے اسلام اور مسلمان كا وہ دوست نہيں ہوسكتا، پورے قرآن كريم ميں جگہ جيہ بات واضح كردى گئى ہے۔

یااڑھ النویس المنوا کا تتّبخدُو الیھُودَ وَ النّصَاری اَوْلَیا۔ اے ایمان والوا یہودونساری کو اپنا دوست نہ بناؤ ان سے دوسی کرنا بھی ناجائز ہے، لوگ مسئلہ پوچھا کرتے ہیں کہ اگر کسی کا فر کے ساتھ کھانا کھانا پڑجائے تو جائز ہے یا نہیں؟ ہم کہتے ہیں جائز ہے یائی بینا پڑجائے تو جائز ہے۔ خریدوفروخت کرنی پڑجائے، شراکت ومضار بت کرنی پڑجائے جائز ہے، لیکن یاد رکھئے کہ کسی کافر سے دوسی جائز نہیں، جب دوسی جائز ہوجائے گا؟

پاکستان ای بنیاد پر بنا تھا کہ کائگریس نے نعرہ لگایا تھا، ''ہندومسلم بھائی ''مسلم لیگ نے اور علماء کرام نے نعرہ لگایا'' مسلم مسلم بھائی 'بھائی'' ہندومسلم بھائی ''ہندومسلم بھائی نہیں ہو سکتے ، اسی وجہ سے بیہ پاکستان الگ بنا تھا کہ مسلمان ایک الگ توم ہے ہندو کا وطن الگ ہوگا ہمارا وطن الگ ہوگا، یہی وہ دو تو می نظریہ ہے ہندو کا وطن الگ ہوگا ہمارا وطن الگ ہوگا، یہی وہ دو تو می نظریہ ہے جس کونظریہ پاکستان کہا جاتا ہے اور اسی نظریہ پر پاکستان کا وجود قائم ہے۔

اغتباه

یادر کھیے کہ بیہ پاکستان باتی رہے گا تو اسی نظریہ کی بنیاد بر باقی رہے گا اس نظریہ کو اس ملک سے ختم کرنے کی کوشش کی گئی تو بیہ پاکستان ختم ہوجائے گا لیکن پاکستان ختم ہوجائے گا لیکن پاکستان کے دشمنوں نے دشمنوں نے قومیت کے بت تراشے ہیں۔ مہاجر

قومیت کا بت، پختون قومیت کا بت، ایک سندهی قومیت کا بت، پنجانی قومیت کا بت، بلوچ قومیت کا بت کلوچ قومیت کا بت کلوچ قومیت کا بت کی بلوچ قومیت کا بت کی بیا اور بیه وعوت دی جار بی ہے کہ مہاجر اس بت کی پوجا کریں اور بلوچ پوجا کریں، پنجانی اس بت کی پوجا کریں اور بلوچ اس بت کی پوجا کریں اور برانے سندهی اس بت کی پوجا کریں۔

لاَالَه الا الله محمد رسول الله کاکلمہ پڑھنے والوں کی غیرت کو کیا ہوا ہے۔ اس مشرکانہ دعوت کو کیوں نہیں ان کے منہ پر مار دیا جاتا ، کیوں اس کے خلاف تبلیغ نہیں کی جاتی۔ یہ مشرکانہ نعرہ ہے ، کا فرانہ نعرہ ہے۔ اسلام کی بنیادوں کے خلاف ہے آپ د کیے رہے ہیں کہ اس نعرہ کے نتیجہ میں ملک کہاں سے کہاں پہنچ گیا۔ آپ کے حیدرآباد کی معاشی حالت کہاں سے کہاں پہنچ گئی کراچی تباہی کے کنارہ پہنچ چکا ہے۔ حیدرآباد کی معاشی حالت کہاں سے کہاں پہنچ گئی کراچی تباہی کے کنارہ پہنچ چکا ہے۔ یادر کھئے کراچی ایک ایسا شہر ہے جو پورے ملک کی شہرگ ہے، دشمن نے اس کراچی کو تباہ کو اپنا نشانہ بنایا ہے تاکہ قومیت کے فسادات ہوں۔ پیش نظریہ ہے کہ کراچی کو تباہ کریں تاکہ یا کتان تباہ ہوئے۔

یا کستان اہل اسلام کی پناہ گاہ

سے پاکتان ہم پر اللہ رب العالمین کی عظیم نعمت ہے۔ ہندوستان میں جس مسلمانوں پر مظالم ٹوٹے تو ان کو بناہ پاکتان میں ملی۔ برما کے مسلمانوں پر سوشلسٹوں نے مظالم ڈھائے ان کو بناہ پاکتان میں ملی۔ بنگلہ دیش میں مسلمانوں پر مظالم ڈھائے گئے تو وہاں کے بہاری بھائیوں کو بناہ پاکتان میں ملی۔ افغانستان میں مسلمانوں پر قیامت توڑی گئی تو ان کو بناہ پاکتان میں ملی، ایران میں اب سنیوں پر مظالم ہورہے ہیں تو ان کو بناہ پاکتان میں مل رہی ہے۔

ليكن بإكسّانيو! ثم بيبهى سوچوكه اگرخدانخواسته اس بإكسّان كو يجه موكيا تو

تمہیں پناہ کون دیگا؟ کہاں پناہ لوگ؟ تمہارے پاس سوائے سمندر کے اور کوئی جگہ نہیں ہے۔ کیا سعودی عرب تمہیں پناہ دے گا؟ وہاں تم ایک گھنٹہ بھی بغیر ویز ہے کے نہیں رہ سکتے۔ یہاں سے جانیوالوں کو اس کا تجربہ ہے کسی بھی اسلامی ملک میں تمہیں ایک گھنٹہ بھی بغیر ویز ہے کے نہیں رہنے دیں گے کیا ان میں سے کوئی پناہ دے گا کہ یہاں آ جاؤ اور رہنے لگو۔ خدانخواستہ پاکتان کو کچھ ہوگیا تو سوائے سمندر میں ڈو بنے کے کوئی راستہ نہیں ملے گا۔

وشمن اس حقیقت سے واقف ہے جو ہمارا بھی وشمن ہے پاکستان کا بھی وشمن ہے دین اور اسلام کا بھی وشمن ہے اس نے ہمارے اندر قومیت کے یہ بت تر شوا دیئے ہیں، لیڈروں نے اپنی لیڈری چکانے کے لئے لوگوں کو اس دھندے میں لگادیا ہے۔ علامہ اقبال مرحوم نے کتنے عرصہ قبل یہ بات کہی تھی ،عصبیت اور قومیت کے بارے میں کہ

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے جو پیرہن ہے اس کا وہ ملت کا کفن ہے

اسلامي اخوت ومحبت

یادر کھے اس فتنہ کا مقابلہ کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے کسی جماعت سے ہماری وشمنی نہیں ، کسی شخصیت سے ہمیں عناد نہیں ، ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ پاکستان کے مسلمان بلکہ ساری دنیا کے تمام مسلمان ہمارے بھائی ہیں ، اگر کسی سندھی مسلمان کا کوئی نقصان ہوتا ہے تو ہمیں بے چین ہوجانا چاہیے ، پنجابی یا پختون بھائی پر کوئی ظلم ہوتا ہے تو ہماری رگ حمیت پھڑک جانی چاہئے کہ ایک مسلمان پرظلم ہورہا ہے ، بھائی پرظلم ہورہا ہے ۔ اگر مہا جرکو تکلیف پہنچی ہے تو ہمیں اس کی مدد کے لئے دوڑنا چاہئے ہورہا ہے۔ اگر مہا جرکو تکلیف پہنچی ہے تو ہمیں اس کی مدد کے لئے دوڑنا چاہئے

کیونکہ وہ ہمارامسلمان بھائی ہے۔

قرآن مجید میں فرمایا گیا۔ تعاونوا علی البِر وَالتَّقوی و لاَ تَعَا وَنوا علی الاِ شَہِ والسعُدوان۔ نیکی میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو، اورظلم وگناہ میں ایک دوسرے کا تعاون نہ کرو، قرآن کریم نے دنیا کے سارے مسلمانوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنا کر نیک کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کا تھم دیا ہے، کسی بھی علاقے اور کسی بھی نسل کا مسلمان ہووہ کوئی بھی زبان بولتا ہو، وہ ہمارا بھائی ہے نیک کاموں میں ان کی مدد کرنا ہمارا فرض ہے اُسے ظلم سے بچانا ہمارا فرض ہے ہاں ناجائز کاموں میں یاظلم میں کسی کی بھی مدد کرنا خواہ وہ ہمارا بیٹا ہو یا قریبی رشتہ دار ہو حرام ہے لیکن میں یا ظلم میں کسی کی بھی مدد کرنا خواہ وہ ہمارا بیٹا ہو یا قریبی رشتہ دار ہو حرام ہے لیکن میں نیازم کہاجا تا ہے وہ اپنے بچار یوں کو یہ سکھا تا ہے کہ اپنے ہم وطن کی اور اپنی زبان ہولئے والے کی ظلم میں بھی مدد کرو، دوسرے علاقوں کے لوگوں سے نفرت کرو اور ان پر جو بھی ظلم ڈھایا جائے وہ روا ہے۔

کراچی میں اور پاکتان کے دوسرے شہروں میں تمام علاقوں کے مسلمان ہمیشہ پیار سے رہتے تھے۔ ہمیشہ شیروشکر رہے ہیں، ہمارے وشمن نے یہ کام کیا کہ ہمیں ایک دوسرے کے خلاف بھڑکا دیا، جب جھڑا اکسی محلہ میں ہواور وہاں مثلاً کسی مہاجر کے مکان کوکسی ظالم نے آگ لگادی۔ یہ اُس ظالم نے بہت بڑاظلم کیا، گناہ کہیرہ کا مرتکب ہوااور اپنے لئے جہنم کی آگ تیار کرلی ،لیکن کیا اس کا انتقام کسی اور بیرہ کام جہابی بھائی سے یا پختون بھائی سے لینا جائز ہوگا؟ جس نے کسی پرظلم نہیں کیا، اور نہ وہ اس ظلم کو درست سمجھتا ہے، بے چارہ بے گناہ ہے اس طرح اگر کسی محلہ میں ہمارے پختون بھائی یا پنجابی بھائی پرظلم ہوا تو کیا دوسرے محلے کے کسی بے گناہ مہاجر بھائی سے اس کا انتقام لینا جائز ہوگا؟

میں آپ سے بوچھتا ہوں ایک ادنی سمجھ والامسلمان بیہ بتائے کہ بیہ جائز

ہوگا؟ ظاہر ہے کہ آپ بھی یہی کہیں گے کہ ناجائز ہے حرام ہے، جس نے مکان جلایا ظالم وہ ہے، اس کو پکڑو، اس علاقہ کا دوسرا مسلمان بھائی یہاں رہتا ہے اس نے تمہارا کوئی نقصان نہیں کیا، اس کو پکڑ ناتمہیں کیسے جائز ہے؟ لیکن بیقومیت کا بت کہتا ہے اپنی قوم کے آ دمیوں کی مدد کرو۔ جاہے وہ ظلم کررہے ہوں تب بھی مدد کرو۔

اگرہم اپنے بھائی کو اپنی برادری کے، اپنے قبیلہ کے، اپنے وطن کے آ دمی کو ظلم کرتا ہوا دیکھ رہے ہیں تو ہم پر لازم ہے کہ اس کا ہاتھ پکڑ لیس اور اس کوظلم نہ کرنے دیں، اس لئے کہ وہ دنیا میں بھی رسوا ہوجائے گا اور آ خرت میں بھی تباہ وبرباد ہوجائے گا۔مسلمان کی جان ومال اور آ بروکی بڑی قیمت ہے اللہ جل شانہ کے نزدیک اس کی بڑی عظمت ہے اس کے بارے میں حدیث میں فرمایا کہ اس کی حرمت ایس ہے جیسی حرم مکہ کی حرمت۔

آج اس قومیت کے بت نے ہمیں پاش کرڈالا ہے، میں بہتا ہوئ کہ آپ سیاسی پارٹیوں کے ساتھ ڈنڈا بازی شروع کردیں، لڑائی جھگڑا شروع کردیں کہا کہ اس سے ایک نیا جھگڑا کھڑا ہوجائے۔ میں یہ بھی نہیں کہا کہ ان کو گالی گلوچ شروع کردی جائے اور ان کے خلاف بیان بازی کا بازار گرم کردیا جائے نہیں، بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ لوگوں کے اندر اسلامی بھائی چارے کے جذبات کو زندہ سیجئے میں یہ کہتا ہوں کہ لوگوں کے اندر اسلامی بھائی چارے کے جذبات کو زندہ سیجئے اسلامی اخوت اور برادری کی تعلیم دیجئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یاد دلائے۔

آپ ان کو بتائے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کے رہنے والے نظے، حضرت ابو بکرصدیق، عمر فاروق ، عثمان غنی اور علی مرتضی رضوان اللہ تعالیٰ علیم معمر ملہ کے رہنے والے بتھے، ان کی لڑائیاں کن سے ہوئیں؟ اپنے وطن کے لوگوں سے، مکہ مکرمہ کے کافروں سے، دیکھئے قوم تو ایک ہی ہے قریش تھے، مکی تھے۔ ایک

علاغقہ اور ایک زبان کے تھے، ایک قبیلہ اور ایک معاشرت کے لوگ تھے کیکن جنہوں نے کلمہ تو حید کو قبول نہیں کیا۔ وہ دشمن سے بدتر ہو گئے اور جنہوں کے کلمہ تو حید کو قبول کرلیا۔ وہ بھائی بن گئے۔

چنانچہ رسول اللہ علیہ وسلم اپنے وطن کو جھوڑ کر مہاجر ہے ،مدینہ طیبہ پہنچ۔ وہاں کن کو بھائی بنایا؟ انصار یوں کو،وہ آپ کے وطن کے تھے؟ آپ کے قبیلہ کے تھے؟ آپ کی فسیلہ کے تھے؟ آپ کی نسل کے تھے؟ نہیں بلکہ ایک نئی قومیت بنائی گئی اور اس نئی قومیت کی بنیاد اسلام ہے۔

ابولہب حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چپاتھا اس کوتو مردود قرار دیا، ابوطالب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چپاجس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش دادا کے انتقال کے بعد کی۔وہ بھی کفر کی وجہ ہے جہنمی قرار پائے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینہ سے کس کو لگایا؟ زید بن حارثہ کو، حبشہ کے رہنے والے بلال حبثی کو، فارس وایران کے رہنے والے مسلمان کو، روم کے باشند ہے صہیب رومی کو، ان کو بھائی بنالیا اور جوایئے خاندان اور قبیلہ کے کافر لوگ تھے، ان کی گردنیں کا ٹیس اور ان کو قید کیا، معلوم ہوا کہ دنیا کے سارے مسلمانوں کی ایک برادری ہے ایک قومیت ہے اور دنیا کے سارے مسلمانوں کی ایک برادری ہے ایک قومیت ہے اور دنیا کے تاری بین۔

میری آپ سے درخواست ہے کہ خدا کے لئے محبت و پیار کے ساتھ بھائیوں کو سمجھائیں کہ سی بھی علاقہ کا مسلمان جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونے کا دعویدار ہے اور اسلام کے دائرہ کے اندر داخل ہے وہ بھائی ہے اس پرکوئی ظلم نہ ہونے دو، یاد رکھو! جو قدرت ہونے کے باوجود ظلم کو نہیں روکے گا اور کوتا ہی کر ہے گا وہ بھی مجرم اور گنہگار ہوگا۔

ایک مرکزی ادارہ وشخصیت کی ضرورت

اگر بیرکام حیدر آباد میں ہوتا تو علاء کی طرف سے ہوتا۔ اور الجمدللہ یہاں علاء موجود ہیں، لیکن افسوں اس کا ہوتا ہے کہ یہاں مرکزی ادارہ نہیں، مرکزی شخصیت نہیں، میری آپ سے درخواست ہے ان فتنوں کا مقابلہ کریں، یہ فتنے آج ہیں کل اور فتنے آٹھیں گے، ان فتنوں کا مقابلہ علمی طور پر علاء کو کرنا ہوتا ہے اس کے لئے یہاں ادارہ کی ضرورت ہے یہ ایک چھوٹا سا محت قائم ہوا ہے، اللہ کے بھروسہ پر پچھلوگوں ادارہ کی ضرورت ہے یہ ایک چھوٹا سا محت قائم ہوا ہے، اللہ کے بھروسہ پر پچھلوگوں نے کام شروع کردیا ہے۔ بے سروسامانی میں شروع کیا ہے لیکن مسلسل محت وکوشش سے انشاء اللہ یہ مدرسہ ترقی کرجائے گا۔

میں تو تنہا ہی جلا تھا جانب منزل مگر لوگ کچھ ملتے گئے اور قافلہ بنیآ گیا

جن لوگوں نے یہ کام شروع کیا ہے۔ آپ ان کے ساتھ لگ جائے۔ یہ مسجد ومدرسہ کا کام ایباہی ہے جیسے مسجد نبوی اور صفہ کا کام تھا۔ مسجد نبوی سب سے بہلی مسجد اور صفہ سب سے بہلا مدرسہ، اسی طرح یہ مسجد ومدرسہ ہے، اللہ تعالیٰ نے دونوں کا سامان کردیا ہے میری درخواست ہے کہ اس مدرسہ کوآ گے بڑھا کیں۔

ستم ظريفي

آج کل ایک افنادیہ ہے کہ اوّل تو عام لوگوں کو ان مدرستوں کی طرف دھیان کم ہوتا ہے اور جن حضرات کو ان مدرسوں کی امداد کرنے کی تو فیق ہوتی ہے۔ وہ بھی صرف مالی چندہ دے کر فارغ ہوجاتے ہیں، اپنے بچوں کو ان مدرسوں میں تعلیم نہیں دلواتے، بلکہ انتظار کرتے ہیں کہ ان مدرسوں میں پڑھنے کے لئے طلبہ کسی اور

شہر یا ملک ہے آ جا کیں۔ اپنے بچوں کو دین کی تعلیم نہیں دلواتے الا ماشاء اللہ۔

ہمارے والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہے کہ لوگ سوال کرتے ہیں کہ اگر ہم نے اپنے بچے کو دی تعلیم ہیں لگایا تو کمائے گا کیا؟ کھائے گا کیا؟ والد صاحبؓ فرماتے ہے کہ میں نے اخبارات میں الی خبرتو بہت ساری پڑھی ہیں کہ فلاں گریجویٹ نے بے روز گاری ہے تنگ آ کر خود کشی کرلی۔ آپ نے بھی بہت ساری خبریں پڑھی ہوں گی، آپ نے بیخبر بھی سی ہے کہ فلاں مولوی صاحب نے بی ہورزگاری ہے تنگ آ کر خود کشی کرلی۔ آپ نے بھی نہیں سی ہوگی۔ اور میں روزگاری ہے تنگ آ کر خود کشی کرلی ہے۔ یہ خبر آپ نے کہ فلاں مولوی صاحب نے بھی نہیں سی ، حضرت والد صاحبؓ آ مخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے حدیث سایا نے بھی نہیں سی ، حضرت والد صاحبؓ آ مخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے حدیث سایا کرتے ہے کہ قروسہ پر اپنی اولاد کوعلم دین میں لگاہے ، یہ کانی نہیں کہ اپنے بچوں کو بہاں پڑھا کیں اسکول اور کا کی میں پڑھا کیں اور دوسروں کے بچوں کو یہاں پڑھا کیں اسکول اور کا کی میں پڑھا کیں اور دوسروں کے بچوں کو یہاں پڑھا کیں اسکول اور کا کی میں پڑھا کیں اور دوسروں کے بچوں کو یہاں پڑھا کی اسکول اور کا کی میں پڑھا کیں اسکول اور کا کی میں بڑھا کی تھی ہیں تو اُن میں سے ایک کوتو علم دین کے لئے لاؤ۔

بچول کا چندہ

لیکن اب ہوتا کیا ہے؟ کہ ''مری بھیڑ اللہ کے نام'' میں ایک جگہ جمعہ کی نماز پڑھاتا رہا، اور نماز سے پہلے وعظ کرتا تھا نماز پڑھاتا رہا، اور نماز سے پہلے وعظ کرتا تھا کئی سال گذرنے کے بعد میں نے کہا کہ بھئی سنو، لوگ کہتے ہیں کہ مولوی جہاں بھی جاتا ہے چندہ کرتا ہے، میں نے کہا اتنے سال سے تمہارے یہاں جمعہ کی نماز پڑھا رہا ہوں، میں نے کہا آج، لوگوں نے کہا کہ بھی نہیں اشارۃ بھی نہیں مانگا، میں نے کہا آج میں آپ سے چندہ مانگوں گااوروہ چندہ ایسا ہے کہ کسی نے مانگا، میں نے کہا آج میں آپ سے چندہ مانگوں گااوروہ چندہ ایسا ہے کہ کسی نے مانگا، میں نے کہا آج میں آپ سے چندہ مانگوں گااوروہ چندہ ایسا ہے کہ کسی نے

آ ب کے محلّہ میں نہیں مانگا ہوگا وہ چندہ ہے بچوں کا اور میں نے یہی بات کہی کہ اللہ تعالیٰ نے جس کودو بیجے دیتے ہیں ان میں سے ایک کوعلم دین میں لگادیں۔

سننے والوں پر تقریر کا بڑا اثر معلوم ہوا، چنانچہ الگلے دن ایک صاحب اینے ایک بچہ کو لے کر کورنگی۔(دارالعلوم کراچی) پہنچے، بڑے مالدار اور لاکھوں کا کاروبار كرنے والے تھے، انہوں نے كہا كه آپ كى تقرير ميں كل ميں بھى تھا، الله تعالىٰ نے میرے دل میں جذبہ بیدا کیا، میں اس بچہ کو لایا ہوں اور بیر آ یہ کے سپر د ہے، تقریباً جیرسال کا بچہ تھا۔ ہم نے کہا کہ اس کا امتخان داخلہ ہوگا، انہوں نے کہا، نہیں نہیں، بس اس کو داخل کریں، اس کی رہائش وطعام کا انتظام بھی کریں اور اس کوعلم دین یڑھا کیں، میں آپ سے نہیں یو چھوں گا کہ آپ نے کیا پڑھایا ہے اور کیا نہیں بڑھایا ہے۔ مجھے آپ پر اطمینان ہے اور جو کچھ خرچہ ہوگا میں دوں گا اور پچھ بیسے بھی کھانے ینے اور کپڑوں کی دھلائی وغیرہ کے لئے جمع کرا گئے۔ اتنے چھوٹے بجہ کو دارالعلوم میں رکھنے کا با قاعدہ انتظام نہیں تھا۔ اس لئے ہم نے مجبوراً اسے اپنے گھر رکھ لیا۔ دو تین دن اس کے ساتھ محنت کی ، بھی بستر پر پیشاب کردیتا ہے بھی یا خانہ کردیتا ہے، مجھی کوئی چیز اٹھا کر تو ڑ دی ، مجھی کوئی ، تین جار دن کے بعد معلوم ہوا کہ وہ تو یاگل ہے پھر بعد میں شخقیق کی تو معلوم ہوا کہ اس بچہ کے تو مال باب بھی اس سے عاجز آئے ہوئے تھے اور اس کو گدو بندر کے پاگل خانہ میں لیجانا طے ہوا تھا۔ ان سے پیہ برداشت نہیں ہوتا تھا کہ یاگل خانہ میں داخل کرائیں، اس لئے دارالعلوم میں داخل

یہ فقی وہ'' مری بھیڑاللہ کے نام کی'' جوعلم دین کیلئے نکالی گئی۔ بیخدا کا دین کے نام کی'' جوعلم دین کیلئے نکالی گئی۔ بیخدا کا دین ہے۔ نداق نہیں ہے، آخرت میں جواب دینا ہے، زندگی کا ہر قدم ہمیں قبر کی طرف لیجارہا ہے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنا منہ دکھانا ہے، وہاں ان کی

شفاعت اور سفارش کے بغیر کسی کی نجات نہیں ہوگی ہم نے اسلام کا نام بہت لیا ہے، خدا کیلئے قدم بڑھا ہے، اپنے بچوں کو ان مدرسوں میں داخل سیجئے آپ اپنے بچوں کو د بی مدرسہ میں داخل کریں گے تو آپ کو بی فکر بھی ہوگی کہ مدرسہ کا معیار بھی بہتر اس طرح انشاء اللہ مدرسوں کا معیار بھی بہتر ہوگا۔

مدرسه اور احسان

مدرسوں کا معاملہ آ جکل اتنا مشکل ہوگیا ہے کہ واقعۃ جب کوئی اخلاص کے ساتھ مدرسہ قائم کرتا ہے تو اسے ہی پتہ چلتا ہے کہ مدرسہ چلانا کتنامشکل کام ہے، بات لمبی ہورہی ہے۔ آپ حضرات تھک بھی گئے ہوں گے، لیکن میں سوچ رہا ہوں کہ جب آتی دور سے آیا ہوں، اپنے دل کی کچھ باتیں، آپ سے کہوں تو سہی۔

حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صاحب رحمة الله تعالی علیه کے پاس ایک عالم تشریف لائے وہ کراچی میں ایک مدرسہ قائم کرنا جا ہے تھے۔ کراچی میں پہلے سے بڑے بڑے مدرسہ قائم کرنا چاہتے تھے۔ اب بیمزید ایک مدرسہ قائم کرنا چاہتے تھے انہوں نے عرض کیا کہ حضرت بچھ نصیحت کرد یجئے۔ وعا فرماد یجئے حضرت مولانا بنوریؓ نے فرمایا دعا تو میں آپ کیلئے کروں گا اور نصیحت آپ کو کیا کروں، آپ خود عالم ہیں۔ لیکن ایک بات کہتا ہوں کہ یہ مدرسہ آخرت کے لئے قائم کرنا چاہتے ہوتو

دنیا کی اس سے بڑی کوئی مصیبت نہیں، اور اگر دنیا کے لئے قائم کرنا چاہتے ہوتو آخرت کی اس سے بڑی کوئی مصیبت نہیں، کتنے لوگوں کا چندہ ہوتا، اگر وہ ناجائز طریقہ سے خرج کردیا تو آخرت میں اس کی جوابدہی کرنی پڑے گی، کس کس کا جواب دو گے؟

جو خلوص کے ساتھ مدرسہ چلانا چاہتا ہے ، اس کو ایک مصیبت نہیں اٹھائی
پڑتی بہت سی اٹھائی پڑتی ہیں ، اوّل چندہ جمع کیا پھرکسی نہ کسی طریقے سے مدرسہ کی
تعمیر ہوئی ، ایک ایک پیسہ جوڑا ، کام کیا ، کہیں سے مدرس کو لایا ، کہیں سے طالب علموں
کو لایا ، کہیں سے تعمیر کا انتظام کیا ، تب جاکر مدرسہ چلا۔

تهمت تراشي

اور دوسر بے لوگ جو کام کرنے کے عادی نہیں، بلکہ ان کی عادت ہے ہے کہ کام کرنیوالے کے راستہ میں رکاوٹیں کھڑی کرتے ہیں اور طرح طرح کی تہمتیں لگاتے ہیں کہ مہتم صاحب کے بڑے مزے آرہے ہیں، اتنے لاکھ فلال کھا گیا اور استے ہزار فلال نے کھالئے۔ الٹے سیدھے بہتان لگا کرمخلص اللہ والوں کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں۔

اردودانوں اور نستی والوں کی محرومی

کراچی میں بہت ہے لوگ اپنے محلے کی مسجد کے لئے امام اور خطیب مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اتنی تنخواہ دیں گے، مکان دیں گے، کیکن ایک شرط ہے کہ اس کی مادری زبان اردو ہو، کیونکہ سارا محلّہ اردو بولنے والوں کا ہے، اردو میں بات کر نیوالا ہوگا تو اس کا اثر زیادہ ہوگا۔ بات بلاشبہ درست ہے، کیکن میں ان سے کہتا

ہوں کہ تمہیں اردو زبان والا آدمی کیسے دیدوں اردو زبان بولنے والوں نے اپنے بچوں کو پڑھنے کے لئے مدرسہ میں بھیجا تھا؟ عالم دین بنایا تھا، تمہارے محلّہ میں کسی نے اینے بچہ کومولوی بنوایا ہے؟

دارالعلوم بیں تقریباً ڈیڑھ درجن ممالک کے طلبہ پڑھ رہے ہیں اور پاکتان کے بھی تمام علاقوں کے طلبہ زیر تعلیم ہیں، لیکن سب سے کم آئے میں نمک کے برابر اردو ہو لئے والے ہیں تو میں تمہیں اردو ہو لئے والا امام وخطیب کسے دیدوں، خدا کے لئے آپ سوچے، کہ اگر آپ اپنے اند رعلاء تیار نہیں کریں گے تو آپ کی ساری بستیاں ویران ہوجا کیں گی، پڑھ پڑھ کر علاء اپنے اپنے علاقوں میں چلے جا کیں گے، مدرسہ ہونے کے باوجود آپ کی بستی علاء ہے محروم رہے گی اپنے بچوں کو اس طرف متوجہ کیجئے جو حضرات مدرسہ چلارہے ہیں ان کے ساتھ تعاون کیجئے، روپیہ بیسہ سے اگر تعاون کر سکتے ہیں اس سے کیجئے، مملی کوئی مدد کر سکتے ہیں وہ کیجئے، اور بچھ نہیں کر سکتے ہیں اس کے عرفی ان کی ہمت بڑھا ہے کہ اچھا کام کررہے کر کے تو کم از کم زبان ہی سے مدد کیجئے، ان کی ہمت بڑھا ہے کہ اچھا کام کررہے ہو، اور اگر یہ بھی نہیں کر کتے تو کم از کم انا تو کیجئے کہ ان کی راہ میں رکاوٹ نہ اور اگر یہ بھی نہیں کر کتے تو کم از کم انا تو کیجئے کہ ان کی راہ میں رکاوٹ نہ دو الے۔

اگر انسان نه بنے تو درندہ بھی نہ بنے

امام غزالی "فرماتے ہیں کہ انسان تو بہت بڑی چیز ہے، لیکن اگر کوئی جانور ہی بننا جاہے کہ کھانے پینے کے علاوہ کوئی مقصد نہ ہوتو جانوروں کی تین قشمیں ہیں کہ ایک قشم ان جانوروں کی ہے جن کا نفع ہی نفع ہے، جیسے بھیڑ، بکری ، گائے ، بھینس، ایک قشم ان جانوروں کی ہے جن کا نفع ہی نفع ہے ، جیسے بھیڑ، بکری ، گائے ، بھینس، ان کی ہر چیز سے دوسروں کو فائدہ پہنچتا ہے ، بالوں سے ، کھال سے ، گوشت سے ، ہٹریوں سے ، اوجھڑی سے ، گوبر ہے ، اس کی سب چیزوں سے دوسروں کو فائدہ پہنچتا

-4

دوسری قسم ان جانوروں کی ہے جو نفع نہیں پہنچاتے تو نقصان بھی نہیں پہنچاتے۔

جنگلوں اور سمندروں میں بہت سے ایسے جانور ہیں جو نہ درندے ہیں کہ نقصان پہنچائیں اور نہ نفع پہنچاتے ہیں۔

تیسری قشم کے جانور وہ درندے ہیں جو دوسروں کو نقصان ہی پہنچاتے ہیں، نفع سیجے نہیں پہنچاتے، جس کو دیکھا بھاڑ کھایا۔

امام غزالی '' فرماتے ہیں کہ اصل منصب تو یہ تھا کہتم انسان بنتے ، جو بہت اعلی درجہ ہے علماء بنتے ، اللہ والے بنتے ، لیکن اگر تمہیں جانور ہی بننا ہے تو بہلی قسم کے جانور بن جاؤ ، بہلی قسم کے جانور بن جاؤ ، بہلی قسم کے تو بن جاؤ ، لیکن تم تو جانور بن جاؤ ، بہلی قسم کے جانور بننا جا ہے ہو، درندہ بننا چاہتے ہو۔

مدرے سے تعاون کی ایل

خیر خلاصہ بیہ ہے کہ بیہ چھوٹا سا مدرسہ بہت ی امیدوں کیباتھ اللہ والوں نے قائم کیا ہوا ہے آ پ حفرات سے درخواست ہے بلکہ بیہ آ پ کے فرائض میں داخل ہے کہ حیدرآ باد میں ایک معیاری مدرسہ جو اس شہر کی دینی ضروریات کو پورا کر سکے ہونا چاہیے، اور یہاں کے لوگوں کو اس کے لئے کوشش کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ ہم سب کوعلم دین کی خدمت میں کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں ان کے ساتھ تعاون کی تو فیتی عطا فر مائے۔ اور جولوگ دین کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں ان کے ساتھ تعاون کی تو فیتی عطا فر مائے۔

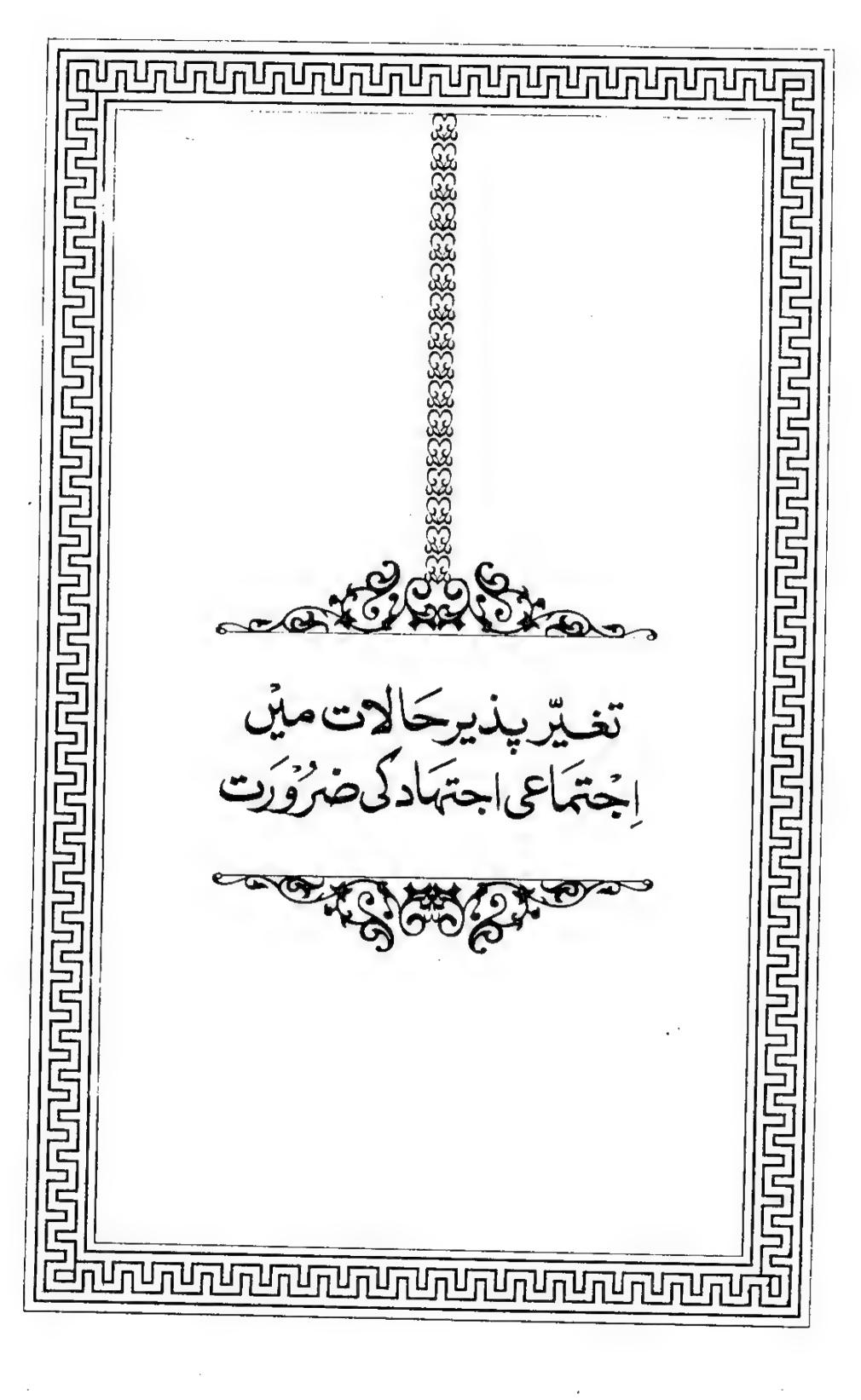
رحمت للعالمين صلى الله عليه وسلم

خاتم النبين سيدنا احمد مصطف محمد مجتباصلي الله عليه وسلم نے فرمايا:

- (۱) الله تعالیٰ نے میری طرف بیہ وحی بھیجی ہے کہ آپس میں تواضع اختیار کرو کوئی کسی پرفخر نہ کرے اور نہ کوئی کسی پرفظم کرے۔ (مسلم شریف)
- (۲) سب لوگ حضرت آ دم علیه السلام کی اولا د بین اور آ دم علیه السلام مثی سے پیدا موئے۔
- (۳) حضرت واثله بن الاسقع رضی الله عنه سے روایت ہے ، کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول الله عصبیت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا بیہ کہتم اپنی قوم کی ظلم پر مدد کرو۔
- (۳) حضرت فسیلہ فرماتی ہیں کہ مبرے والد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یارسول اللہ کیا عصبیت میں یہ بات بھی داخل ہے کہ آ دمی اپنی قوم سے محبت کرے۔ آ پ نے فرمایا نہیں! لیکن یہ عصبیت ہے کہ آ دمی ظلم کے معاملہ میں اپنی قوم کی مدد کرے۔
- (۵) جو آ دمی اپنی قوم کی ناحق مد د کرے۔ اس کی مثال الیبی ہے۔ جیسے اُونٹ کنوئیس میں گر جائے اور اس کی دم تھینچ کر نکالنے کی کوشش کی جائے۔(ابوداؤد)
- (۲) وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جوعصبیت کی طرف لوگوں کو بلائے، وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جوعصبیت پر لڑے اور وہ شخص بھی ہم میں سے نہیں ہے میں سے نہیں ہے جوعصبیت پر لڑے اور وہ شخص بھی ہم میں سے نہیں ہے جس کی موت عصبیت پر آئے۔

وآخردعوانا ان الحمدلله رب العالمين





﴿ جمله حقوق تجق ناشر محفوظ بين ﴾

موضوع تغیر پذیریالات میں اجتماعی اجتمادی ضرورت مقرر حضرت مولانامفتی محمد رفیع عثانی مدخله مقام مدرسة البنات، جامعه دارالعلوم کراچی ضبط وترتیب مولانا اعباز احمد صدانی بابتمام محمد ناظم اشرف

تغیر پذیر حالات میں اجتماعی اجتہاد کی ضرورت جدیدفقہی مسائل پراجتماعی غوروخوض کی ضرورت:

خطبہ مسنونہ کے بعد!

اس اجماع کا جوسب سے بڑا فاکدہ ہے وہ یہ ہے کہ یہاں قدیم اور جدید علوم کے ماہرین کو جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس زمانہ میں ساسی، تمدنی، اقتصادی ، طبی وغیرہ مسائل استے پھیل گئے اور استے گونا گوں ہو گئے ہیں کہ ان کے متعلق قرآن وسنت کی روشیٰ میں احکام شرعیہ کو مرتب اور مستبط کرنا صرف ای شخص کے بس کا کام ہوسکتا تھا، جو جمہد مطلق کہلانے کا اہل ہوتا لیکن مجہد مطلق کا جو مقام ہے جوشرائط ہیں آپ حفرات جانتے ہیں ان کے پیش نظر آج دور دور تک کوئی ایس شخصیت نظر نہیں آتی جو اجتہاد مطلق کا دعویٰ کرسکے، لیکن حالات ساسی میدان میں، شخصیت نظر نہیں ، معاشرتی میدان میں اور مختلف شعبہ ہائے حیات میں اتن تیزی سے بدل رہے ہیں، اور استے بڑے پیانے پر ان میں تبدیلی رونما ہورہی ہے کہ نت سے بدل رہے ہیں، اور استے بڑے پیانے پر ان میں تبدیلی رونما ہورہی ہے کہ نت سے بدل رہے ہیں، اور استے بڑے پیانے پر ان میں تبدیلی رونما ہورہی ہے کہ نت سے خفیمی مسائل پیدا ہور ہے ہیں جن میں امت کی رہنمائی کا فریضہ بہر حال علاء امت

ہی پر عائد ہوتا ہے۔

صورت حال ہے ہے کہ قرآن کو جو پچھ بیان کرنا تھا، وہ بیان کر چکا، سرکاردوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بعثت کے بعد تئیس سالہ زندگی میں قرآن کریم کی جوتشری فرمانی تھی وہ فرمادی، اسلاف امت نے ان دونوں چیزوں کی حفاظت کی ،نظم قرآن کی بھی۔ قرآن کی بھی۔

ہمارا دعویٰ اورعقیدہ ہے کہ اب کوئی نئی شریعت آنے والی نہیں ہے، کسی اور نبی کے آنے کا امکان نہیں ہے، اللہ نے اپنے دین کی پیمیل کردی اور اللہ نے ہمیں ایسی امت بنایا جو آخری امت ہے اور قیامت تک تمام مسائل کا سامنا اسی امت کو کرنا ہے، ان حالات میں جب کہ تبدیلیاں تو معاشرہ میں اتنی تیزی سے آرہی ہیں استے بڑے بان حالات میں جب کہ تبدیلیاں تو معاشرہ میں بلاشبہ ان تمام چیزوں کا استے بڑے پہانے پر آرہی ہیں کہ ہمارافقہی ذخیرہ جس میں بلاشبہ ان تمام چیزوں کا حل اصولی طور پر ضرورموجود ہے مگر جزوی طور پر اور جزئیات کی صورت میں وہ پوری طرح کفالت نہیں کررہا ہے۔

علماء امت کی ذمه داری:

زندگی روال دوال ہے، زندگی کا یہ قافلہ کسی کا انظار نہیں کرتا۔ یہ ممائل جو روز بروز پیدا ہورہے ہیں ان کے بارے میں امت مسلمہ کی نظریں علاء امت ہی کی طرف اٹھ رہی ہیں، اقتصادی میدان میں آپ کیا کہتے ہیں؟ طبی مسائل جو پیدا ہورہے ہیں، ان میں آپ کی رہنمائی کیا ہے؟ معاشرت اور سیاست کے میدان میں جونت نظریات ، مسائل اور رسوم جڑیں پکڑ رہے ہیں ان میں اسلام کی ہدایت کیا ہے؟ اس سلسلہ میں نظریں علاء کرام ہی کی طرف اٹھ رہی ہیں، اور اس کا نقاضا ہے کہ ہم اپنی اس مؤلیت کو پورا کرنے کے لئے وہ جدوجہد اختیار کریں جو ہمارے کہ ہم اپنی اس مؤلیت کو پورا کرنے کے لئے وہ جدوجہد اختیار کریں جو ہمارے

اسلاف کا وطیرہ رہی ہے، کیونکہ ابھی امام محررصتہ اللہ علیہ کا قول آپ س چکے ہیں کہ '' اگر محر بھی سوگیا توبہ پوچھنے والے کس سے پوچھیں گے۔'' جو ذمہ داری اس وقت ائمہ مجہدین پر اور ایک ایک امام پر آرہی تھی اب جب کوئی شخص ان کی جگہ لینے والا نہیں ہے تو ہمیں بیاسلیم کرنا چاہئے کہ وہ ذمہ داری جو امام محمد رصتہ اللہ علیہ کے کندھوں پر تقی ہی ہم میں سے کسی ایک کے کندھے پر تو نہیں، لیکن ہمارے مجموعہ کے اوپر بید ذمہ داری موجود ہے جس کا تقاضا ہے کہ تحقیق مسائل کیلئے راتوں کو جاگا کریں "مَن طَلَبَ العُلی سَهِر اللَّیَالی"۔

مجھے والدمحرم کا بیان کردہ ایک واقعہ یاد آرہا ہے وہ شخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثائی رحمہ اللہ تعالی سے روایت کرتے تھے، علامہ عثائی فرماتے ہیں کہ علامہ انور شاہ کشمیری جب مرض الموت میں تھے، ہر وقت یہ خطرہ تھا کہ کسی وقت بھی وفات کی خبر آ جائے گی۔ ایک رات تہجد کے وقت دیو بند میں یہ خبر مشہور ہوگئ کہ علامہ کشمیری کی وفات ہوگئ ہے۔

علامہ شبیر احمہ عثانی "فرماتے ہیں کہ میں اس وقت بیتاب ہوکر جلد محلّہ خانقاہ کی طرف حضرت کو دیکھنے کیلئے چلا، حضرت کے کمرہ پر پہنچا تو دیکھا کہ لائٹین جل رہی ہے۔ اس زمانہ میں بجل نہیں تھی۔ اجا زت لیکر حاضر ہوا تودیکھا کہ حضرت شاہ صاحب دو زانو بیٹھے ہیں، کتاب "شامی" ہاتھ میں لئے لائٹین پر جھکے ہوئے "شامی" کے مطالعہ میں غرق ہیں، بہت سخت علالت اور ضعف کا زمانہ تھا، حضرت علامہ شبیر احمد فرماتے ہیں کہ میں نے بطور شکایت عرض کیا کہ:۔

'' حضرت ایک بات میری سمجھ میں نہیں آتی وہ بیہ کہ شامی میں کونسا ابیا مسئلہ ہے جس کو آب نے بہلے نہ دیکھا ہو، اور جو آب کا دیکھا ہوا ہوتا ہے، وہ آپ کو یاد بھی ہوتا ہے او اگر کوئی مسئلہ

اییا تھا کہ جو آپ نے دیکھا نہیں تھا اور آپ کو یادبھی نہیں تھا۔۔۔۔ تو ہم آپ کے غلام کہاں مرگئے تھے، ہم میں ہے کسی کو تھا۔۔۔۔ تو ہم آپ کے غلام کہاں مرگئے تھے، ہم میں ہیں کردیتا، اس تکم دیتے وہ مسکلہ نکال کرآپ کی خدمت میں پیش کردیتا، اس تکلیف میں آپ اتنی مشقت اٹھار ہے ہیں۔''

علامہ عثانی "فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ صاحب جھے دیکھنے گے اور فرمایا کہ" بھی ایک بیاری ہے" تو حضرت! اگر شخین وجتجو اور مطالعہ کی عادت ایک بیاری ہے تو اللہ تعالیٰ سے میری دعاہے کہ یہ بیاری ہم سب کولگادے ، بچی بات بیاری ہم سب کولگادے ، بچی بات بیاری ہم ارکی یہ بیاری چھوٹ گئی اور ہم صحت یاب ہو گئے یہ سارا زوال اسی کی شخوست سے ہے ، یہ بیاری ہمارے بزرگوں کوتھی راتوں کو جاگ کر انہوں نے امت مسلمہ کی رہنمائی کی ہے، دوستوں اور بزرگو! بہت بھاری ذمہ داری ہم پر ہے۔

جزوی مسائل میں جزوی اجتهاد:

اب وقت نہیں رہا کہ صدیوں سال پہلے ہمارے اسلاف نے بہت عرق ریزی کے ساتھ جو کتابیں اور فقاوی مرتب کئے تھے محض ان کو دیکھ کر اور گردوپیش سے آگھ بند کرکے فتوی دیتے چلے جا کیںکونکہ آپ جانتے ہیں کہ بہت سے مسائل عرف، مقام اور حالات زمانہ پر بنی ہوتے ہیں والد صاحب مجرت فرمایا کرتے کے کہ فقہاء کرام کامشہور قاعدہ ہے:

"مَن لَّم يَعرف اَهُلَ زَمَانِه فَهُوَ جَاهِل" حالات زمانه پر جب تک نظرنه ہو امت کی رہنمائی نہیں کی جاسکتی ، فتو کی اور تفقہ کا دعوی نہیں کیا جاسکتا۔ ان حالات میں ہماری ذمہ داریاں بہت برط گئی ہیں۔ قو کی میں انحطاط ہے۔ حالات میں ناساز گاری ہے۔ ہر شخص اپنے اپنے حالات میں گرفتار ہے، علمی صلاحیتیں بھی دن بدن کم ہوتی ہے۔ ہر شخص اپنے اپنے حالات میں گرفتار ہے، علمی صلاحیتیں بھی دن بدن کم ہوتی

جار ہی ہیں۔ دوسری طرف مسائل بڑھتے جارہے ہیں اور نئے نئے علوم سامنے آرہے ہیں، ان حالات میں اس کے بغیر چارہ کارنہیں ہے کہ جزوی مسائل میں جزوی اجتہاد کے راستے کو روال دوال رکھا جائے، جزوی مسائل میں اجتہاد فی المسائل میں ہمارے تمام فقہاء اور اکابر الحمد لللہ بڑے بڑے کارناہے جھوڑ گئے ہیں۔ حکیم الامت حضرت مولا نا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی''امداد الفتاویٰ' ایک الیی چیز ہے جوان کے اجتہادی کارناموں کا واضح نبوت ہے اور ساتھ ہی حسین یادگار بھی ہے۔

كيا اجتهاد كا دروازه بندي:

یے تصور ہارے بہت سے ملقوں میں اب بھی موجود ہے کہ اجتہاد کا دروازہ بند نہیں ہوا، آج بھی بند بند ہوگیا ہے۔ والد ماجد فرمایا کرتے سے کہ اجتہاد کا دروازے میں داخل ہونے کے لئے نہیں ہے اور آئندہ بھی بند نہیں ہوگا، ہاں اس دروازے میں داخل ہونے کے لئے کچھ شرائط ہیں۔ اس زمانہ میں وہ شرائط افراد میں موجود نہیں رہے، ای واسطے سمجھا جارہا ہے کہ اجتباد کا دروازہ بند ہوگیا، بھلا قرآن وسنت کا بھی دروازہ بند ہوگا؟ ہمارے اکابر نے مسائل میں مسلسل اجتباد کرتے رہے ہیں۔ '' امداد الفتاویٰ' کو اٹھا کر آپ دیکھیں فاص طور سے کتاب البوع اور معاملات کے جو مسائل ہیں۔ ان کے اندراجتہاد فی المسائل آپ کو جگہ جگہ ملے گا، ان میں صرف یہی کام نہیں کیا گیا کہ یہ بتادیا جائے کہ یہ جائز ہے یا ناجائز ہے، میں نے اپنے والد ماجدر حمد اللہ تعالیٰ سے بار بار بنا وہ ہمیں تلقین فرمایا کرتے سے کہ '' معاملات یوع وشراء سے متعلق ، لین بار بار بنا وہ ہمیں تلقین فرمایا کرتے سے کہ '' معاملات یوع وشراء سے متعلق ، لین معاملہ ناجائز ہے، بلکہ وہ یہ بھی بتلائے کہ جائز راستہ کیا ہے؟ یہ بتانا بھی مفتی کی ذمہ داری ہے ورنہ خطرہ ہے کہ بہت سے لوگ دین سے مایوں ہوکر اس طرح مرتد داری ہے ورنہ خطرہ ہے کہ بہت سے لوگ دین سے مایوں ہوکر اس طرح مرتد داری ہے ورنہ خطرہ ہے کہ بہت سے لوگ دین سے مایوں ہوکر اس طرح مرتد

ہوجا کمیں گے کہان کو بھی خبر نہیں ہوگی کہ وہ مرید ہو گئے ہیں۔''

جدید مسائل کے حل میں فقہاء امت اور علوم جدیدہ کے ماہرین

میں تعاون کی ضرورت:

ان حالات میں کسی ایک فرد کے بس کا کام بینہیں رہا کہ وہ اجتہاد فی المسائل کسی خاص میدان میں تنہا کرسکے، مثلاً معاملات ہی کے باب میں اجتہاد فی المسائل تنہا کوئی شخص کرسکے، اور سارے مسائل کوحل کردے، اس کی وجہ بیہ ہے کہ حالات زمانہ نے اور پچھلے دو سو سال کے سیاسی حالات نے جدید وقد یم علوم کے درمیان الیی خلیج حائل کردی کہ جن مسائل کا ہمیں تھم معلوم کرنا ہے ان مسائل کی صحیح صورت حال ہمیں نہیں معلوم اور جن حضرات کے سامنے صورت مسکلہ ہے انہیں جواب معلوم کرنے کا راستہ نہیں معلوم ۔

میں مبار کباد پیش کرتا ہوں اسلامک فقہ اکیڈی کے کارکنان حضرات کو خاص طور سے جناب مولانا مجاہد الاسلام قاسمی صاحب کو کہ انہوں نے اس مشکل مسکلہ کوحل کرنے کے لئے اسلامی فقہ اکیڈی قائم کی، جس کے اندر انہوں نے قدیم وجدید دونوں کو ملادیا اوراس خلیج کو پاشنے کی کوشش کی ہے جو برسوں سے ہمارے درمیان حائل چلی آرہی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ان مسائل میں جتنی احتیاج علماء اور فقہاء او رشقی صاحبان کی ہے کم وبیش اس کے قریب قریب ہی احتیاج ہمیں ان جدید علوم کے ماہرین کی ہے جن علوم کے بارے میں ہم شرعی احکام کی تحقیق کرنا چاہتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ جدید علوم می کا میں جو گئیت کرنا چاہتے ہیں۔ مسلہ یہ جن علوم کے ماہرین سے ہمیں صورت حال معلوم ہوگی تعنی صورت مسئلہ یہ بتا کیں گے اور جواب آپ دیل گے۔ اور صورت مسئلہ معین کرنا بھی آسان

کام نہیں ہوتا کیونکہ مشہور مقولہ ہے کہ'' السوال نصف العلم' تو نصف العلم جدید علم کے ماہرین سے حاصل ہوگا اور باقی نصف العلم فقہاء کرام سے، مجھے امید ہے کہ بیا کیڈمی اس سلسلہ میں موثر کردار ادا کرے گی، اور اجتماعی اجتہاد کا میدان ہموار کرے گی۔

اجتماعی اجتهاد وقیاس کی نظیرین:

یہ اجتماعی اجتہاد وقیاس اس امت میں نئی چیز نہیں ہے غور کیا جائے تو یور ہے تشکسل کے ساتھ اس کی نظیریں ہمیں پچھلے چودہ سوسال کے اندر ملتی ہیں اور خود عہدرسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے اندرملتی ہیں، اساریٰ بدر (بدر کے قیدیوں) کے واقعہ میں سرور کا ئنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے مشورہ کیا کہ ان کے ساتھ کیا یہ معاملہ کیا جائے؟ حضرات علماء کرام کومعلوم ہے کہ مشورہ کے بعد فیصله ہوا، اس میں خطاہوئی اور اس بر عناب بھی ہوا، یہ اجتماعی اجتہاد تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ایس ایک مجلس بنائی تھی ، ایسی مثالیں کثرت سے ملتی ہیں کہ جو بھی نے مسائل امت کو پیش آتے ، خلفائے راشدین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کرکے ان سے دریافت کرتے کہ آ ب نے کوئی حدیث اس سلسلہ میں حضور صلَّى الله عليه وسلَّم ہے سن ہوتو بتائيں، اگر حديث مل جاتی تو فيصلہ ہوجا تا ورنہ اجتہاد وقیاس سے فیصلہ کیاجا تا تھا۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے شاگر دوں کے ساتھ بحث ونداکرہ کا سلسلہ قائم فرمایا اور تقریباً جالیس عظیم المرتبت تلاندہ کے ساتھ اجتماعی اجتہادو قیاس کا سلسلہ جاری رکھا۔ عالمگیر رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فاوی عالمگیریه مرتب کرنے کیلئے علماء کو جمع کیا، اس زمانہ میں حالات بدلے ہوئے تھے، نے مسائل پیدا ہوتے تھے، انہیں حل کرنے کی ضرورت تھی اس لئے فتاوی عالمگیریہ مرتب ہوا۔ اس زمانہ کے فقہاء کی جلیل القدر جماعت مقرر کی گئی '' مجلۃ الا حکام

العدليه 'خلافت عثانية تركى مين مرتب ہوا، يه بھى علماء كرام ہى كى ايك عظيم جماعت في مرتب كيا۔ حكيم الامت حضرت مولانا اشرف على تھانوى عليه الرحمه في مسيده عورتوں كى مشكلات كا فقهى حل تلاش كرنے كے لئے متعدد حضرات كو'' الحيلة الناجزہ''كى ترتيب كے لئے مقرر فرمايا ، مير ب والد ماجد او ر مولانا مفتى عبدالكريم مسمعلوئ اس ميں شامل تھے اس ميں كئى مسائل ميں فقه مالكى پرفتوكى ديا گيا ہے ،ليكن اس فتوى كو شائع نہيں كيا جب تك كه ہندوستان كے تمام ار باب افتاء سے مراجعت نہيں ہوگئى ۔ ور مولانا شريفين شريفين كي تراء اور تقيد ميں حاصل نہيں ہوگئيں۔ حرمين شريفين كي فقہاء سے خط وكتابت ہوئى، ان تمام مراحل كے بعد اس كو كتابي شكل ميں شائع كرايا۔

اجماعی مسائل میں انفرادی فناوی سے احتراز:

میرے والدمحتر م فرماتے تھے، ایسے اجھاعی مسائل جو پوری امت کو در پیش بیں یا ملک کے تمام مسلمانوں کو در پیش بیں ان میں انفرادی فقادی نہ دیئے جائیں ان میں باہمی مشورہ نہایت ضروری ہے۔ اور تمام بزرگوں کا یہی طریقہ رہا ہے۔ چنانچہ پاکستان میں بھی حضرت والد ماجد اور حضرت مولانا محمد یوسف بنوری نے ایک مجلس قائم کررکھی تھی جو آج بھی '' مجلس تحقیق مسائل حاضرہ'' کے نام سے موجود ہے۔ اس مجلس کی طرف سے کی رسائل شائع ہوئے، ایک ایک مسئلہ پر بعض اوقات دو دو سال تک تحقیق ہوتی رہی۔

ايخ خيالات برتنقيد سننے ميں وسيع الظرفي:

میں عرض کروں گا کہ اینے بزرگوں نے ہمیں بیطریقہ بھی بتلایا ہے کہ

مسائل کی شخفیق اور اینے خیالات پر تنقید سننے کے معاملہ میں کتنا وسیع الظر ف ہونا جاہئے ، میں اور میرے بھائی مولانا محد تقی عثانی اس زمانہ میں جب بیہ مجلس اعضاء انسانی کی پیوند کاری کے مسئلہ پر، اور پراویڈنٹ فنڈ (.P.F) اور دوسرے مسائل بر تحقیق کررہی تھی، درجہ تخصص فی الافتاء میں زیر تربیت تھے۔ آپ جانتے ہیں وہ آ دمی جو ابھی درس نظامی سے فارغ ہوا ہواور درجہ تخصص فی الافتاء میں تربیت حاصل کررہا ہواس جیسی مجلس میں وہ کیا مشورے دے سکتا ہے، کیا مدد پہنچا سکتا ہے، کیکن ہم دونوں بھائیوں کو اور تخصص فی الافتاء کے دیگر طلبہ کو اس مجلس میں والد صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ علماء کے ساتھ حکماً بٹھاتے اور ہم سب کو بحث و تحقیق میں شریک کرتے تھے، اس میں انہوں نے ہمیں اتنا جری بنادیا تھا کہ جہاں مفتی اعظم یا کستان مولانا محمد یوسف بنوری جیسے جلیل القدر علماء گفتگو کررہے ہوں، مسائل بر اجتہادی بحث کررہے ہیں و ہاں ہم لوگ صبح سے شام تک نہ جانے کتنی باران کی بات پر اعتراض کرتے ، اور ان سے سوالات کرتے تھے۔ ان دونوں حضرات کو میں نے دیکھا کہ ہماری طالب علمانہ آراء کو وہ ایسے ہمہ تن گوش ہوکر سنتے تھے جیسے کسی بیاسے کے سامنے یانی آ گیا ہو، ظاہر ہے کہ اس کی بیہ وجہ نہیں کہ ہمارے یاس دلائل وزنی تھے، بلکہ وہ ہماری تربیت كرر ہے تھے، ہميں يہ بتلار ہے تھے كەفقىي مسائل ميں جہاں يہ ضروري ہے كہ ہم پورا بورا وفت دیں اور صلاحیتیں صرف کریں ہے بھی اتنا ہی ضروری ہے کہ دوسروں کے نکتہء نظر کو بوری توجہ اور حق پیندی کے ساتھ سنیں ، اس کے بغیر کسی صحیح متیجہ تک پہنچنا ممکن نہیں ہے اس لئے مجھے جسید ہے کہ ہم انشاء اللہ اسی جذبہ کے ساتھ اس سیمینار کے تمام میاحث میں حصہ لیں گے۔ ہرایک کی بات اسی توجہ کے ساتھ سنیں گے جیسے کوئی طالب علم اینے استاد کی بات سنتا ہے، اس سے لوگ بہت سارے نتائج تک پہنچ سکیں کے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انشاء اللہ مدد ہوگی۔

ہمارے بزرگوں کا ایک خاص امتیاز:

ہمارے بزرگوں کا ایک طغری امتیاز ہے بلکہ پوری امت کے علاء اہل سنت والجماعت فقہاء کا یہ طغری امیاز رہا ہے کہ انہوں نے اپنی بات کی چ نہیں کی، یہ حضرات علمی غرور انا اور بات کی چ سے بہت دور تھے۔ ہمارے فقہاء کرام اور اپنے تمام بزرگ ، اور جن بزرگوں کو ہم نے دیکھا اور جن کی جو تیاں سیرھی کیں ان کو بھی ہم نے اس اعلیٰ ظرفی کا حامل پایا کہ ایک اونیٰ طالب علم ان کی کسی بات پر کوئی اعتراض کردے تو نہ صرف یہ کہ اس کو توجہ کے ساتھ سنتے تھے، بلکہ اگر سمجھے میں اعتراض کردے تو نہ صرف یہ کہ اس کو توجہ کے ساتھ سنتے تھے، بلکہ اگر سمجھے میں آ جائے تو فوراً قبول فرمالیتے تھے اور اپنی بات سے رجوع بھی کر لیتے تھے۔

چنانچ کیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب علیہ الرحمہ نے ''
امداد الفتاویٰ' میں حوادث الفتاویٰ کے ساتھ ساتھ ترجے الرائے کا بھی ایک سلسلہ شروع کررکھا تھا، چنانچہ اگر کسی عالم نے کسی مسئلہ میں ان کی کسی غلطی کی طرف توجہ دلائی اور حضرت کی رائے تبدیل ہوگئ تو صرف یہی نہیں کہ ان کو خطالکھ دیا کہ میں نے رجوع کرلیا ہے، بلکہ اس کو'' ترجیح الرائے'' میں شائع کیا جاتا تھا کہ میں نے پہلے اس مسئلہ کا جواب میر کھھ دیا تھا، فلاں صاحب کے توجہ دلانے یا بعض حضرات کے توجہ دلانے سے اب میری رائے یوں ہوگئ ہے اور میں پچھلے تول سے رجوع کرتا ہوں، اب میرافتوئ میہ ہے۔ ساس میں کھی ان حضرات نے نہ کوئی شرم محسوس کی اور اب میرافتوئ میہ ہے۔ ساس میں کھی محسوس کی ، بلکہ ان کے اس اعتراف نے ان کے درجہ میں کی محسوس کی ، بلکہ ان کے اس اعتراف نے ان کی عظمت میں اضافہ کیا ہے۔ ہمارے والد ماجد کے قاوئ کا مجموعہ امداد المفتیین کے نام سے شائع ہوا (جو دراصل اس کا تھوڑا سا حصہ ہے اگر کممل شائع ہوجائے تو ہیں پیپس جلدیں ہوں گی) اس میں بھی حضرت نے ایک مستقل باب قائم کیا تھا۔ ''

اختیارالصواب کختلف الابواب 'اگر کسی مسئلہ میں ان کی رائے تبدیل ہوجاتی تو رجوع فرما کر اس باب میں شائع فرما دیتے تھے۔ اس بات کو میں اس لئے بیان کررہا ہوں کہ اس زمانہ میں ہمارے بزرگوں کی بیسنت مردہ ہوتی جارہی ہے۔ کسی ایک مفتی کے اس زمانہ میں ہمارے بزرگوں کی بیسنت مردہ ہوتی جارہی ہے۔ کسی ایک مفتی ہونے ملم کھا گیا تو اب بیہ بہت کم رہ گیا ہے کہ توجہ دلانے اور خطا ظاہر ہونے پر رجوع کرلیں۔ اب بھی الحمداللہ ایسے حضرات علماء حق موجود ہیں جن کے سامنے اگر دلائل ان کے معارض آ جا کیں تو رجوع بھی کرنے میں ان کو تامل نہ ہوگا، کین اب ایسے حضرات بہت شاذو نادر ہیں، ورنہ ہر ایک اس کوشش میں رہتا ہے کہ میرے تلم سے جو بات نکلی ہے، اس کومنوایا جائے۔

اعضاء انسانی کی پیوند کاری:

ہم نے اپنے بزرگوں کو المحدوللد دیکھا ہے اور ان سے سیکھا ہے، اعضاء انسانی کی پیوند کاری کے مسلم میں مجلس تحقیق مسائل حاضرہ میں تقریباً دو سال تک بحث ہوتی رہی ہے، بے شار سوالات آئے ہوئے تھے، ان سب کو روکا گیا تھا اور پوچنے والوں کولکھ دیا گیا تھا کہ اس مسلم پر تحقیق ہورہی ہے، وقت لگے گا، جب تحقیق ہوجائے گی تو آپ کو جواب دیا جائے گا۔ سوال بیتھا کہ ایک انسان کا خون دوسر سانسان کے جسم میں منتقل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز ایک انسان کا عضو تناسل کاٹ کر دوسر سے انسان کو لگانا اگر ممکن ہوجائے تو اس کا کیا اثر پڑے گا، ثبوت نسب سمیت حلال وحرام کے بہت سارے مسائل پیدا ہوں گے، اس بنا ء پر سوالات کی تحقیق شروع ہوئی اور جواب لکھا گیا ، اس جواب کا حاصل بیتھا کہ انسانی اعضاء سے پیوند کاری تو جائز نہیں، البتہ ایک انسان کا خون دوسرے انسان کے بدن میں داخل کرنا حالت ضرورت میں جائز ہے ، فروخت کرنا جائز نہیں، کوئی شخص اگر پییوں کے بغیر حالت ضرورت میں جائز ہے ، فروخت کرنا جائز نہیں، کوئی شخص اگر پییوں کے بغیر

نہیں دیتا تو قیمت دینے والا اگر مجبور ہے تو گنہگار نہیں ہوگا، قیمت لینے والا گنہگار ہوگا،

یہ حاصل تھا اس جواب کا حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کے بعد اعضاء انسانی کے متعلق عالم اسلام کے دیگر دار الافقاؤں سے پچھ فقاوی جاری ہوئے جو ہماری نظروں سے گذر ہے اور بھی پچھ حضرات علماء کرام نے اس سلسلے میں جو کام کیا تھا اس میں پچھ نئے دلائل ایسے مسائل آئے جن سے اس بات کی ضرورت بڑی شدت سے محسوس ہور ہی ہے کہ اس مسئلہ پر از سر نوغور کیا جائے بہت ممکن ہے کہ جوفقوئی عدم جواز کا دیا گیا تھا اور پاکستان میں شائع ہوا تھا ان دلائل پرغور ومشور سے جوفقوئی عدم جواز کا دیا گیا تھا اور پاکستان میں شائع ہوا تھا ان دلائل پرغور ومشور سے کے بعد اس فتوئی سے رجوع کیا جائے۔ اس فتوئی پر دستخط کرنے والے جو حضرات کے بعد اس فتوئی سے رجوع کرلیں گے اور جو حضرات اللہ کو پیار سے ہو چکے ہیں ہمیں امید موجود ہیں وہ رجوع کرلیں گے اور جو حضرات اللہ کو پیار سے ہو چکے ہیں ہمیں امید ہو کہان کی روحوں کواس سے تسکین ہوگی۔

معروضات كاخلاصه:

میری معروضات کا خلاصہ دو باتیں ہیں ایک توبہ کہ اپنی بات کی تی اور اپنی بات کی تی اور اپنی بات کو ہر قیمت پر منوانے کی کوشش، یہ ہر حقیق کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے اس سے بہر حال بچنا چا ہے اور دوسرے یہ کہ اجتماعی مسائل میں باہمی مشورہ کے بغیر انفرادی فقاوی جاری کرنے سے حتی الامکان گریز کرنا چا ہے اجتماعی اجتماد وقیاس کا جو کام اسلامی فقہ اکیڈمی نے اپنے سرلیا ہے، وہ عظیم کام ہے، مشکل ہے ، کشف ہے، لیکن وقت کی سب سے بڑی ایکار ہے۔

جدیدفقہی مسائل کے بارے میں علماء یا کستان کی کوشیں:

بإكستان مين بهى الحمدلله اس سلسله مين خاصى بيش رفت اور خاصا كام موا

ہے، چونکہ مجھ سے خاص طور پر فرمائش کی گئی ہے کہ اس سلسلہ میں بھی سیجھ عرض كرون، اس ليح چندمنك اس موضوع يربهي لون گالبي طور يرتو و بال بهي اس طرح كام چل رہا تھا جيسا كہ يہاں ہندوستان مين بھى الحمدللد جگہ جورہا ہے، ياكستان میں بھی بعض علاء کرام نے مجالس قائم کی ہیں جیسے "دمجلس شخفیق مسائل حاضرہ" لیکن بڑے پیانے برکام کی ضرورت تھی جس میں تمام مکا تب فکر کے علماء، علماء دیو بند، علماء بریلی، اہل حدیث، سب حضرات جمع ہوں اور ان مسائل کا حل تلاش کریں، اس سلسلہ میں سرکاری سطح پر افسوس ہے کہ ۱۹۷۷ء سے پہلے کوئی قابل ذکر پیش رفت نہیں ہوئی۔ ١٩٧٤ء میں پاکستان مین ایسے حالات پیش آئے کہ جزل محد ضیاء الحق صاحب مرحوم کو زمام اقتدار سنجالنی پڑی، جب وہ آئے تو ہم سب لرزہ براندام تھے کہ ایک فوجی جنرل آ گیا ہے، پیتہ نہیں کس مزاج و مذاق کا انسان ہوگا، کس راستہ پر جلے گا، کیکن جب اس کو قریب سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ الحمدللد بہ علماء کرام اور بزرگوں كاعقيدت مند ہے، حكيم الامت حضرت مولانا اشرف على صاحب تھانوى رحمة الله تعالی علیہ سے انہیں خاص عقیدت تھی۔ ان کے بہنوئی حضرت تھانوی رحمة الله تعالی علیہ سے بیعت تھے۔ انہوں نے الحمدللد کئی بڑے کام کئے جن میں سے صرف بعض کا تذکرہ مختصر وقت میں کرسکوں گا۔

اسلامی نظریاتی کوسل کی خدمات:

ایک" اسلامی نظریاتی کونسل"جو دستورکی روسے پہلے سے ضروری تھے اور پہلے سے موجودتھی، لیکن اس میں علماء کونہیں رکھا گیا تھا، اس میں انہوں نے بہ کیا کہ اچھے اچھے ماہر علماء کو اسلامی نظریاتی کونسل میں شامل کیا۔ حضرت مولانا محد بوسف بنوری حضرت مولانا محد بوسف بنوری حضرت مولانا محمد بوسے علماء

کرام کو اس میں شامل کیا اور ان سے کہہ دیا کہ اس کام میں جن وسائل کی ضرورت ہوگی وہ سب آپ کوفراہم کئے جائیں گے پس جو کام آپ حضرات اسلامی فقہ اکیڈمی سے کر رہے ہیں الحمداللہ وہ اسلامی نظریاتی کوسل نے کئی سال بردی تیز رفتاری کے ساتھ کیا، اور جو مسائل در پیش تھے ان کوحل کیالیکن ان کا کام زیادہ تر قانون سازی ہے متعلق تھا کہ ان میں کیا کیا تبدیلیاں لائی جائیں، اگرچہ وہ بھی بہت بڑا کام تھا، كوسل كے ذمہ داروں سے جنزل ضیاء الحق صاحب نے كہا كه آب لوگ بينكنگ كو بلکہ بورے مالیاتی نظام کوسود سے یاک کرنے کے لئے تجاویز دیں۔اسلامی نظریاتی كوسل نے ایک پینل مقرر كیا، جس میں تبحر علماء بھی تھے بینكنگ کے ماہرین بھی اور جدید اقتصادیات کے ماہرین بھی۔ پینل نے شب وروز محنت کرکے اسلامی بینک کاری اور بلاسود بینک کاری پر ایک مفصل اور جامع رپورٹ تیار کی ، بیتو آپ حضرات كومعلوم ہوگا الحمدلللہ بورے عالم اسلام میں بلکہ صرف مسلم ممالک ہی میں نہیں دیگر ممالک میں بھی جہال مسلمان آباد ہیں، اب بہ جذبہ قوت سے پیدا ہور ہا ہے کہ سودی نظام جس کوا للدرب العالمين نے اعلان جنگ قرار ديا ہے اس سے جس طرح بھی ممکن ہوجان چھڑائی جائے ،مختلف ملکوں میں اسلامی بینک کاری اور بلاسود بینک کاری یر کام ہوئے اور ہورہے ہیں، لیکن مجھے یہ بتاتے ہوئے مسرت ہورہی ہے کہ یا کتان کی اسلامی نظریاتی کوسل نے جوربورٹ تیار کی ہے وہ اسلامی اور بلاسود بینک کاری کے بارے میں اس وقت تک جتنی رپورٹیس عالم اسلام میں تیار ہوئی تھیں۔ان میں سب سے زیادہ جامع اور بہتر ریورٹ ہے،صدر صاحب مرحوم نے وزرات خزانہ کو تھم دیا کہ اس رپورٹ کے مطابق عمل درآ مد کیا جائے ، اور ہمارا بورا مالیاتی نظام سود سے پاک کیاجائے، لیکن میہ ہمارے شامت اعمال ہے کہ وزارتوں، مالیات کے محکموں، اور ان جیسے اداروں کے حضرات سودی نظام کے اتنے عادی ہو چکے ہیں کہ

ان کو ادنیٰ قشم کی بھی کوئی کراہت اس میں نظر نہیں آتی بلکہ وہ اس درجہ عادی ہو چکے ہیں کہ اس کو چھوڑنے کو ان کا دل، اگر کوئی معقول عذر نہ ہو تب بھی نہیں جا ہتا، الا ماشاء الله وہ ربورٹ وزارت خزانہ میں گئی، وہاں سے اسٹیٹ بینک کے یاس پینی تو اسٹیٹ بینک نے بینکنگ اور سرمایہ کاری کے بارہ طریقے وہی مقرر کئے جو اسلامی نظریاتی کوسل نے تجویز کئے تھے لیکن ان سب بارہ کے بارہ طریقوں کو ایسا تحریف زدہ کیا کہ نام تو ہوا بلاسود بینکاری کا ، مگرسود اور ناجائز معاملات جوں کے توں برقرار رہے۔اس کی شکایت علماء کرام نے کی ، ہم نے بار بار ضیاء الحق صاحب سے عرض کیا کہ آب بیاکام نہ کریں کہ غیرسودی بینکاری کے نام سے سودی بینکاری کی جائے اس صورت میں لوگ حلال سمجھ کرحرام کھائیں گے، توبہ اور استغفار کی تو فیق سے بھی محروم رہیں گے، اس کی اصلاح کی جائے، انہوں نے وعدہ کیا کہ میں اسلامی نظریاتی کوسل کے علماء کو اور وزارت خزانہ کے لوگوں کو پھر جوڑ کر بٹھاوں گا،لیکن شایدموقع میسر نہ آسكا يہاں تك كمسلم ليك كى حكومت قائم ہوگئى اور وہ انظام حكومت سے الگ ہو گئے۔ صدر ضیاء الحق بحثیت صدر برقرار رہے لیکن انتظام حکومت جمہوری حکومت کے یاس آ گیا۔ پھر ۲۹مئی ۱۹۸۸ء کو پچھلے سال جب انہوں نے اسمبلی اور مسلم لیگی حکومت کو برطرف کردیا تو انہوں نے نفاذ شریعت آرڈیننس نافذ کیا اور اس کے تحت انہوں نے جہاں مائی کورٹوں کو موجودہ غیر اسلامی قوانین کو کالعدم قرار دیتے کے اختیارات دیئے اس کے ساتھ انہوں نے دو کمیشن قائم کئے ایک اسلامی اقتصادی کمیشن، ایک اسلامی تعلیمی کمیشن۔

اسلامی اقتصادی تمیش یا کستان کی خدمات:

اسلامی اقتصادی کمیشن کو انہوں نے اسلامی نظریاتی کوسل سے زیادہ طافت

ور بنایا تھا، اس معنی کے لحاظ سے کہ اسلامی نظریاتی کوسل کے ذمہ تو صرف اتنا کام تھا کہ وہ سفارشات پیش کر سکے، اس کمیشن کو بیااختیار بھی دیا کہ مالیاتی ادارے جن میں اسٹیٹ بینک اور یا کتان کے تمام بینک شامل تھے۔ ان تمام اداروں کی اس طرح مگرانی بھی کرے کہ عدم تغیل کے واقعات حکومت کے علم میں لائے۔ یہ اقتصادی تحمیشن صرف یانچ ارکان برمشتمل تھا، جن میں مجھ ناکارہ کا نام بھی شامل تھا اور خاص طور سے اسٹیٹ بینک کے گورز کو بھی اس کا رکن مقرر کیا گیا تا کہ کمیشن کی رپورٹ پر عمل درآ مدآ سان ہو۔ میں نے ان سے عرض بھی کیا کہ آب نے مجھے اس کا رکن بنا تو دیا ہے مگر مجھے انگریزی نہیں آتی ، متعلقہ سارالٹریچر انگریزی میں ہے، میں نے بعض دیگر علماء کے نام پیش کئے اور صدر صاحب سے کہا کہ بید حضرات انگریزی بھی جانتے ہیں اقتصادیات بربھی ان کی نظر ہے ان میں سے کسی کو لے لیں ، انہوں نے ناموں کا وہ پر چہ لیکر مجھ سے کہا کہ آپ تور ہیں، مزید کسی کی ضرورت ہوگی تو تمیشن میں ان کو بھی شامل کرلیا جائے گا۔ ہم آپ کو تکلیف نہیں ہونے دیں گے ، ہم آپ کو ایسا اسٹنٹ دیں گے جو آپ کی ہدایت کے مطابق ہر چیز جمع کرکے اور ترجمہ کرکے آ پ کو پیش کیا کرے گا۔

یہ واقعہ صدر ضاء الحق صاحب کے شہید ہونے سے تقریباً دی دن پہلے کا ہے، یہ ان سے ہماری آخری ملاقات تھی۔ اس روز انہوں نے کمیشن کا پہلا اجلاس اپنی معیت میں بلایا تھا۔ اس میں انہوں نے دل کھول کر رکھ دیا، انہوں نے کہا میں ہر قیمت پر مانی نظام کو سود سے پاک کرنا چاہتا ہوں اور یہ ذمہ داری آپ کے سپر د کرر ہا ہوں کہ آپ سفارشات پیش کریں گے اور میں اس کا نفاذ کروں گا میں ہر مہینے میں کم از کم ایک بار آپ حضرات کے ساتھ بورے بورے دن بیٹھوں گا۔ پھر کہنے کیل کر وقت کافی نہیں ہے نومبر میں انتخابات ہونے ہیں، پھر جب مجلس برخواست ہوگئ

تو مجھ سے پوچھا آپ اسلام آباد میں ایک دو روز گھریں گے؟ میں نے کہا کہ مجھے تو یہاں (ابوان صدر) سے سیدھا ایئر بورٹ جانا ہوگا، لیکن اگر ضرورت ہوتو میں رک جاؤں گا۔اتنے میں کمیشن کے دیگراراکین بھی آ گئے۔ہم سب سے پھر کہنے لگے کل تو فوج کے ساتھ مشغول ہوں، برسوں ملاقات ہوسکے گی۔ میں جاہتا ہوں کہ آپ کے ساتھ بیٹھوں اور اس مسکلہ پرتفصیل سے گفتگو ہو۔ تاکہ ہم سب اس مسکلہ کو جلد آ کے بر ها عميں۔ پھر كہنے لگے " ليكن اس طرح آب حضرات كاكل كا دن بركار جائے گا۔ اجیما آب حضرات کو چندروز میں پھر زحمت دول گا۔" پھر کا اگست کو اللہ تعالیٰ نے ان کونو شہادت کے مرتبہ پر سرفراز فرمادیا۔ مگر کمیشن وجود میں آجکا تھا، الحمدللہ کمیشن نے کام جاری رکھا اور اس میں چونکہ گورنر اسٹیٹ بینک خودموجود تھے اس لئے اسٹیٹ بینک کی طرف سے کسی اعتراض اوررکاوٹ کا راستہ نہیں رہا، الحمدللد اس ممیشن نے آ تھ مہینہ میں ایک جامع اور مفصل ربورٹ بلاسود بینکاری کی تیار کی ، اس ربورث کی تیاری کیلئے ہم نے اپنی ایک ذیلی ممیٹی بنالی تھی ،جس میں میشن سے باہر کے ماہرین بینکاری اور دارالعلوم کراچی کے دیگر کئی علماء کرام سے بھی استفادہ کیا گیا، خصوصاً بینکنگ کوسل کے سابق چیئر مین جناب حاجی عبدالجیارصاحب، اور میرے برادرعزیز مولانا محرتقی عثانی صاحب نے تو اس میں اول سے آخرتک بنیادی حصہ لیا، اس ممیثی کے اجلاسات دارالعلوم کراچی میں صبح سے رات تک جاری رہتے ہے، دارالعلوم كراجي كے تخصص في الافتاء ميں زيرتربيت طلبه كو بھي مسائل وجزئيات كي تلاش وجستجو

الحمدللداس مربوط کوشش کا بیر نتیجہ نکلا کہ ماہرین بینکاری کے سامنے جوعملی مشکلات تھیں اللہ تعالی کے فضل وکرم سے وہ سب حل ہوگئیں۔ اور ایک جامع رپورٹ تیار ہوگئی۔ پھر بیہ اہتمام کیا گیا کہ بیر بورٹ بنلوں اور مالیاتی اداروں کے سربراہوں تیار ہوگئی۔ پھر بیہ اہتمام کیا گیا کہ بیر بورٹ بنلوں اور مالیاتی اداروں کے سربراہوں

کوبھی غور وفکر کیلئے پیش کی گئی، ان حضرات نے کھی نئی مملی مشکلات پیش کیس، ان کو بھی غور وفکر کیلئے پیش کی ان حضرات کے بعد کارخانہ داروں، صنعت کاروں اور بڑے تاجروں کے ساتھ مشورہ ہوا، ان کے سامنے جوعملی الجھنیں تھیں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے وہ بھی دور ہوگئیں۔ اس طرح بلاسود بینکاری کی بیر پورٹ ہرطرح قابل عمل ہونے کے ساتھ شری اعتبار سے بھی اطمینان بخش صورت میں تیار ہوگئی۔

اس ر بورٹ کے تیار ہوتے ہی کمیشن کا اجلاس طلب کیا گیا ، تا کہ کمیشن اس کا آخری جائزہ لے کر اسے حتمی شکل دیدے اور حکومت کو پیش کردے۔

ہم بجا طور پر سمجھ رہے تھے کہ اس رپورٹ پر اگلے بجٹ سے عمل درآ مد شروع ہوجائے گا، اور اس طرح ہماری زندگیوں کی قیمت وصول ہوجائے گا، کوئکہ اس رپورٹ کا حاصل یہ تھا کہ پورے ملک میں سارے بینکوں کا نظام سود سے بالکلیہ پاک ہوجاتا ،اوراب اس میں کوئی فنی یا عملی مشکل بھی باتی نہیں رہی تھی۔ بینکار، صنعت کار اور تجار سب متفقہ طور پر اس رپورٹ کو ہر اعتبار سے قابل عمل مفید اور مناسب قرار دے چکے تھے۔

لیکن جس روز کمیشن کا بیا اجلاس ہونے والا تھا، اس سے ایک روز قبل اسلام آباد سے اچا تک فون آیا کہ اس" اسلامی اقتصادی کمیشن" کا وجود قانونی طور پرختم ہوچکا ہے، کیونکہ اسے صدر ضیاء الحق مرحوم نے" نفاذ شریعت آرڈینس کے تحت قائم کیا تھا، صدارتی آرڈینس کی توثیق اگر آسمبلی نہ کرے تو وہ آرڈینس چار مہینے میں خود بخو دختم ہوجا تا ہے، البتہ صدر چاہتو مزید چار ماہ کیلئے اس کی تجدید کرسکتا ہے، چنانچہ جب چارمہینے پورے ہوئے تو پاکتان کے موجودہ صدر جناب غلام اسحاق صاحب نے اس آرڈینس کی مزید چار ماہ کیلئے تجدید بھی کردی تھی، اس طرح کمیشن کو اپنا کام کے اس آرڈینس کی مزید چار ماہ کیلئے تجدید بھی کردی تھی، اس طرح کمیشن کو اپنا کام کرنے کیلئے کل آٹھ ماہ کل گئے، لیکن جب بیآ ٹھ مہینے کمیل ہوئے تو ملک میں اسمبلی

وجود میں آپکی تھی، جس نے '' نفاذِ شریعت آرڈینس'' کی توثیق نہیں کی ، بلکہ اسمبلی میں اس کو زیر بحث ہی نہیں لایا گیا، اس طرح '' نفاذ شریعت آرڈینس'' کے ساتھ یہ کمیشن بھی ختم ہوگیا۔ اِنَّا لللہ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَادِهُوُنَ۔

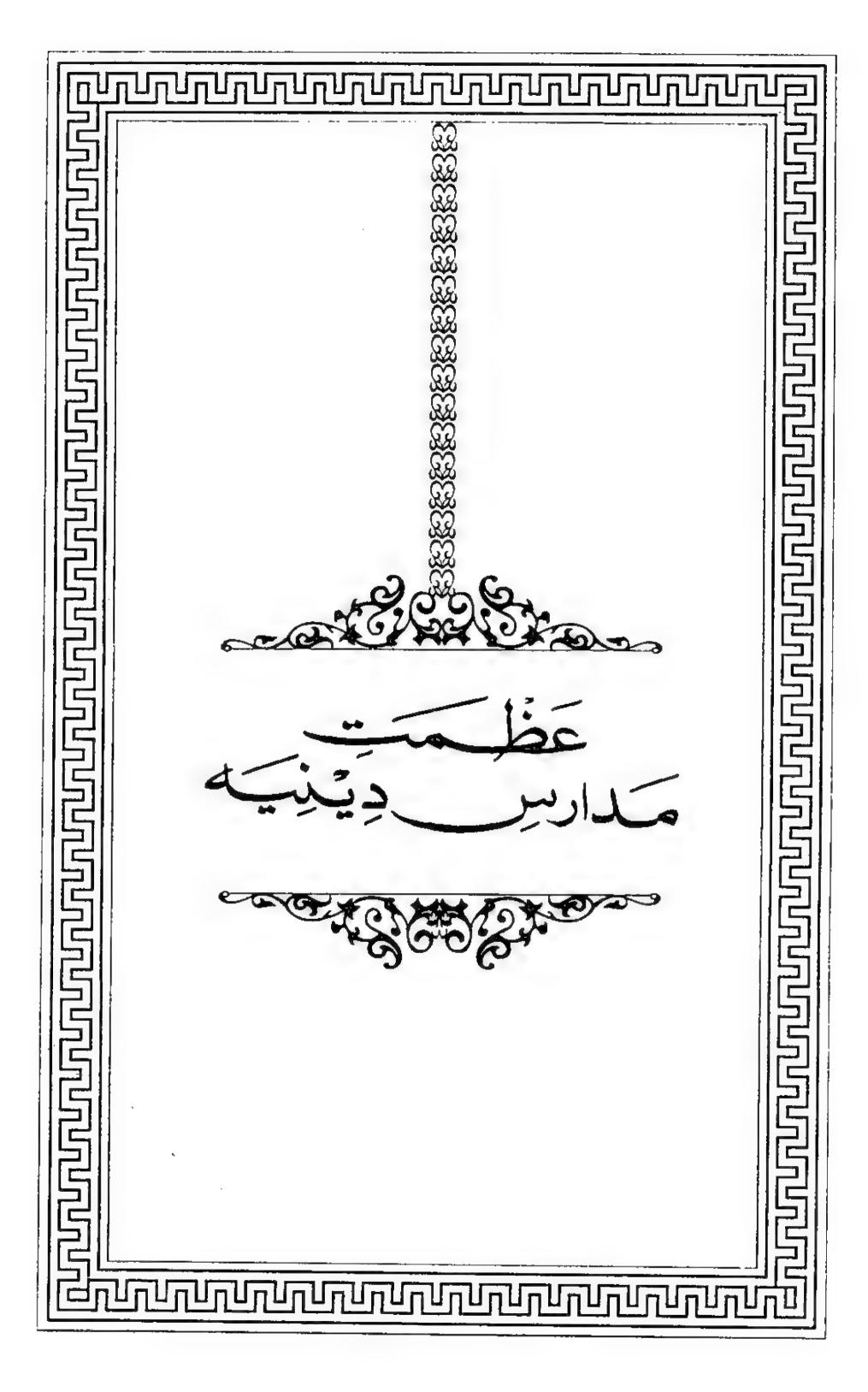
تاہم کمیشن کی ذیلی تمہیٹی کی تیار کردہ بیر بورٹ ایک اہم علمی دستاویز ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ کومنظور ہوا تو پاکستان کی کوئی بھی حکومت استفادہ کرسکتی ہے۔

بالهمى ربط كى ضرورت:

بہر حال مجھے اس وقت صرف بیہ عرض کرنا ہے کہ الحمد للد بیہ اجتاعی اجتہاد وقیاس کا کام پاکستان میں بھی چل رہا ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ جو کام یہاں ہورہا ہے ان دونوں کے مابین ربط ہو اور ایک دوسرے کی معلومات اور شخقیق سے ہم استفادہ کریں، اللہ تعالی ہماری ان تمام مشکلات اور مسائل میں مدد فرمائے ، رہنمائی فرمائے اور ہمیں اپنے اسلاف کی راہ راست پر چلتے ہوئے ان مسائل پر پوری تو انائیاں خرچ کرنے کی تو فیق کامل عطا فرمائے۔

وآخردعوانا ان الحمدلله رب العلمين





هِ جمله حقوق تجن ناشر محفوظ بین هِ موضوع عظمت مدارس دینیه مقرر حضرت مولا نامفتی محمد رفیع عثانی مدخله صغیر تنیب مولا نااعجاز احمد صمدانی منبط وتر تنیب مولا نااعجاز احمد صمدانی با جتمام محمد ناظم اشرف

عظمت مدارس دينيه الم

خطيهمسنونه

الحمدالله، نحمده ونستعینه ونستغفره و نؤمن به ونتوکل علیه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا، من یهده الله فلا مضل له ومن یصلل فلا هادی له ونشهدان لا اله الا الله وحده لاشریك له ونشهدان سیدنا ومولانامحمد اعبده ورسوله صلی الله تعالیٰ علیه وعلیٰ آله وصحبه اجمعین وسلم تسلیما کثیرا

امالعند

ف اعوذ بالله من الشيطان الرجيم ط بِسُمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط الرَّحِيمُ ط

لَقَدُ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤمِنِينَ إِذَبَعَتَ فِيُهِمُ رَسُولًا مِنُ أَنْفُسِهِمُ يَتُلُو عَلَيْهِمُ آيَاتِهِ وَيُزَكِيهِمُ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتْبَ أَنْفُسِهِمُ يَتُلُو عَلَيْهِمُ آيَاتِهِ وَيُزَكِيهِمُ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتْبَ

وَالْحِكُمَّةَ وَإِنْ كَا نُوا مِنُ قَبُلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ O (آلِعُران:١٦٣)

تمهيد

حضرات علماءِ کرام، ہونہارطلبہ، اساتذ ہِ عظام،معزز حاضرین،محترم خواتین، میری ماؤں، بہنوادر بیٹیو!

''عظمتِ مدارسِ دینیہ'' کے موضوع پر آج کا بی عظیم جلسہ اور آپ حضرات کا بیہ والہانہ انداز الحمد لللہ، خودعظمتِ مدارس کی ایک جیتی جاگی مثال ہے۔ ابھی تھوڑی دیر قبل مولانا زاہد الراشدی صاحب کا فکر انگیز خطاب آپ حضرات نے سا۔ الحمد لللہ، بیخطاب ان تمام باطل خیالات اور اعتراضات کا خاتمہ کر دیتا ہے جو دینی مدارس کے خلاف اسلام وشمن طاقتوں نے چلتے کئے تھے اور بہت سے سید ھے سادھے مسلمانوں کی زبانوں پر بھی وہ جاری ہو گئے تھے۔ اللہ تعالی مولانا زاہد الراشدی صاحب کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے میرے دل کی باتیں کہی ہیں۔ اور اسے اچھے انداز میں بین کہ دل چاہتا ہے کہ ان کی اس تقریر کی کیسٹ کو زیادہ سے زیادہ پھیلایا جائے۔ اگر کتابی شکل میں تیار کر کے اس کو چھاپ دیا جائے بلکہ اس کا انگریزی ترجمہ بھی شائع ہوتو انشاء اللہ مفید ہوگا۔

وین تعلیم کا سلسلہ بند ہونے والانہیں

مولانا زاہد الراشدی صاحب نے آخری سوال کا جو جواب دیا، میں اُسی کو سیح آ آخری سوال کا جو جواب دیا، میں اُسی کو سیح آ گے جلانا جا ہتا ہوں۔انہوں نے لوگوں کا تیسرا سوال بینقل کیا تھا کہ اگر خدانخواستہ اسلام وشمن طاقتیں اِن مدرسوں کو مٹانے اور سرکاری طور پر قبضہ کرنے میں

کامیاب ہو گئیں تو پھر دین تعلیم کا کیا ہوگا؟ علم کا بیسلسلہ کیسے جاری رہے گا؟ انہوں نے اس کا خوب شافی جواب دیا کہ انگریز کی اتنی زبردست قوت دوسوسال یہیں اِن مدارس کو فنا کرنے میں اپنی قسمت آزمائی کرتی رہی لیکن ناکام رہی۔

یہ سلسلہ بند ہونے والانہیں۔ میں اسی جواب کی مزید بچھ تشری اور تفصیلات تاریخ اسلام کے حوالے سے بیان کروں گا۔

دینی مدارس کی تعلیم کا آغاز کب ہوا؟

ان مدارس کی کچھ تاریخ ہے۔ ان کی کچھ روایات ہیں۔ علماء، فقہاء اور محدثین کی ایک طویل داستان ہے۔ تعلیم و تعلم ، پڑھنے پڑھانے اور استادی شاگردی کا بیسلسلہ اس وقت شروع ہوا تھا جب سب سے پہلی وحی تاجدار دو عالم سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم پر غار حرا میں نازل ہوئی۔ جس میں جبرئیلِ امین قرآنِ مجید کی سب سے پہلی آیات لیکر آئے تھے۔

سب سے بہلی وحی کی آیات

سب سے پہلی وحی میں نازل ہونے والی آیات یہ ہیں:

﴿ إِقْرا بِاسِمِ رَبِكَ الَّذِي خَلَقَ 0 خِلَقَ الْإِنْسَانَ مِنُ عَلَقُ 0 خِلْقَ الْإِنْسَانَ مِنُ عَلَقُ 0 خِلْقَ الْإِنْسَانَ مِنُ عَلَقُ 0 إِقْرا و رَبِكَ الْأَكْرِمِ 0 الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمَ 0 عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَالَم يَعُلَمُ 0 ﴾ (سورة العلق: ١٦٥) الإنْسَانَ مَالَم يَعُلَمُ 0 ﴾

''(اے پینمبر!) آپ اپ اپ اس رب کا نام لے کر قرآن پڑھئے جس نے بیدا کیا۔ جس نے انسان کوخون کے ایک لوگھڑ ہے سے بیدا کیا۔ جس نے انسان کوخون کے ایک لوگھڑ ہے۔ جس بیدا کیا۔ آپ قرآن پڑھئے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے۔ جس

نے قلم کے ذریعے تعلیم دی۔ اس نے انسان کو ان چیزوں کی تعلیم دی جن کو وہ جانتا نہ تھا۔''

اِس وین کی بنیادعلم پر ہے

ان آیات میں سب سے پہلی آیت کا آغاز'' إقراً'' (پڑھئے) کے لفظ سے ہورہا ہے۔ انہی ہورہا ہے۔ انہی تاب اللہ اور دین اسلام کا آغاز پڑھئے کے حکم سے ہورہا ہے۔ انہی آیات میں پھر پڑھئے کا حکم ان الفاظ میں دیا گیا:

﴿ إقرا و ربك الأكرم ٥ الَّذِى عَلَّمَ بِالْقَلَمَ ٥ ﴾ " " " الأكرم ت برصح جو برا كريم ہے، جس نے قلم كے ذريع تعليم دى"۔

پہلی ہی وحی کے اندر تعلیم کا بھی ذکر ہے اور قلم کا بھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اِس دین کی بنیاد ہی علم پر قائم ہے۔

یاد رکھئے! وہ دین فنا ہو جایا کرتا ہے، جس کاعلم باقی نہ رہے۔ ہمارا دین قیامت تک برقرار رہنے کے لئے آیا ہے۔ دنیا کی کوئی طافت اسے مٹانہیں سکے گی۔ اور جب یہ بات ہے تو اس کے علم کو بھی دنیا کی کوئی طافت نہیں مٹا سکے گی۔ اور جب یہ بات ہے تو اس کے علم کو بھی دنیا کی کوئی طافت نہیں مٹا سکے گی۔

بيرد بيخ والى قوم نهيس

بیت کم کہاں ہے؟ علماء کے سینوں میں ہے۔ مدرسوں کے طلبہ کے پاس ہے،
اسا تذہ کے پاس ہے، محققین، فقہاء اور مصنفین کے پاس ہے۔ نہ بیر دین کسی سے
مٹ سکے گا اور نہ بیہ علماء کسی سے مٹ سکیں گے۔ بیہ ہو سکتا ہے کہ تم مدرسوں کی
عمارتوں پر قبضہ کر لو اور اگر ایسا کیا تو اِن عمارتوں کا حال وہی ہوگا جو جامعہ اسلامیہ

بہاولپور (اسلامی یو نیورٹی بہاولپور) کا حال ابھی مولانا زاہد الراشدی صاحب بیان فرما رہے تھے لیکن اگرتم قال اللہ، قال الرسول کے سلسلے کو بند کرنے کا خواب دیکھو گے تو ناکامی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ اس لئے کہ علماء اور طلبہ، پڑھنے اور پڑھانے والوں کی بیہ قوم الیسی شخت جان ہے کہ ان کی داستان تو فاقوں سے مزین ہے۔ کہیں سے ہے، جذبات کی قربانیوں سے مزین ہے۔ راتوں کو جاگئے سے مزین ہے۔ کہیں بیتختہ وار پرنظر آتے ہیں، کہیں راتوں کو جاگئے نظر آتے ہیں اور کہیں بھو کے اور فاقہ مست نظر آتے ہیں۔ یہی حالت میں دبنے والے نہیں، یہ فنا ہونے والی قوم نہیں۔

اہلِ علم کی قربانیوں کی داستان

آپ نے مجاہد بن اسلام کی قربانیوں کی رنگین داستان پڑھی ہے اور بلاشبہ وہ ایسی داستان ہے کہ دنیا کی کسی قوم کے پاس اس کی مثال نہیں ہے لیکن اہلِ علم کی قربانیوں کی وہ داستانیں جوعلم حاصل کرنے اور اُسے دوسروں تک پہنچانے میں رقم ہوئی ہیں، وہ بہت کم لوگوں کے سامنے ہیں۔ میں اس کی چیدہ چیدہ کچھ مثالیں آپ کو سانا چاہتا ہوں۔

بهلا مدرسه

مسجدِ نبوی کا چبوترا ''صفہ' جو اسلام کا سب سے پہلا مدرسہ ہے۔ وہاں صحابہ کرام کی ایک برخی ہے۔ رسول اللہ صلی صحابہ کرام کی ایک برخی جماعت جن کی تعداد اسی (۸۰) تک بہنچی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں آ بہنچی تھی۔ ان کا صرف ایک کام تھا کہ دین سیکھیں گے۔ میں بہلا مدرسہ ہے۔

"استاذ بين تاجدار دو عالم سرور كونين صلى الله عليه وسلم، نصابي

کتاب ہے، کتاب اللہ، اور شاگردوں کی جماعت وہ مقدس جماعت وہ مقدس جماعت و مقدس جماعت و زمین نے جماعت و زمین نے نہیں دیکھی'۔

یہ وہ مقدی جماعت ہے کہ ان کی نہ کوئی تجارت تھی اور نہ ملازمت و مزدوری۔بس اللہ تعالیٰ کے نام پر اپنے آپ کو دینِ اسلام کے لئے وقف کر کے صفہ میں آپڑے تھے۔

حضرت ابو ہر رہے وضی اللہ عنه کا فاقے برداشت کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یمن سے سب کچھ چھوڑ کر اسی مدرسہ میں آکر رہے لگے تھے۔ کہ ہجری میں آئے ، ان کی کیفیت بیتھی کہ کچھ کھانے کومل گیا تو کھالیا ورنہ فاقے پر فاقے۔ آپ اپنے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مجھ پر بیہ اوقات بھی گذرتے تھے کہ کئی کئی وقت کے فاقوں کی وجہ سے میں مسجد نبوی میں پڑا ہوتا تھا۔ لوگ سجھتے تھے کہ میں بہوش ہوں حالانکہ میں ہوش میں ہوتا تھا لیکن میرے اندر طاقت نہیں ہوتی تھی کہ ان کی بات کا جواب دے سکوں۔ اسی حالت میں بعض اوقات مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھا اور میرے کھانے کا انتظام کیا۔

یہی حضرت ابو ہر رہے اللہ عنہ جن کی روایات کتب حدیث میں سب سے زیادہ ہیں۔ پانچ ہزار سے زائد حدیثیں ان کو از بریاد تھیں۔

اہلِ مدارس کی کفالت ۔صفہ کی نقالی

مدینہ طبیبہ کے وہ حضرات سحابہ کرام رضوان اللہ علیهم اجمعین جن کے کچھ

باغات یا زمینیں تھیں، وہ اپنے ان باغات اور زمینوں کی پیداوار سے اور پچھ صحابہ رضی اللہ عنہم اپنی تجارت یا مزدوری کی آمدنی سے پیسے لا کر اِن اصحابِ صفہ پر نچھاور کرتے سے، جس سے ان کا گذارا چل رہا تھا، یہ بالکل اسی طرح تھا جس طرح آج مدارس کے طلبہ کی مقدس جماعت اللہ پر بھرو سے کرتے ہوئے ان مدارس میں پڑی ہے اور علم دین کے لئے اپنی زندگیوں کو وقف کر چکی ہے۔ الحمد للہ! اس وقت بھی ملک کے مخیر اور غیرت مند مسلمان اِن طلبہ کی کفالت کرتے ہیں، یہ در حقیقت "صف،" اور "اصحابِ صف،" کی نقالی ہے۔ اللہ تعالی ہمیں ضحیح معنوں میں نقالی کی توفیق عطا فرمائے۔

صرف ایک حدیث کے لئے دو مہینے کا طویل سفر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ درس حدیث دیا کرتے تھے۔ کس نے آپ کو ایک حدیث سائی اور کہا میں نے دشق کے فلاں صحابی سے بیحدیث سنی ہے۔ ان کوشوق ہوا کہ اُس صحابی اور میرے درمیان اس شخص کا واسط ختم ہو جائے اور میں اُس صحابی سے جا کر خود یہ حدیث سنوں۔ چنا نچہ ایک حدیث سننے کے لئے مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے۔ ایک مہینے کا سفر جانے کا اور ایک مہینے کا سفر والیس کا تھا لیکن آپ نے اس حدیث کے لئے یہ سارا سفر اختیار کیا اور وہ حدیث سن کر والیس لوٹے۔ اور بیصرف ایک واقعہ نہیں بلکہ ایسے بہت سے واقعات ہیں کہ صرف ایک حدیث کے لئے ایک ایک مہینے کا سفر محدثین نے کیا۔

ربیعة الرائے رحمہ اللہ کے والدین کی عظیم قربانی

ایک مشہور بزرگ ہیں جو''ربیعۃ الرائے'' کے نام سے معروف ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ کے استاذ ہیں۔ اپنے وقت کے فقہ و حدیث کے امام ہیں۔ ان کے والد کا نام' فروخ'' تھا۔ ان کے والد کی شادی ہوئی۔ نو جوان سے، نئی نو یلی دلہن گھر میں تھی۔ ابھی شادی کو تھوڑا ہی وقت گذرا تھا اور ان کی بیوی امید ہے تھیں کہ انہیں اسی حالت میں جہاد کا سفر پیش آگیا۔ چنا نچہ وہ سفر جہاد پر چلے گئے۔ جب آ دمی جہاد میں جا تا ہے تو ہر طرح کے امکانات ہوتے ہیں بلکہ زیادہ گان یہ ہوتا ہے کہ شاید زندہ حالت میں واپسی نہ ہو، چنا نچہ اِس حالت میں سفر پر جا رہے تھے حالانکہ نئی نو بلی دہمن گھر میں ہے اور وہ بھی امید سے ان کے دل کی کیفیت کیا ہوگی؟ اللہ ہی جانے یا وہ جانیں۔

ان کے پاس تمیں ہزار دینار جمع تھے (دینار سونے کا ایک سکہ ہوتا ہے، اسے ہمارے ہاں اشر فی کہتے ہیں) چلتے وقت ہے دینار ہوی کے حوالے کئے اور کہا کہ یہ رقم تمہارے کام آئے گی اور پیدا ہونے والے بچے کی تعلیم و تربیت میں بھی خرچ ہو سکے گی اور پیدا ہونے والے بچے کی تعلیم و تربیت میں بھی خرچ ہو سکے گی اور اگر میں شہید ہو گیا تو اُسے تجارت میں لگا دینا تا کہ تمہارا اور بچے کا روزگار چلتا رہے۔

یہ کہہ کر جہاد میں چلے گئے۔ وہاں جا کر نجانے کیا حالات پیش آئے، کن مسائل سے دوجار ہوئے، پیش آئی کہ تمیں مسائل سے دوجار ہوئے، پیتہ نہیں کہیں قید ہو گئے یا کوئی اور بات پیش آئی کہ تمیں سال جہاد میں گذر گئے۔

تمیں سال بعد گھر واپس لوٹے۔ آپ خود اندازہ سیجئے کہ جو شخص نئ نویلی ولائن گھر چھوڑ کر گیا ہواور پھر اسنے طویل عرصے کے بعد واپس لوٹ رہا ہوتو اس کے دل کی کیفیت کیا ہوگی؟ اُسے اپنے گھر آنے کا کتنا شوق ہوگا؟ جب آپ گھر پہنچ تو گھوڑے پرسوار تھے۔ ہاتھ میں نیزہ تھا۔ اِس خیال سے کہ اگر میں اتر کر دستک دوں گا تو بچھ وفت گے گا، گھوڑے پر بیٹھے بیٹے ہی دروازہ پر نیزے سے دست دی۔ گا تو بچھ وفت گے گا، گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے ہی دروازہ پر نیزے سے دست دی۔ اتفاق سے نیزہ بچھ زور سے لگ گیا۔ گھوڑے سے اترے تو اندر سے ایک نوجوان

برآمد ہوا۔ اس نے کہا کہتم کون ہو؟ کیا تم میرے گھر کے دروازے کو توڑنا چاہتے ہو؟ یہ کہنے لگے کہتم کون ہو، میرے گھر میں گھسے ہوئے۔ اس میں اِن دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں۔ اندر سے بیوی نے آوازین کی اور پہچان لیا۔ دوڑ کر آئی اور کہا خاموش ہو جاؤ، خاموش ہو جاؤ، تم باپ اور بیٹے ہو۔ اب یہ دونوں گلے مل کر خوب روئے۔ گھر میں خوشی کا سال پیدا ہو گیا۔

گھر کے اندر پہنچے۔تھوڑی ہی دیر بعد معجدِ نبوی میں اذان ہوگئی۔ بیٹا فوراً نماز کے لئے روانہ ہوگیا۔ بیٹا فوراً نماز کے لئے روانہ ہوگیا۔ بیبھی مسجد جانے کی تیاری کرنے لئے۔مسجد کی طرف چلتے وقت فروخ نے بیوی سے پوچھا کہ ان تیس ہزار دیناروں کا کیا ہوا جو میں تہہیں دے کرگیا تھا۔اس نے جواب دیا کہ فکرنہ کرو، وہ محفوظ ہیں آپ مسجد چلے گئے۔

مسجد پہنچ، نماز پڑھی۔ نماز کے بعد انہوں نے ایک بجیب منظر دیکھا کہ
ایک نوجوان جس نے اپنے سر پر ایک رو مال ڈالا ہوا ہے، بلند مند پر بیٹھا ہے۔ اس
کے اردگرد بڑے بڑے علماء دو زانو بیٹھے ہیں۔ امام مالک بھی ان میں موجود ہیں۔ غور
سے دیکھا تو یہ ان کا بیٹا رہیعہ تھا۔ یہ منظر دیکھ کر ان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ گھر
پہنچ اور بیوی سے کہا کہ آج میں نے ایسا منظر دیکھا ہے کہ اس کی خوشی میری رگ و
پہنچ اور بیوی ہے۔ بچھے زندگی میں اتنی خوشی بھی نصیب نہیں ہوئی، جتنی آج ہوئی ہے
کہ اللہ تعالی نے میرے بیٹے کو اتنا بلند مقام عطا فر مایا ہے۔ یہ بن کر بیوی کہنے گئی کہ
آب تمیں ہزار دیناروں کے بارے میں پوچھ رہے تھے، وہ رقم میں نے اسی بیٹے پر
خرج کی ہے۔

اندازہ سیجے! باپ کی قربانی کا کہ اس نے تمیں سال وطن سے دور گزار ہے اور اس سے بڑھ کر مال کی قربانی کا کہ اس نے بیطویل عرصہ عفت وعصمت کے ساتھ گذارا اور جو جمع بونجی شوہر نے اس کے حوالے کی تھی، اُسے اینے اوپر خرج

کرنے کے بجائے بیٹے کو تعلیم دلوائی۔ اپنی ساری خوشیوں کو قربان کر کے بیٹے کو عالم دین بنایا اور عالم دین بھی ایسا کہ امام مالک جیسے جلیل القدر امام بھی ان کے شاگرد بینے۔ علماء ان کی روایات کے حوالے دیتے ہیں اور فقہاء ان کے اقوال فقہی مسائل میں بیان کرتے ہیں۔

امام ابو حنیفه رحمه الله کا جنازه جیل سے نکلا

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اپنے وقت کے امام تھے۔ ان کے علم وفضل کی وجہ جہال بہت سے لوگ ان کے گرویدہ تھے، وہال کچھ ان کے حاسدین بھی تھے۔ اِن حاسدین نے عباسی خلیفہ ابومنصور سے شکایت کی کہ ابوحنیفہ تمہارے خلاف ہے۔ اور اس طرح کی شکایات سے اس کے کان بھرتے رہے۔

اس وقت قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) کا عہدہ خالی ہوا تھا۔ اور یہ چیف جسٹس صرف پاکستان جیسے ملک کا عہدہ نہ تھا بلکہ پورے عالم اسلام کا قاضی القضاۃ مقرر ہونا تھا۔ اس وقت عالم اسلام بہت وسیع تھا۔ اس کا ایک خلیفہ ہوتا اور تمام علاقے اس کے ماتحت ہوتے تھے۔ صرف اندلس میں الگ خلافت تھی، باقی تمام علاقے دارالخلافہ بغداد کے ماتحت تھے۔سارے ممالک اس کے صوبوں کی حیثیت رکھتے تھے۔متحدہ ہندوستان جس میں پاکستان، بنگلہ دیش، بھارت اور نیپال شامل کے سارے عالم اسلام کے ایک صوبہ کا درجہ رکھتا تھا۔ اتنی بڑی سلطنت کے بیں۔ اس وقت کے عالم اسلام کے ایک صوبہ کا درجہ رکھتا تھا۔ اتنی بڑی سلطنت کے بیں۔ اس وقت کے عالم اسلام کے ایک صوبہ کا درجہ رکھتا تھا۔ اتنی بڑی سلطنت کے

کئے خلیفہ نے آپ کو قاضی القصناۃ بننے کی پیش کش کی۔ آپ نے معذرت کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اس عہدے کا اہل نہیں ہوں۔

اس کے کانوں میں تو پہلے سے یہ بات پڑی ہوئی تھی کہ یہ میرا مخالف ہے۔ یہ جواب س کراس نے سمجھا کہ میری مخالفت کی وجہ سے عہدہ قبول کرنے سے انکار کررہے ہیں۔ چنانچہ اس نے غصے میں کہا کہتم جھوٹ بولتے ہو۔ امام صاحب تو بلا کے ماضر جواب تھے۔ سنتے ہی فوراً جواب دیا کہ اگر میں جھوٹ بولتا ہوں تو پھر یہ ثابت ہو گیا کہ میں قاضی بننے کا اہل نہیں۔ خلیفہ کو یہ جواب پند نہ آیا۔ جب اسے اور کوئی بات سمجھ میں نہ آئی تو اس نے آپ کو بغداد کی جیل میں ڈال دیا۔ آپ پوری زندگی اسی میں رہے۔ وہیں پر آپ کوزہر دیا گیا اور بالآخر اسی جیل سے آپ کا جنازہ نکلا۔

امام صاحب نے قضاء کا عہدہ کیوں قبول نہ کیا؟

امام ابو صنیفہ رحمہ اللہ نے قضا کا عہدہ اس لئے قبول نہ کیا کہ آپ کا خیال تھا کہ میرے مزاج میں بہت نری ہے، جب کہ قاضی کونری بھی کرنی پڑتی ہے اور شخق بھی، بھی مزائے موت دینی پڑتی ہے، بھی چور کے ہاتھ کٹوانے پڑتے ہیں۔ اس لئے وہ محسوس کرتے تھے کہ اگر میں قاضی بن گیا تو شاید اس کا حق ادا نہ کر سکوں گا۔ اور جو قاضی انصاف نہ کرے اس کے بارے میں روایات میں سخت وعیدیں آئی ہیں، تو قاضی انسانہ ہو کہ میں ان وعیدراں کا مستحق بن جاؤں۔

امام محد رحمه الله كاساري ساري رات جاكنا

امام ابو حنیفہ کے ایک ہونہار اور متازشاً گرد ہیں امام محد ہے۔ انہوں نے امام صاحب کے فقہ کتابی فقہ کتابی صاحب کے فود اپنی فقہ کتابی صاحب کے فود اپنی فقہ کتابی

شکل میں تر تبیب نہیں دی)۔

ان کا بہ حال تھا کہ پوری پوری رات جاگ کر کتابیں لکھتے تھے۔ ان کی بہت ی تھنیفات ہیں۔ خاص طور پر امام صاحب کی ظاہر الروایة کی چھ کتب انہی کے ہاتھوں مکمل ہوئیں۔ کسی نے کہا کہ آپ اتنی زیادہ محنت نہ کریں۔ رات کو سو جایا کریں، ورنہ آپ کی صحت خراب ہو جائے گی۔ فرمایا کہ اگر محمد بھی سوگیا تو پھر پوری امت کو جا گنا پڑے گا۔

امام بخارى رحمه الله كى قربانيال

امام بخاری رحمہ اللہ نے علم حدیث حاصل کرنے کے لئے جو قربانیاں دیں۔ اس کی بھی ایک طویل داستان ہے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں اپنے علاقے کے تمام علاء سے احادیث حاصل کرلیں۔ اس کے بعد عالم اسلام کے سفر پرنکل پڑے۔ اس زمانے میں اس طرح مدارس نہیں ہوتے تھے، جس طرح آج کل ہیں کہ ایک ہی مدرسہ میں تمام علوم وفنون مل جا نمیں بلکہ محد ثین اپنے اپنے علاقوں میں رہتے تھے۔ اور طلبہ کو سفر کر کے مختلف شہروں اور ملکوں میں جانا پڑتا تھا۔ اور اس زمانے میں سفر پیدل، گھوڑوں، خچروں اور اونٹوں وغیرہ پر ہوتا تھا۔ امام بخاری جس استاذ کے پاس بھی جاتے ، اس کے نورنظر بن جاتے کیونکہ حافظ غضب کا تھا، تقوی اعلیٰ درجے کا تھا اور علم کا شوق انتہائی درجے میں تھا۔ استاذ کی ایک ایک بات کو یادر کھتے۔

ایک مرتبہ ایک استاذ کے درس میں اس حال میں شریک ہوتے رہے کہ کپڑے بالکل بھٹے پرانے تھے۔ آس حال میں ایک مرتبہ ایبا ہوا کہ اپنے استاذ کے درس میں حاضر نہ ہوئے۔ استاذ نے دوسرے ساتھیوں سے اس کی وجہ پوچھی۔ ان کو خبر نتھی تو استاذ نے توسرے کی خبر لے کر آئو۔

طلبہ آپ کے جمرے پر آئے۔ دروازہ بند تھا۔ اندر سے چٹنی لگی ہوئی تھی۔
ساتھیوں نے آواز دی اور بتایا کہ ہم فلاں فلاں ہیں، تہمارے ساتھی ہیں۔ دروازہ کھولو۔
نہ آئی۔ بار بار کہا کہ بخاری! ہم فلاں فلاں ہیں، تہمارے ساتھی ہیں۔ دروازہ کھولو۔
لکین اندر سے پھر بھی کوئی جواب نہ آیا۔ ان کو خطرہ ہوا کہ کہیں انتقال تو نہیں ہو گیا۔
قتم دے کر کہنے لگے بخاری! دروازہ کھول دو ورنہ ہم اسے تو ڑکر اندر داخل ہو جا کیں
گے۔ اس وقت اندر سے آواز آئی کہ الجمدللہ، میں زندہ ہوں لیکن اس حالت میں نہیں
ہوں کہ دروازہ کھول سکوں۔ میرے پاس عرصہ دراز سے کپڑوں کا صرف ایک ہی جوڑا
رہ گیا تھا جو دھو دھو کر پہنتا رہا۔ پھٹ جاتا تو اس کوسی لیتا۔ زیادہ پھٹ جاتا تو پوندلگا
لیتا۔لیکن اب اتنا ہوسیدہ ہو چکا ہے کہ مزید سینے اور پوندلگا نے کے قابل نہیں رہا اور
اتنا پھٹ چکا ہے کہ جسم کے جینے جھے کو چھپانا شرعاً فرض ہے، استے جھے کو بھی نہیں
جھیا سکتا۔ اس لئے تہمارے سامنے آنے سے قاصر ہوں۔

یہ وہ امام بخاری ہیں کہ جب ان کے والد کا انتقال ہوا تو بہت مال و دولت ترکہ میں چھوڑا تھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے وہ سارا مال و دولت اپنے علم کی تخصیل میں خرج کر کے یہاں تک حال کرلیا تھا۔

اندھے کنوئیں میں بارہ سال کی قید

سنمس الائمہ سرنسی رحمہ اللہ فقہ حنی کے مشہور امام ہیں۔ امام محمد رحمہ اللہ کی جھ کتابوں کا مجموعہ ایک اور بزرگ نے تیار کیا تھا، جس کا نام'' الکافی'' تھا۔ انہوں نے اس کتاب کی شرح اپنے شاگر دوں کو لکھوانا شروع کی۔ آپ املاء کراتے تھے اور طلبہ لکھتے جاتے تھے، یہی ان کا درس بھی ہوتا تھا اور یہی کتاب کی تصنیف بھی تھی۔ اور اس زمانے میں تصنیف کا یہ بھی ایک طریقہ تھا۔ اسی زمانے میں حکومتِ وقت نے علامہ میں الائمہ سرحسی سے ایک مسکلہ پوچھا۔ انہوں نے جو جواب دیا، وہ حکومت کی مرضی کے خلاف تھا۔ حکومت کے لوگوں نے کہا کہ آپ اس فتو کی سے رجوع کریں۔ اس میں فلال فلال نقصان اور خرابی ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ مفتی فتو کی بنا تانہیں، بتا تا ہے۔ بنانے والے تو اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ مفتی کا کام تو صرف مسکلہ بتانا ہے۔ اس لئے میرے اختیار میں نہیں کہ حلال کو حرام یا حرام کو حلال کروں جو شرعی مسکلہ تھا میں نے بتا دیا۔

رجوع کے لئے آپ پر بہت دباؤ ڈالا گیا۔ آپ پھر بھی حق پر ڈئے رہے،
یہاں تک کہ آپ کوجیل میں ڈال دیا گیا۔ جیل کیا تھی، ایک تنگ و تاریک کنواں تھا،
جس میں پانی کے سونت بند کر دیئے تھے تاکہ پانی نہ آئے۔ اسی میں کھانا پینا، اسی
میں پیٹاب پاخانہ اور اسی میں عنسل وضو وغیرہ۔ اس زمانے میں بعض حکام ایسے بھی
گذرے ہیں کہ جیل میں ڈالنے کے بعد بھول جاتے تھے کہ کسی کو جیل میں ڈالا بھی
ہے کہ ہیں۔

شاگردول کوعلم ہوا تو بہت پریشان ہوئے۔ حکومت سے اجازت لے کراس کنوئیں کے پاس پہنچے جہال آپ قید تھے۔ سلام کیا، حال پوچھا اور اپ غم کا اظہار کیا کہ ہم آپ پرآنے والی اِس مصیبت کی وجہ سے مگین ہیں اور اس وجہ سے بھی پریشان ہیں کہ ہمارا درس ختم ہوگیا۔ آپ نے جواب دیا کہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، تم حکومتِ وقت سے اجازت لے لو، اگر اجازت مل جائے تو تم کنوئیں کے کنارے آکر بیٹے جانا، میں نیچے سے تہہیں املاء کرا دیا کروں گا۔ چنانچہ یہی ہوا، شاگردوں کو اجازت مل گئے۔ وہ کنوئیں کے کنارے بیٹے جانا، میں ایک موری کے کنارے بیٹے جاتے اور آپ نیچے سے املاء کراتے۔ اِس کے بعد حال میں بارہ سال گذر گئے اور "مبسوط" کی پندرہ جلدیں تیار ہوگئیں۔ اس کے بعد حال میں بارہ سال گذر گئے اور "مبسوط" کی پندرہ جلدیں تیار ہوگئیں۔ اس کے بعد

ر ہائی ہوئی اور بقیہ پندرہ جلدیں باہر آنے کے بعد املاء کرائیں۔

تمیں جلدوں پر مشتل یہ کتاب دینی کتب میں بہت اہمیت رکھتی ہے۔ تمام بڑے بڑے براے بدارس کی لائبر ریوں کی زینت اور جان ہے۔ فقہ حفی کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ اسلامی قانون کی بنیادی کتاب ہے۔ کوئی مفتی اور کوئی عالم اِس سے مستغنی نہیں ہے۔

وسطِ ایشیا کے علماء برڈھائے جانے والے مظالم

وسطِ ایشیا کے ممالک کی داستانِ غم پڑھئے۔ جب روسی لینن کی فوجیں سم قند اور بخارا پر تملہ آور ہوئیں، تو یہاں کے حکمرانوں نے تھوڑی ہی مزاحت کے بعد ہتھیار ڈال دیئے اور بھاگ کر افغانستان میں پناہ گزین ہو گئے۔ بیا علماء کا طبقہ تھا جنہوں نے آخر وقت تک روسی فوجیں کا مقابلہ کیا لیکن بالآخر روسی فوجیں غالب آگئیں اور سارے علاقے پر قبضہ کرلیا۔ قبضہ کے بعد ان فوجوں نے علماء پر مظالم ڈھائے ہیں، اس کی داستان خونچکاں ہے اور عبرت ناک ہے۔ ضرورت ہے کہ اُسے پڑھا جائے دار پھیلایا جائے۔ بہت سول کوٹرکوں اور جہازوں میں بھر بھر کر سائیریا میں بھینک دیا۔ سائیریا کے برفستانوں میں بھوکا بیاسا چھوڑ آئے اور وہیں وہ علماء تڑپ تڑپ کر دیا۔ سائیریا کے علاوہ ایک لمبی اور گہری خندتی کھودی گئی۔ اس کے اندر کئی فٹ تک مر گئے۔ اس کے علاوہ ایک لمبی اور گہری خندتی بہت گہری تھی۔ ہزاروں علماء کوٹرکوں میں لاد چونا بھرا گیا۔ اس کے بعد بھی وہ خندتی بہت گہری تھی۔ ہزاروں علماء کوٹرکوں میں لاد کر یہاں ڈال دیا گیا۔ اور پھر ان زندہ انسانوں کے اوپر بھی چونا ڈال دیا گیا۔ بہت علماء تو جہاد میں شہید ہو گئے تھے۔

بیسلوک ان لوگوں کے ساتھ تھا جن سے بارے میں ذرا بھی کسی نے کہہ دیا کہ بیمولوی ہے، یا استاذ ہے یا مدرس ہے یا مؤذن یا مسجد کا امام ہے وغیرہ۔

صرف اذان کہنے پر جھ سال قید

قرآن حکیم کی اشاعت پر پابندی لگا دی گئی۔ عربی زبان بولنے اور سکھنے پر پابندی لگ گئی۔ رسم الخط بدل دیا گیا۔ ابھی جہاد افغانستان کے بعد جب از بکستان آزاد ہوا تو اس وقت میرا وہاں جانا ہوا۔ جس جہاز میں جا رہے تھے یہ از بکستان کاجہاز تھا۔ وہاں کے تاجروں نے اُسے چارٹرڈ (Chartered) کیا تھا۔ اس میں ہم نے بھی مکٹ لے لئے تھے۔ ہمارا علاء کا ایک وفدتھا جو تاشقند گیا اور پھر وہاں سے سمرقند و بخارا بھی چانا ہوا۔

راستے میں ایک شخص نے اپنی داستان سنائی کہ روی تسلط کے زمانے میں میں بنے ایک مرتبہ اذان دے دی تو مجھے اِس جرم میں چھ سال قید کی سزا ہوئی۔

علماء پھر بھی موجود....!

جب ہم وہاں پہنچ تو وہاں علماء موجود ہے۔ تاشقند میں بھی علماء ، سمرقند میں بھی علماء اور بخارا میں بھی علماء اور تینوں جگہ حافظ و قاری بھی موجود ہے۔ عربی زبان بولنے والے بھی ، لکھنے والے بھی۔ ہم نے جیرت سے پوچھا کہ ارے بھائی! تم کہاں سے آگئے یہاں تو علماء کا نئج مار دیا گیا تھا۔ تم نے قرآن کہاں سے بڑھا؟ کہا کہ ججرے میں۔ عملی۔ تم نی زبان کہاں سے بڑھا؟ کہا کہ ججرے میں۔ تم نے حدیث کہاں بڑھی؟ ججرے میں۔ عربی زبان کہاں سے جم ہوا کہ پورے وسطِ ایشیا کے اندر حکومت نے بیابندی لگا دی تھی کہ یہاں کوئی مدرسہ نہیں ہے گا، پہلے سے موجود مداری کوسینما ہاؤس میں تبدیل کر دیا گیا تھا تو ان لوگوں نے اپنے گھروں کے اندر خفیہ ججرے بنا لئے۔ میں تبدیل کر دیا گیا تھا تو ان لوگوں نے آئی جمید اور کچھ دینی کتب کے نسخ محفوظ کر ان خفیہ ججروں کے اندر انہوں نے قرآن مجید اور کچھ دینی کتب کے نسخ محفوظ کر

لئے۔ کسی کے پاس جلالین تھی تو اُس نے اُسے محفوظ کر لیا، کسی کے پاس مشکوۃ کی کتاب تھی تو اس نے اُسے محفوظ کر لیا غرضیکہ عربی کی جو کتابیں ہمارے مدرسوں میں بڑھائی جاتی ہیں، انہیں اِن حجروں میں محفوظ کر لیا گیا۔

دن کومحنت مزدوری کرتے تھے کیونکہ سوشلسٹ نظام کی وجہ سے ہرا لیک کے لئے کام کرنا ضروری تھا اور اس میں آدمی اپنی مرضی کی ملازمت بھی نہیں کرسکتا تھا۔
رات کو جب سناٹا چھا جاتا تو اِن حجروں میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔
جس نے قرآن پڑھا ہوا تھا، وہ قرآن کی تعلیم دیتا۔ جس نے سیحھ فدیث پڑھ رکھی تھی، وہ عدیث سکھا تا اور جے عربی زبان آتی تھی، وہ عربی سکھا تا۔ اِن حالات میں اس قوم پر بہتر سال گذرے ہیں اور جب اسنے طویل عرصے کے بعد روی تسلط سے آزاد ہوئے تو اس کے اندر علماء بھی موجود تھے اور عربی فاری بھی موجود تھے اور عربی خانے والے بھی موجود تھے اور عربی خانے والے بھی۔

ایک امام مسجد کا واقعه

سمرقند میں ایک جگہ جہاں ہمارا قیام ہوا، وہ ایک مجد تھی۔ اس معجد کے امام صاحب نے ہمیں پوری معجد دکھائی اور بتلایا کہ میرے والداس معجد کے امام وخطیب سے اور اس میں ایک جھوٹا سا مدرسہ بھی چل رہا تھا۔ جب روسیوں کا قبضہ ہوا تو اس معجد کو چھین لیا گیا اور اسے سینما ہاؤس میں تبدیل کر دیا تھا۔ (سینما ہاؤس کے نشانات ابھی وہاں موجود تھے) اور میرے والدکی یہ ڈیوٹی لگا دی گئی کہ تم کھیت میں ہل چلانے کا کام کرو گے۔ والد صاحب دن بھر کھیت میں کام کرتے تھے۔

انہیں نمازوں کی ادائیگی میں بیمشکل آتی تھی کہ باقی نمازیں تو گھر میں ادا کر لینے لیکن ظہر کی نماز ڈیوٹی کے اوقات میں آتی تھی۔اس لئے انہوں نے بیر تدبیر

میرے دا دا جان کا ایک عجیب واقعہ

میرے دادا حضرت مولانا محمد کیسین صاحب رحمتہ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند کے ہم عمر ہیں یعنی جس سال دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی گئی، اسی سال ان کی ولادت ہوئی۔ آپ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے ہم درس تھے۔ آپ دونول نے دورہ حدیث اکتھے کیا۔ حضرت شخ الهند کے بھی شاگرد تھے اور مولانا یعقوب نانوتوی رحمہ اللہ کے بھی۔ دادا جان پھر دارالعلوم دیوبند ہی میں مدرس بن گئے اور آخر عمر تک وہاں پڑھایا۔

میں نے اپنے دادا کا واقعہ اپنے والد ماجد حضرت مولا نامفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ سے سنا اور کئی بار سنا کہ جب وہ دورہ حدیث کر رہے تھے تو یہ وہ زمانہ تھا کہ جب ان کے والد خلیفہ تحسین صاحب رحمہ اللہ نابینا ہو گئے اور ضعیف بھی ہو چکے تھے۔ کوئی ذریعہ معاش نہ رہا۔ اس حالت میں انہوں نے اپنے نوجوان بیٹے کوکسی محنت مزدوری پر لگا کر کھانے پینے کا انتظام کرنے کے بجائے علم دین حاصل کرنے پر لگا دیا۔

طلبہ اور جو حضرات مدرسوں کے احوال سے واقف ہیں۔ جانتے ہیں کہ دورہ کے سال میں اسباق فجر کی نماز کے بعد شروع ہو جاتے ہیں اور رات ایک ایک بج تک رہتے ہیں۔ درمیان میں تھوڑی دیر کے لئے نماز اور کھانے کا وقفہ ہوتا ہے اور پچھزیادہ دیر کیلئے دو بہر کے آرام کا وقفہ ہوتا ہے تا کہ طلبہ اس میں کھانا بھی کھالیں اور آرام بھی کرلیں۔ ناشتے کا تو اس زمانے میں رواج ہی نہ تھا۔فقر و فاقہ کا دور تھا۔ دورہ صدیث کے سال دادا جان ایک روز صبح سویرے نماز کے بعد اسباق دورہ کے لئے چلے گئے۔ دو پہر کو چھٹی ہوئی، جون کا مہینہ ، پیتی ہوئی دھوپ اور دادا

کی کہ کھانا کھانے کے لئے گھر آنے کی اجازت لے لی چنانچہ کھانا کھانے کے بہانے گھر آتے اور اسی وقت میں ظہر کی نماز پڑھ لیتے۔

گھر کے باہر پولیس کے آدمی پہرہ دیتے رہتے تھے۔ بعض اوقات کسی اطلاع کے بغیر گھر میں گھس کر دیکھتے کہ کہیں نماز تو نہیں پڑھ رہے۔ میرے والد صاحب مجھے اپنے گھر کے دروازے پر پہرے کے لئے بٹھا دیتے کہ اگر کوئی پولیس والا آئے تو میں ان کو بتا دوں۔

انگریزی دور حکومت میں ہمارے اکابر کی قربانیاں

انگریزی دورِ حکومت میں ہمارے اکابر نے جو قربانیاں دیں۔ اس کی ایک درد ناک داستان ہے۔ دارالعلوم دیوبند مولانا محمد قاسم نانونوی رحمہ اللہ نے قائم فرمایا۔ اس مدرسے کے لئے بھی بے حدقربانیاں دی گئیں۔

انگریز نے مسلمانوں پر معاش کے سارے دروازے بند کر دیئے تھے۔ جب انگریزوں نے ہندوستان میں قدم رکھا تو اس وقت یہاں کی سرکاری زبان فاری تھی۔ یہاں کے تمام علاء فاری زبان کے ماہر تھے۔اسلامی علوم اور اس وقت کے عصری علوم کے بھی ماہر تھے اور بیسب تعلیم یافتہ سمجھے جاتے تھے لیکن انگریز نے آکر سب سے پہلا کام یہ کیا کہ یہاں کی زبان بدل ڈالی۔ سرکاری سکولوں اور تعلیم اداروں میں وین کا داخلہ بند کر دیا۔ جس کی وجہ سے سرکاری اداروں میں علاء کے لئے ملازمتیں ممکن نہ رہیں کیونکہ زبان بدلنے کی وجہ سے بیسب علاء ان پڑھ قرار لئے ملازمتیں ممکن نہ رہیں کیونکہ زبان بدلنے کی وجہ سے بیسب علاء ان پڑھ قرار یا کے مارے دروازے علاء کے لئے بند ہو گئے۔ اِن حالات میں یائے۔ اب معاش کے سارے دروازے علاء کے لئے بند ہو گئے۔ اِن حالات میں دارالعلوم دیو بند کی بنیاد رکھی گئی۔

جان بھوک ہے ہے تاب (آپ اندازہ سیجے جس پر پوری رات گذر چکی ہو اور صبح ناشتہ کئے بغیر مسلسل پڑھنے میں لگا ہوا ہو، اور وہ ہو بھی جوان تو اب دو بہر کے وقت اس کی بھوک کا کیا حال ہوگا)۔

اسی حالت میں گھر پہنچ۔ والدہ سے کہا: امی جان! کھانا دیجئے۔ مال کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور کہا کہ بیٹا گھر میں تو پچھ بھی نہیں البتہ بستی کے باہر ہماری تھوڑی می زمین ہے۔ گندم کا ف ہماری تھوڑی می زمین ہے۔ گندم کا ف کر لے آؤ تو میں اُسے کوٹ کر، چھان پچھوڑ کر کے تمہارے لئے روٹی تیار کر دوں گی۔ دادا جان اسی جلتی ہوئی دو پہر میں وہاں گئے۔ کھیت سے گندم کا ایک گھا کا ف کرسر پر لائے۔ دونوں مال بیٹے نے مل کر اُسے صاف کیا۔ پچھوڑا۔ مال نے اس کی روٹی تیار کی اور بیٹا روٹی کھا کرفوراً مدرسہ چلا گیا۔

تو یہ ہمارے بزرگوں کی داستانیں ہیں اور اب بھی قربانیاں دی جارہی ہیں اور دی جارہی ہیں اور دی جاتی رہیں ہیں اور دی جاتی رہیں گی۔خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اِن مدارس میں پڑھنے پڑھانے میں لگے ہوئے ہیں۔

مدارس کے حوالے سے ہماری ذمہ داریاں

ہماری ذمہ داری ہیہ ہے کہ ہم قال اللہ و قال الرسول کرنے والوں کو تنہائی کا احساس نہ ہونے دیں۔ جو مسلمان ان کے ساتھ روپے پیسے سے مدد کرسکتا ہو، وہ روپے پیسے سے کرے۔ جو دعاوُل سے مدد کرسکتا ہو وہ وُ عاوُل سے۔ اور ہر مسلمان کم اثنا تو ضرور کرے کہ کوئی الیمی بات نہ کچے، جس سے ان کے حوصلے پست ہول بلکہ ان کے حوصلوں کو بڑھانے والی بات کے۔ ان کی خوبیوں کا اعتراف کرے تاکہ بلکہ ان طلبہ اور فاقہ مست مدرسین کے حوصلے بڑھیں۔ یہ مدرسین جھوٹی جھوٹی تخواہوں

اور ننگ و تاریک حجروں میں رہ کربھی دین کی خدمت کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ٹیہ سلسلہ جاری رہے گا۔ انشاء اللہ خوش نصیب ہوں گے، وہ لوگ جو اس سلسلے میں داخل ہوں گے اور وہ لوگ جو اس سلسلے میں داخل ہوں گے اور وہ لوگ جو اس سلسلے کے ساتھ تعاون کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کواس سلسلے کے ساتھ وابستہ رکھے۔ (آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

ادراضلام بن خواتین مقام حقوق فراض تعلیم تربنیت ادراضلاح باطن کے موضوعت ایراکا بر علمائے کوم کے مانہم اصل کڑجی بیانات کا مجموعہ! کے مانہم اصل کڑجی بیانات کا مجموعہ! بین خواتین سے کا بربن کا خطا ٠٠- نا بعير ود ، براني انا كلي لا برك فن ٢٠٠٠ ٢٠٠٠

انسانی زندگی می وزمرویش آنے والے بے شمارخوابوں کی ہزار ا تعبیرات برمبنی سب سے مفضل مستنداور جامع ترین کتاب تعطیرالد نام فی تعبیرالمئام کا نتهانی مفیداور سبلیس ترجمه ا المنطب وا ـ نا بعد ود ، يُرا في إنّاركلي ويور ون المعدد

أورأك كاعلاح الممان فتم جوزي كم شهوعر في تصنيف "الداء والدواء" كالمسلنس أردو ترحمه تالیف امام ابن قبیم جوزی ً ٠٠ - نا بهم و في ميرًا في اناركلي لا بيوً . فون: ٣٥١٣١٣ ـ

والفقار كأسس ٢٠- نا بيصر ود ، برًا في اناريكي لابه و فون ٢٥٢٨٣ عد

برنه یعم ایم مطبوت ایک نظرمه ین

قرآن يحيم انسائيكوبي ثميا. - واكشرد والفقار كانلم محدّعربي انسائيكلو پيسيي ٹريا۔ ---- واكثرد والفقار كاظم صحابہ کرام انسائیکلوپیٹ ٹیا۔ ___ ڈاکٹرذوالعقار کاظم خوابوں کی تعبیر کا انسائیکوسیٹ یا - علام يغيدالغني اللبي _ مولانا ناظم الشف خواتمن محلئے اصلامی بیانات۔ - مولاناعمان اشرفت أني حضرت عبدالتُدا بن معقودٌ ____ گنا : ولے نقصانا اوران کا علاج۔ - علامان القبم جوري _ مولانامغتي ترتقي عمان هرِ اصلاحی *تقریری* — ۱۰ مبلد ____ _مولانامفتي محدوفيع عماني ازداج مطهرات کے دیجیب اقفات ____ بناب كذخرم اسسامی احکام اد اُن کا حکمتیں. ____ عبدالعادر مروفال كودئ . آدِیخ المشاہیر____ ___ قامِنى لىمان كمان مفرويي رسول التمسل التعليه ولم كے دن اور رات _سشيخ ابوكرا برسنيٌ فضَائل ابل بيت معابر كم أوتابعين. . اما محدين على شوكا لُهُ قصص معارف القرآن _____مولانا مفتى محمد فيع عملانا كمغوركي ابميت دا فاديت _____مولانامحديوسفيان بلله مقالات عِمَّانَ مِن الْمُعْرِثُمَانَ مِن الْمُعْرِضِمُ الْمُ الْمُعْرِثُمَانَ مِن الْمُعْرِضُمَانَ المُعْرِثُمَانَ المُعْرِضُمَانَ المُعْرِضُمَانَ المُعْرِضُمَانَ المُعْرِضُمَانَ المُعْرِضُمُ الْمُعْرِضُمَانَ المُعْرِضُمَانَ المُعْرِضُمُ الْمُعْرِضُمُ المُعْرِضِمُ المُعْمِعُ المُعْرِضِمُ المُعْرِضِمُ المُعْرِضِمُ المُعْرِضِمُ المُعْرِضِمُ المُعْرِضِمِ المُعْرِضِمِ المُعْرِضِمُ المُعْرِضِمِ المُعْرِضِ المُعْرِضِمِ المُعْرِضِ المُعْرِضِ المُعْرِضِمِ المُعْرِضِمِ المُعْرِضِ المُعْرِضِمِ المُعْرِضِمِ المُعْرِضِ المُعْرِمِ عُلِي المُعْرِضِ الم قيامت كى نشانيال _____ علامة ما دالدين ابن كشير ادلاد كى تربيت قرآن ومُديث كى روشني مي ______ احمد مليل جمعه مصاتب الصحابة مساتب الصحابة